اُن پاکیزہ انسانوں کے نام

جو

آفتابِ نبوّت نبیِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم

کی

سیرتِ طیّبہ

کو

مذہب کی رُوح، اخلاق کی جان، انسانیّت کی معراج

اور

ایمان کا کمال سمجھتے ہیں

درویشِ بے گلیم و فقیرِ بے کلاہ :
منظور ہزاروی

سجدۂ عبودیت

بحضور

اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o (آلِ عمران)

ترجمہ: "اے اللہ! اے سارے ملکوں کے مالک تو بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں ساری بھلائی ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

جَلَّ ذِکْرُہٗ وَعَزَّ اِسْمُہٗ وَاَعْظَمَ شَانُہٗ

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

نیازمندانہ سجدوں اور منشور دل کی دھڑکنوں سے ایک ذرۂ ناچیز ایک قطرۂ حقیر ایک بے نوا فقیر بصد عجز و نیاز حمد و ستائش اور مدح و ثنا کے گل ہائے رنگا رنگ اُس بارگاہِ بےکس پناہ میں پیش کرتا ہے۔

○ جس نے اپنی جملہ مخلوقات کے لئے آفتابِ نبوّت تاجدارِ ہدایت حضرت محمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی کو سراپا رحمت و رافت بنا کر مبعوث فرمایا۔

○ جس نے اپنے محبوبِ یکتا محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نامِ نامی اور اسمِ گرامی کا نقش عرشِ عظیم کے پایوں پر، فرشتوں کی پیشانیوں پر، حُوروں کے سینوں پر، جنّت کے دروازوں پر اور فردوسی درختوں کے پتّوں پر کندہ فرمایا۔

○ جس نے اپنے محبوبِ مصطفٰے و رسولِ مجتبٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نورِ اقدس اپنے نُورِ حقیقی سے بلا واسطۂ غیر اُس وقت پیدا فرمایا، جب لوح تھا نہ قلم، عرش تھا نہ سدرۃ المنتہیٰ، جنّت تھی نہ دوزخ، فرشتہ تھا نہ انسان، زمین تھی

نہ آسمان، سورج تھا نہ چاند۔

○ جس نے دانائے سُبل، پیشوائے گُل، ختمِ رُسُل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورِ پاک کی ہر زمانہ میں تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ کے اطوار میں حفاظت فرمائی اور حضور پُرنور کے آبائے کرام و اُمّہاتِ عظام کی پاک پُشتوں اور طاہر رحموں کو ہر قسم کی دنیاوی آلودگی و نجاست سے طیّب وطاہر رکھا۔

○ جس نے آفتابِ نبوّت تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بجسدِ عنصری بیداری میں فرش زمیں سے عرشِ بریں تک اور عرشِ بریں سے قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کی جلوہ گاہِ ناز تک سیر کرائی۔

○ جس نے پیغمبرِ عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کی ذات جامع الکمالات کے لئے صبحِ ازل اور شامِ ابد تک ہونے والی ہر چھوٹی بڑی چیز کو مثل کفِ دست روشن وعیاں کر دیا۔

○ اور درود وسلام کے بے پایاں انوار و برکات نازل ہوں اُس نافہ کُشائے حقیقت پر جس کو تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

○ جس نے اپنی ظاہری آنکھوں سے ذاتِ الٰہی کا ازلی و ابدی جلوہ دو دفعہ بے حجابانہ مشاہدہ کیا۔

○ —— جس کی جلوہ آرائی کے لئے محفلِ کائنات کو آراستہ کیا گیا۔ اگر نورِ محمدی کی جلوہ آرائی مقصود نہ ہوتی تو نہ یہ جہان ہوتا اور نہ اس جہان کی یہ رعنائیاں اور رونقیں ہوتیں ؎

محمدؐ نہ ہوتے تو پھر بندہ پرور
خدا خود ہی ہوتا خدائی نہ ہوتی

○ —— اور خداوندِ قدوس کی خصوصی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں رحمتِ دوعالم نورِ مجسّم حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت اطہار پر جن کی شانِ اقدس اور علوِ مرتبت میں وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کی آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

○ —— اور آپ کے جاں نثار ساتھیوں اور وفادار دوستوں پر جو حق وصداقت اور شرافت وسعادت کی مجسّم تصویریں تھے اور اعمال وکردار میں سراپا اُسوۂ حسنۂ نبوّت تھے۔

○ —— اور جو اقلیموں کے بادشاہ اور متقیوں کے امام تھے، جن کا اتباع اور پیروی کرنے والوں کو بارگاہِ رسالتؐ مآب سے خدا کی خوشنودی اور دُنیا وآخرت کی فلاح وکامیابی کی بشارت عطا ہوئی۔

أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ
"میرے صحابہؓ رُشد وہدایت کے روشن ستارے ہیں۔ ان میں

سے جس کی بھی پیروی کروگے نورِ ہدایت سے مالا مال ہو جاؤگے۔"

○—— اے ذلیل ذرّوں کو آفتاب بنانے والے۔ اے حقیر قطروں کو سمندر کی وسعتیں بخشنے والے۔ اے گداؤں کو ہفت اقلیم کی شہنشاہی کا تاج پہنانے والے۔ اے دلوں کے تاریک گوشوں میں اپنی محبّت کا چراغ روشن کرنے والے آقا! اِس سیاہ رُو، سیاہ دل، ادنیٰ ترین غلامِ غلامانِ نبوّت کو اپنے محبُوبِ یکتا اور اپنے رسول محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے طفیل اپنی عنایاتِ خسروانہ اور الطافِ کریمانہ سے ہمیشہ ہمیشہ صراطِ مستقیم پر قائم رکھ!

اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن! اپنی نکتہ نوازی سے اس ناچیز عمل کو اپنی محبّت اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت اور شفاعت کا ذریعہ بنا۔ اور اس ناکارۂ علم وعمل کے ایمان اسلام میں روز افزوں عزّت عطا فرما۔ اور اس کو نیک عمل اور نیک احوال سے سرفراز فرما۔

مَالِکُ الْمُلْک! اپنی کتابِ عظیم کی برکت اور اپنے رسول کریمؐ کی رحمت سے میری، میرے والدین کی، میرے شیوخ و اساتذہ کی میرے عزیز و احباب کی اور اُن کی جو اِس کارِ خیر میں میرے ممد و معاون رہے، سب کی

مغفرت فرما اور سب کو دنیا و آخرت کی بلاؤں اور مصیبتوں سے مامون رکھ!

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ ۔

اک نگاہِ لطف یا رب مصطفٰے کیواسطے
سیدِ کونین شاہِ انبیا کیواسطے

آخری دم تک شریعت پر رہوں ثابت قدم — شہ بہاؤ الدین گنج بے بہا کیواسطے

رات دن توحید کے نغمے بلند ہوتے رہیں — شہ معین الدین محبوبِ خدا کیواسطے

مصطفٰے کے آل کے در کی غلامی ہو نصیب — غوثِ اعظم منبع جود و سخا کیواسطے

دولتِ عرفاں سے قلب و نظر معمور کر — شہ شہاب الدین قبلہ نما کیواسطے

لب پہ ہو منشور کے دن رات ذکرِ مصطفٰے — شہ مجدد الف ثانی حق نما کیواسطے

ذرہ عشقِ نبی سے مجھ کو بھی مخمور کر — شہ نظیر احمد سراج الاولیا کیواسطے

اپنے فضلِ خاص سے منشور کو دلشاد کر
رحمتِ عالم حبیبِ کبریا کے واسطے

بحضور رسالتمآبؐ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا
وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ
سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ (الاحزاب)

"اے نبی مکرّم! ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر اور اللہ کی اجازت سے اُس کی طرف دعوت دینے والا اور آفتاب روشن کر دینے والا"

مُحَمَّدٌ ——— صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

مُحَمَّدْ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اس جامع کمالات ہستی کا نام ہے جس کی صفاتِ عالیہ کی وجہ سے اس کی حمد و ستائش بار بار سب سے زیادہ اور سب سے اعلیٰ و ارفع طریق سے کی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمائے گرامی میں سے اوّلین اسمِ مُبارک جس سے آپ موسوم ہوئے مُحَمَّدْ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادتِ باسعادت سے قبل آپ کی والدہ محترمہ "سیّدہ آمنہ" رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلبِ اطہر میں القا فرمایا۔

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

○ مُحَمَّدْ (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف اسمِ نامی ہی نہیں، جس کا مقصد کسی شخصیت کی تعیین یا کسی ذات کا تعارف ہوتا ہے بلکہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم کے جملہ اسمائے مُبارکہ ایک بے نظیر گنجینۂ اسرار و معارف ہیں۔ درحقیقت آپ کا ہر اسمِ گرامی کسی نہ کسی امتیازی شان اور انفرادی کمال کا

ترجمان اور جلوہ گاہ ہے۔ جو دستِ قدرت نے ازل میں آپ کے پیکرِ نوری میں ودیعت کر رکھا ہے۔ در اصل جتنی پُر از حقیقت اور بے نظیر آپ کی ذات جامع الصفات ہے اسی قدر آپ کے بے مثل اسمائے گرامی بھی حقائق و معارف سے لبریز ہیں۔

◎ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ اسم گرامی ذاتی بھی ہے اور صفاتی بھی، جو آپ کے بلند ترین اوصافِ حمیدہ پر دلالت کرتا ہے جن کی وجہ سے بار بار آپ کی مدح و ثنا کی جاتی ہے۔ جتنی حقیقت اور جامعیت کے ساتھ یہ نام نامی آپ کی ذاتِ اقدس پر چسپاں ہوتا ہے کسی اور عظیم شخصیت پر بھی اس کا اطلاق کسی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ اسمِ گرامی بے شمار صوری و معنوی، محاسن و محامد اور زیبائی و رعنائی کا ایک حسین و جمیل مرقع ہے۔ چنانچہ محمّد کے معنی ہیں وہ قابلِ تعریف اور لائقِ ستائش ذاتِ اقدس جس میں حمد و ثنا کے جملہ اوصافِ عالیہ بدرجۂ اتم پائے جائیں، اور جس کی دلکش اداؤں اور رُوح پرور خوبیوں کو بار بار اتنی کثرت سے بیان کیا جائے کہ اتنی تعریف و ستائش کائنات عالم میں کسی اور شخصیت کی ہرگز نہ بیان کی گئی ہو، اور یہ ایک ناقابلِ فراموش بنیادی حقیقت ہے کہ خالق سے مخلوق تک، انبیاء سے جن و ملک تک، حیوانات سے جمادات تک، سرِ عرش سے

دلِ فرش تک پروردگارِ عالم کی غیر متناہی مخلوق نے جتنی حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و ستائش کی ہے، کسی دوسری اعلیٰ ترین شخصیت کو بھی یہ سعادتِ عظمیٰ نصیب نہ ہو سکی اور آج بھی فضلائے عالم میں ایک ارب کے قریب مسلمانانِ عالم کی زبانیں رات دن نہ معلوم کتنی بار تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا میں نغمہ سرا رہتی ہیں اور انشاء اللہ تا حشر آپ کا ذکرِ مبارک تقریراً و تحریراً کسی نہ کسی عنوان سے دائماً مسلسل ہوتا رہے گا ؎

زباں تا بود در دہاں جائے گیر
ثنائے محمد بود دلپذیر

غرضیکہ دنیا و آخرت میں، زمین اور آسمان میں عالمِ علوی اور سفلی میں کوئی ایسی ساعت اور کوئی ایسا مقام نہیں جہاں حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی یاد اور آپ کا ذکرِ جمیل نہ ہوتا ہو ؎

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے، آپ ہی کی داستان ہے

بلکہ آپ کے اوصاف و کمالات اور حسن و جمال کے شگفتہ تذکرے، فردوسِ بریں کی نورانی فضاؤں اور لامکاں کی بیکراں قدسی وسعتوں تک پہنچ چکے ہیں ؎

زمیں سے آسماں تک آسماں سے لامکاں تک ہے
کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے

یہاں تک کہ منکرینِ رسالت کا ایک معقول طبقہ آج بھی آپ کی دیانت و امانت، صداقت و فراست، صبر و استقامت، عدل و انصاف اور عفو و کرم کا مدح خواں ہے اور آئندہ بھی ثنا خواں رہے گا۔

اِس مُبارک نام کے لفظی جمال اور صوری کمال کے بارے میں دربارِ رسالت کے محبوب شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ الہامی شعر ہی کافی ہے ؎

وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ

"یعنی حق تعالیٰ نے حضور پُر نُور صلی اللہ علیہ وسلّم کو امتیازی عظمت و جلالت سے سرفراز فرمانے کے لئے آپ کے اسمِ گرامی کو اپنے ہی ایک برگزیدہ نام سے نکالا ہے، پس عرشِ بریں والا (اللہ) محمود ہے اور یہ فرش زمین والے (محبوب) مُحَمَّد ہیں۔"

○ مُحَمَّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) جس مُبارک نام کے محبوب مسمّٰی کی ولادتِ سعادت سے ہزاروں برس قبل خود خدائے قدوس نے اپنے محبُوبِ یکتا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے یہ نشاط آفریں نام تجویز فرمایا اور عرشِ عظیم کے پایوں پر، فرشتوں کی پیشانیوں پر، حوروں کے سینوں پر، طوبیٰ کی شاخوں پر، جنت کے دروازوں پر، فردوسی برتنوں پر اور خلدِ بریں کے

پھولوں، پھلوں اور کلیوں پر، اس حسین نام کو تحریر کرا کر کائناتِ عالَم میں اس کی تشہیر کرائی اور تمام فرشتوں کی نغمہ سنجیوں سے، تمام نبیوں اور رسولوں کی مدح سرائیوں سے، تمام اُمتوں کی نعتوں سے اور تمام ۴ سماوی کتابوں کے تذکروں سے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رُوح پرور ذکرِ جمیل کو دوام بخشا ہے

خدا جانے کہاں سے جلوۂ جاناں کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

یہی وہ بابرکت نامِ گرامی ہے جس کی تجلیوں اور تابانیوں سے صبحِ ازل بھی فیضیاب ہے اور شامِ ابد بھی تابناک و درخشاں ہے ہے

حُسنِ ازل کے رُوئے درخشاں حضورؐ ہیں
شامِ ابد کے جلوۂ تاباں حضورؐ ہیں

⊙

روشن تمہارے ذکر سے ہے محفلِ ابد
بزمِ ازل کے چہرۂ زیبا تمہیں تو ہو

یہی وہ وجد آفریں اسمِ اعظم ہے جس نے اشکبار آنکھوں کو سکون، بے قرار دِلوں کو چین، اور مشتاق رُوحوں کو ابدی کیف و نشاط بخشا ہے

شَفِیعٌ مُطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیْمٌ
قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ، نَسِیْمٌ وَسِیْمٌ

"آپ شفاعت فرمانے والے، آپ خلق کے مُطاع، آپ کرم کرنے والے نبیؐ ہیں، آپ نعمتوں کے تقسیم کرنے والے، زیبا قامت، خوبرو اور پاکیزہ خصلت ہیں۔"

یہی وہ پیارا اور مقدّس نام ہے جو شب و روز میں بار بار کروڑوں نیک بخت انسانوں کے لبوں کو ازلی سعادتیں عطا کرتا ہے اور دل و جان کو ابدی مسرّتیں بخشتا ہے۔ جس کی تکرار بہترین سرمایۂ حیات اور سرچشمہ فیضان و برکات ہے، اور جس کی پیہم یاد دل کی نشاط اور رُوح کی انبساط کا تنہا سامان اور آیۂ لازوالی ہے ـــــ شمس و قمر، جنّ و بشر، بحر و بر، شجر و حجر سے عرش و کرسی اور لوح و قلم تک کے نقوشِ قدسیہ اس مقدّس نام کو بوسہ دیتے ہیں اور اسی کے عظیم المرتبت مسمّیٰؐ کو اپنے دلوں اور رُوحوں میں جلوہ آرا پاتے ہیں۔ مخلوقاتِ عالم فرطِ عقیدت اور جوشِ محبّت سے زندگی کے ہمہ اوقات میں اس مُبارک نام کے دلنواز مسمّیٰؐ کے حضور صلوٰۃ و سلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کرتی رہتی ہے ؎

کتنا حسین تیرا خیال آتا ہے دل میں بار بار
کتنا جمیل تیرا نام آتا ہے لب پہ بار بار

یہ مُبارک نام ہی تاریخِ عالم میں روزِ ازل سے عقیدت و اخلاص کے پاکیزہ جذبات کے ساتھ ایک ہی احساس اور ایک ہی ارادت و نیازمندی کے ساتھ پکارا جا رہا ہے اور جب تک دن کو سورج اور رات کو ستارے میسّر ہیں۔ اس عظیم اسمِ گرامی کی سلطانی و فرمانروائی اسی جاہ و جلال اور اسی انداز سے ابداً لآباد تک قائم و دائم رہے گی اور بے شمار دلوں میں اس کی اصلی عظمت اور حقیقی بزرگی کا نقش تابندہ و پائندہ رہے گا۔ اور تا حشر یہ دلپذیر اسمِ گرامی غلامانِ مصطفٰے کی آنکھوں کو مخمور اور دلوں کو مسرور کرتا رہے گا۔

چنانچہ صبحِ تاباں نے رات کے بھیانک چہرہ پر نور چھڑکا، اور مؤذن نے "الصّلوٰۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ" پکار کر سعید رُوحوں کو خداوندِ قدوس کے حضور سجدہ ریز ہونے کی دعوت دی تو اس کے ساتھ ہی کرۂ ارض کے چپّہ چپّہ پر اَن گنت انسانوں نے اس مُبارک نام کے مسمّٰی کی بارگاہِ عالم پناہ میں اپنے نیازمندانہ صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کئے۔

جب مہرِ درخشاں کی تُند و تیز شعاعوں میں اضمحلال پیدا ہُوا تو مؤذن اس تقدیس بخش نام سے پھر رطب اللّسان ہوا۔ رُبعِ مسکوں پر بسنے والی بے شمار مخلوق نے پھر اس نام کے عظیم مسمّٰی کے حضور میں عقیدت و محبت کے رنگین گلدستے پیش کئے۔

جب آفتابِ عالمتاب مائل بہ انحطاط ہوا ——— تو لحنِ بلالیؓ میں نغمۂ توحید و رسالت نے ایک بار پھر اس مبارک نام کا شہد کانوں میں ٹپکایا ——— تو سننے والے عقیدتمندانِ رسالت نے فرطِ عقیدت سے اس ذات منبعِ الکمالات کے لئے درود و سلام کا ایک نیا تحفہ پیش کیا۔

جب نیّرِ اعظم، اپنی عالمگیر کرنوں کو سمیٹ کر اُفقِ مغرب میں پنہاں ہوا ——— اور توحید و رسالت کے نشہ سے مخمورِ مستانوں نے "حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ" سے پہلے پھر اس پیارے نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بانگِ دُہل اعلان کیا تو شمعِ رسالت کے فدائی از سرِ تو محبوبِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عضو ہر بُن و مُو سے مصروفِ صلوات و تسلیمات ہو گئے۔

جب حضرتِ انسان تمام دن کی کُلفت و محنت سے اُکتا کر بسترِ استراحت کی طرف لوٹا ——— تو اس دن کا آخری سجدہ حضورِ الٰہی میں ادا کرنے کے لئے اُس کو پُکارا گیا ——— مؤذن نے پھر اذان میں ——— رسالتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا التحیۃ والتسلیم) کی شہادت کا اعلان کیا تو اس کی پکار ہر عاشقِ صادق نے اپنی اپنی طرف سے اس اعلان واجب الاذعان کی تصدیق و توثیق کرتے ہوئے رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر حضورِ خداوندی میں

اپنی عبودیت و نیازمندی کا اور بارگاہِ رسالت مآب میں اپنی عقیدت و فدائیت کا پُرخلوص نذرانہ پیش کیا۔

یہ کیفیت پنجگانہ نمازوں کی ہے، جن میں ہر مسلمان والہانہ وارفتگی اور عقیدت و خلوص کے پاکیزہ جذبات کے ساتھ اپنے محبوب آقا و مولا (فداہ آبائنا و امہاتنا) کا ذکرِ خیر کرتا ہے اور اُن کی بارگاہِ عالی میں اپنے درود و سلام کا حقیر ہدیہ پیش کرتا ہے ــــ اور بصمیمِ قلب اُن کی عبدیت، محبوبیت اور رسالت کا پُرذوق اقرار کرتا ہے ؎

محمدﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

درود و سلام یا نعت و منقبت کا کوئی لفظ مسلمان کے کان میں پڑ جائے تو اس کی دلرُبا کشش اور دلآویز کیف و سرور اس کی دل کی گہرائیوں میں جذب و مستی کی عظیم تڑپ پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے عقیدت و ارادت اور ذکر و فکر کی دُھن تیز تر ہو جاتی ہے اور بے ساختہ زبانِ حال و قال سے یہ کہتا ہے ع

تیز ترک گامزن منزلِ ما دور نیست

اس بابرکت نام اور اس نوری پیکر کے مسمیٰ کے ساتھ مسلمانوں کے کیف و جذب کا ہمیشہ سے یہی انوکھا اور پسندیدہ معمول ہے

لاریب احترامِ رسالت اور محبتِ رسولؐ کا مقدس جذبہ مسلمانوں کے یقین اور ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ کائنات کے ہر گوشہ میں مسلمانوں کی عقیدت و ارادت اور خلوص و شیفتگی کا عالم ہمیشہ ہمیشہ سے ہی چلا آرہا ہے۔

یا رسول اللہ! تیری آرزو ہے نغمہ، تیرا ذکر میکشی ہے!
تری یاد میرے آقا، دل وجاں کی زندگی ہے

اور آئندہ بھی عقیدت مندانِ نبوت ان دونوں (اسم و مسمّٰی علیہ التحیۃ والثناء) سے محفلِ کائنات درہم برہم ہونے تک اسی طرح وابستہ و پیوستہ رہیں گے۔ ذکرِ مصطفےٰ اُن کی پہچان اور یادِ مصطفےٰ اُن کا ایمان ہے۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

آپؐ اپنی رفعت کمال سے بلندیوں پر پہنچے۔ آپؐ نے اپنے جمالِ جہاں آرا سے تاریکیوں کو دور فرمایا

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

آپؐ کی تمام خصلتیں حسین و جمیل ہیں۔ آپؐ پر اور آپؐ کی اولاد پر بے حد درود و سلام

بارک اللہ ملی متاعِ نیاز
اے زہے شانِ پیکرِ اعجاز
ہیں غلاموں میں تیرے قیصر و جم
ہم پہ بھی اِک نگاہ بندہ نواز

نود و نہ ۹۹ نام نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم

شکر تیرا کس زباں سے ہو الٰہ
کہ محمد سا نبی ہم کو دیا

مصطفیٰ و مجتبیٰ ختم الرسل
فاضل۔ اُمّی۔ ہادی السبل

حامد۔ محمود اور عبد رسول
طیّب۔ طاہر مطہر اور وصول

سیّد۔ یٰسین۔ طٰہٰ بشیر
منادی۔ داعی۔ ہدیٰ۔ امین۔ نذیر

مکی۔ مدنی۔ حجازی۔ ہاشمی
احمد۔ مرسل۔ نجی اللہ۔ صفی

ناصر۔ منصور۔ مدعو۔ کلیم
عروۃ الوثقیٰ۔ صراط المستقیم

منذر۔ نور۔ سراج۔ جامع
حاشر۔ ماح۔ عزیز با وفا

صالح۔ مصلح۔ شفیع المذنبین
ناصح۔ انصح۔ قوی علم دیں

واصل۔ موصول۔ مصباح وحید
شاہد۔ مشہود سراپا تشہید

صادق۔ مصدق۔ مصدّق اور امیں
امین۔ مامون۔ حبیب اللہ۔ مجیب

صاحب معراج و تاج عزّ و شاں
وہ مبشر اور مشفع دو جہاں

مقتفی۔ [illegible]۔ مقفی۔ عاقب
محی۔ منجی۔ عفو۔ [illegible]

قاسم۔ کوثر۔ مکرّم اور یتیم
وہ مدثر اور مزمل اور کریم

وہ شفیق۔ رحمۃ للعالمین
نوح۔ قدس۔ روح حق کا ذکر مبیں

وہ غیاث۔ مستغیث۔ غوث حق
وہ رؤف وہ منیر و طبیب

وہ حریص خیر امت بے ریا
فاتح و مختار ختم الانبیاء

سلام

بحضور خیر الانام صلّی اللہ علیہ وسلّم

السّلام اے شاہبازِ لامکاں
السّلام اے تاجدارِ کُن فکاں

السّلام اے مطلعِ انوارِ حق
السّلام اے مخزنِ اسرارِ حق

السّلام اے سرورِ پیغمبراں
السلام اے پیشوائے مُرسلاں

السّلام اے حاملِ نورِ مُبیں
السّلام اے رحمتہٌ لِلعالمیں

السّلام اے ہادیِ دینِ مُبیں
السّلام اے صادق الوعد الامیں

السّلام اے ارضِ طیبہ کے مکیں
عرش ہے تیرے قدم سے یہ زمیں

اِک نگاہِ خاص ہو روزِ جزا
ہے دلِ منشور کی یہ التجا

صلّی اللہ علیہ وسلّم

احمدِ مُرسل نیّرِ اعظم — صلّی اللہ علیہ وسلّم
کعبۂ ایماں، نورِ مجسّم — صلی اللہ علیہ وسلّم
فرشِ زمیں سے عرشِ بریں تک — عرشِ بریں سے بزمِ حسیں تک
خوشبو اُن کی عالَم عالَم — صلی اللہ علیہ وسلّم
جن کے ثنا خواں یوسفِ کنعاں — جن کے طالب موسیٰ عمراں
جن کے مبشّر عیسیٰؑ مریمؑ — صلی اللہ علیہ وسلّم
صبحِ ازل ہے اُن سے معطّر — شامِ ابد ہے اُن سے منوّر
کون و مکاں کے نیّرِ اعظم — صلی اللہ علیہ وسلّم
دَر ہے جن کا درد کا درماں — جن کے ہیں جبریل سے درباں
مالکِ جنّت رحمتِ عالَم — صلی اللہ علیہ وسلّم
نغمۂ وحدت کی جو صدا ہیں — جن کے چاکر شاہ و گدا ہیں
ظلِّ الٰہی مُرشدِ اعظم — صلی اللہ علیہ وسلّم
ارض و سما ہوں شمس و قمر ہوں — جنّ و بشر ہوں حُور و ملک ہوں
وردِ زباں ہے سب کی پیہم — صلی اللہ عایہ وسلّم
پیکرِ قرآں، جلوۂ یزداں — فخرِ رسولاں مَشعلِ ایماں
ہادیِ دوراں، شاہِ دو عالَم — صلّی اللہ علیہ وسلّم

قریہ قریہ، بستی بستی — گلشن گلشن، صحرا صحرا
ذکر ہے اُن کا ہر جا ہر دم — صلی اللہ علیہ وسلم

ختمِ رُسل، سلطانِ رسالت — نُورِ ازل، شہبازِ نبوّت
صدر نشینِ محفلِ عالم — صلی اللہ علیہ وسلم

مقصدِ قدرت، بحرِ ہدایت — گنجِ شرافت، مہرِ رسالت
پیکرِ رحمت، رُوحِ معظّم — صلی اللہ علیہ وسلم

جسم ہے جن کا نُور کا پیکر — جن کا پسینہ بھی ہے مُعطّر
زلف کا ہے کچھ اور ہی عالم — صلی اللہ علیہ وسلم

کس نے پایا جلوۂ جاناں — کس نے پایا قربِ یزداں
تیرے سوا ہے کون وہ محرم — صلی اللہ علیہ وسلم

تیری ادائیں طیّب و طاہر — شان تیری لولاک سے ظاہر
رُوحِ رسالت جانِ دو عالم — صلی اللہ علیہ وسلم

خاتمِ دنیا کا تو نگیں ہے — تجھ سے بہتر کوئی نہیں ہے
افضل و اکمل اشرف و اکرم — صلی اللہ علیہ وسلم

کاش میں رُوئے زیست نکھار دوں
ذکر میں تیرے عمر گنا دوں
لب پہ ہو منشورؔ کے ہر دم
صلی اللہ علیہ وسلم

ہدیۂ درود وسلام

بحضور سرورِ کائنات

اَفْضَلُ الصَّلٰوات وَ اَکْمَلُ التَّحِیَّاتِ

سلام ہو! اُس جامع الکمالات، مستجمع الصفات، سیّد السادات، حضور پرنُور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ـــــــ جس کے اوصاف کمالیہ اور کمالاتِ عالیہ کو بیان کرنے کے لئے قلمِ قدرت کے سوا کوئی قلم نہیں اور کلامِ فطرت کے علاوہ کوئی کلام نہیں اُس شاہکارِ قدرت کے عظیم خصائص نبوت اور کمالاتِ رسالت کو کوئی کیسے نمایاں کرے جو سرِ بسر مظہرِ ربوبیتِ کاملہ، آئینہ صفاتِ الٰہیہ اور پیکرِ نُور بلکہ نُورٌ عَلٰی نُور۔ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تجلی خاص ہے ؎

اے نُورِ ازل اے محمد یہا سُبحان اللہ سُبحان اللہ

اے نُورِ ابد اے نُورِ خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

سُبحان اللہ مَا اَجْمَلَکَ سُبْحَانَ اللہ مَا اَکْمَلَکَ

سُبْحَانَ اللہ مَا اَحْسَنَکَ سُبحان اللہ سُبحان اللہ

جس کی رفعتِ ذکر کا یہ عالم ہے کہ جہاں جہاں مالک الملک

پروردگارِ عالم کا نامِ نامی پایا جاتا ہے وہاں وہاں اس حبیب کریم سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی بھی موجود ہے ؎

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا، ذکر ہے اونچا تیرا

ہر مقام پہ ہر مخلوق، ہر آن ذکرِ خدا کے ساتھ آپ کے ذکر اور آپ کی یاد میں مصروف و مشغول ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کے ذکرِ جمیل کے بغیر ذکرِ خدا کو بھی بارگاہِ الٰہی میں سندِ قبول حاصل نہیں۔ اس حقیقت کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں بیان کرتے ہیں ؎

ذکرِ خدا جو اُن کے سوا چاہو نجدیو
واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے

کائناتِ عالم میں خداوندِ قدوس کی ذاتِ بے ہمتا کے بعد اگر کوئی اور ہمہ گیر شخصیت، جامع صفات و کمالات ہستی جلوہ افروز ہے تو وہ صرف حبیبِ کبریا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی اشرف ترین ذاتِ اقدس ہے۔ جس کا صحیح مقام متعین کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس بات کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے نہایت عمدہ پیرائے میں یوں بیان کیا ہے ؎

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرِ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کائنات کی اس اشرف ترین شخصیت کی اعجاز نما سیرت اور خدائے بلند و برتر کے محبوب و مکرم پیغمبر کی خدا نما رفعت و جلالت کا کما حقہٗ احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ جس کی تعریف و توصیف خود خداوند عالم اور اس کے نوری فرشتے کر رہے ہیں۔ ازل سے ارض و سما کی ہر چیز جس کی ثنا خوانی میں مشغول ہو، ناچیز قلمکار کی کیا مجال کہ کچھ بیان کر سکے۔ ہر عارف، ہر عالم، ہر شاعر، ہر ادیب اور ہر قلمکار کو بالآخر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں کہنا پڑتا ہے ؎

دفتر تمام گشت بہ پایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

بحرِ نبوّت کے عظیم دُرِ یتیم کی مدح و ثنا سے یقیناً ہر انسانی قلم عاجز اور ہر زبان اس کی تعریف و توصیف سے گنگ اور درماندہ ہے ؎

تیری خُلق کو حق نے جمیل کیا تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

ایک عارف نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے کہ میں سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف کیسے بیان کروں جبکہ زبان کی آنکھ نہیں اور آنکھ بول نہیں سکتی۔ یعنی میری آنکھ یقیناً محبوب دلنواز کی زیارت سے فیضیاب ہوئی۔ مگر آنکھ میں قوتِ گویائی نہیں کہ وہ بیان کر سکے۔ بے شک زبان بول سکتی ہے مگر اس نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ زیبا کو دیکھا نہیں، اس لئے

لامحالہ مرزا غالب کے اِس نزریں خیال سے متفق ہونا پڑتا ہے ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

(ترجمہ) غالب ثنائے خواجہ کو یزداں پہ چھوڑیئے
آگاہ بس وہی ہے محمدؐ کی شان سے

درود و سلام ہو اُس شہبازِ لاہوتی مسند نشینِ لامکاں پر — جس نے کائنات کی تخلیق سے ہزارہا سال پیشتر عالمِ قدس کی بے جہت فضائے لامکانی کو منوّر کیا۔ اور جو اَوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (اللہ تعالیٰ نے جو چیز سب سے اوّل پیدا کی وہ میرا نور تھا)، کی سدرۃ المنتہیٰ پر جلوہ افروز ہوا ؎

وہ جن کا نور تھا اوّل وہ جن کا نور ہے آخر
اُنھیں سِرِ ازل کا راز دلوں کہنا ہی پڑتا ہے

اور جس نے قابَ قوسین کی بے مثل جلوہ گاہ ناز میں باریاب ہو کر پروردگارِ عالم کا بلا واسطہ کلام سُنا

حَتّٰی جَآءَ السِّدْرَۃَ الْمُنْتَھٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّۃِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔
(بخاری)

جب شاہدِ عالم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو عزت والا خدا یہاں تک قریب ہوا اور جھک آیا کہ اس کے اور آپ کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

کون بجز سرورِ دیں عرشِ بریں تک پہنچا
کس نے قصرِ شہِ لولاک کا زینہ دیکھا

یہاں جن و انس تو کیا رسولوں کے قدم اور قدسیوں کے پر جلتے ہیں، وہاں تو صرف "ربِّ اَحَدْ" تھا یا اس کا پیارا محمدؐ تھا جس نے "قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" کی جلوہ گاہِ ناز میں بیٹھ کر عینِ بصر سے ذاتِ الٰہی کا ازلی و ابدی بے حجابانہ جمال باکمال دیکھا ؎

محمدؐ نے شبِ معراج یوں دیکھا خدا اپنا
نگاہیں روبرو اور فاصلہ قوسین او ادنیٰ

درود و سلام ہو! حریمِ قُدس کے خلوت نشیں اور ربِّ جلیل کے مہمانِ خاص پر ـــــــ جس کے استقبال کے لئے کارکنانِ قضاء و قدر نے ملاءِ اعلیٰ کی نورانی فضاؤں کو سلیقے سے سجایا، جنت الفردوس کے ایوانوں کو آراستہ کیا۔ اور جس نے اپنے قدومِ میمنت لزوم سے اُس لامکانی رفعتوں کو روند ڈالا۔ جو تمام بلندیوں کا منتہیٰ اور تمام رفعتوں کا نقطۂ آخر ہے، اور جس نے عرش و کرسی پر نزولِ اجلال فرمایا ؎

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے، سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

اور جس نے ظاہری آنکھوں سے جنت کی روح پرور فضائیں اور دوزخ کے خوفناک مناظر دیکھے۔ حورانِ بہشتی نے اس کی رہگذر کے

قدموں کو چوما اور قدسیوں نے اس کی تعظیم و تقدیس کے نغمے گائے اور مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ کے نور سے جس کا قلب مبارک منور کیا گیا۔ اور مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کے سرمہ سے جس کی حسین آنکھوں کو روشن کیا گیا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا اعزاز عطا فرما کر دنیا و آخرت میں جس کے ذکر خیر کو بلند فرمایا گیا اور جس کی ذات گرامی کو تمام مخلوق الٰہی کو فیض پہنچانے کا سبب اور واسطہ قرار دیا گیا۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور خزانوں کا مالک و مختار بنایا گیا۔ جس کی محبوب ترین شخصیت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں پوری فرما دیں اور آخر کار جس کو لامکاں کی بے جہت خلوتوں میں چھپنے والی حقیقت کبریٰ نے اپنی آغوش رحمت میں ڈھانپ لیا ؎

تو نے قبل از دو جہاں شان تجلی دیکھی
عرش سجتا ہوا، بنتی ہوئی دنیا دیکھی

تیرے سجدے پہ جھکی سارے رسولوں کی جبیں
سب نے اللہ کو مانا تیری دیکھا دیکھی

درود و سلام ہو! اس مطلع الانوار اور آسمان رسالت کے سراج منیر پر ـــــ جس کی نور بیز لوں نے عدم کی ظلمتوں کو زندگی کی روشنی بخشی اور جس کے نور کی ضیا پاشیوں سے یہ عظیم عرش، یہ وسیع کرسی، یہ تابندہ قلم، یہ بسیط لوح محفوظ، یہ زرنگار فلک، یہ چمکتا ہوا آفتاب، یہ دمکتا ہوا ماہتاب، یہ مسکراتے ہوئے ستارے، یہ برق پاش کہکشاں، یہ گرجتا ہوا

بادل، یہ مستانہ وار انگڑائی لینے والا سبزہ، یہ لطافت ریز بادِ نسیم یہ نغمہ انگیز مرغانِ سحر، یہ سربفلک کوہسار، یہ نشاط انگیز آبشار، یہ شوخ و شنگ لہریں، یہ رُخسارِ محبوب سے زیادہ پیارے پھول، لبِ نازک سے زیادہ لطیف پنکھڑیاں، یہ نورانی فرشتے، یہ رعنا حوریں، یہ ناری جن، یہ باکمال انسان، غرضیکہ عالمِ رنگ و بُو کا ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ معرضِ وجود میں آیا اور جس کے طفیل کائنات کی ہر چیز کو حیاتِ جاودانی نصیب ہوئی ہے

روشن ہوئی ہیں تم سے دو عالم کی وسعتیں
صبحِ ازل کے مہرِ درخشاں تمہیں تو ہو

○

اے ماہِ عرب، اے ماہِ عجم، اے شاہِ جہاں، اے فخرِ زماں
اے باعثِ زینتِ ارض و سما سبحان اللہ سبحان اللہ

درود و سلام ہو! اُس نور الانوار مرکزِ رُشد و ہدایت پر —
جو تخلیقِ عالم کا باعث، جس نے خاک کے ذروں کو جامۂ حیات پہنایا۔ اُس نوری پیکر کی برکت سے سیدنا آدم علیہ السلام مسجودِ ملائکہ ٹھہرائے گئے، خلافتِ کبریٰ کا تاج پایا اور نیابتِ الٰہیہ تختِ جلالت پر متمکن ہوئے اور پھر اسی نور العہد کے توسل سے ان کی پیغمبرانہ معصومانہ لغزش معاف ہوئی اور نبوت و امامت کے

منصبِ جلیل پر سرفراز ہوئے ؎

محمد مصطفےٰ محبوبِ داور سرورِ عالم
وہ جس کے دم سے مسجودِ ملائک بن گیا آدم

درود و سلام ہو! اُس بشریّت نواز اور انسانیّت افروز "انسانِ کامل" پر ——— جس کے طفیل بشریّت نے اشرف المخلوقات کا خطاب حاصل کیا اور انسانیت نے کل مخلوقاتِ عالم پر لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ آدَمَ (بے تحقیق ہم نے اولادِ آدم کو عزّت و احترام بخشا) کا طرۂ امتیاز حاصل کیا اور اس کو خلافتِ ارضی کے پُر وقار اعزاز سے نوازا گیا۔

درود و سلام ہو! اُس حُسنِ ازل کی تجلّیِ خاص اور گلدستۂ رحمت پر ——— جس کے دم قدم سے حُسن کی رعنائیاں، عشق کی رنگینیاں، بہار کی دلفریبیاں، برسات کی ترنّم خیزیاں، شبنم کی اشک ریزیاں، بادِ شمیم کی عطر بیزیاں، آفتاب کی شعلہ باریاں، مہتاب کی نور افروزیاں، کہکشاں کی ضیا پاشیاں، فرشتوں کی کرشمہ سازیاں، مہ وشوں کی عشوہ فرمائیاں، پھولوں کی عطر افشانیاں، بُلبل کی آہ و زاریاں، مرغِ سحر کی زمزمہ سنجیاں، عالم میں قائم و دائم ہیں ؎

گر ارض و سما کی محفل میں لَوْلَاکَ لَمَا کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نُور نہ ہو سیاروں میں

اگر وہ جانِ کائنات اس دنیا میں تشریف نہ لاتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ نہ عرش و فرش نہ لوح و قلم، نہ جنّت و دوزخ، نہ جن و انس ؎

محمدؐ کی جلوہ نمائی نہ ہوتی
خدا تک کسی کی رسائی نہ ہوتی

درود و سلام ہو! اس پیکرِ شرافت و پاکیزگی اور مجسمۂ عفت و رعنائی پر —— جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے سانچے میں ڈھالا اور تمام کائنات کو اس کے نور سے فیضیاب کیا ؎

سر سے لیکر پاؤں تک تو بہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن کی تقریر ہے
سوچتی ہے دل ہی دنیا مصطفےٰؐ کو دیکھ کر
وہ مصوّر کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

جس کا نور پاک کشتیٔ نوح علیہ السلام کی سلامتی کا ذریعہ بنا ؎

اگر نامِ محمدؐ را نیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوحؑ از غرق نجّینا

اور اسی نورِ عظیم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لوحِ جبین کو تابندہ کیا اور اُن کو خلیل اللّٰہی کا شرف بخشا۔ آتش کدۂ نمرود کو گل کدۂ فردوس میں تبدیل فرمایا اور اسی نورِ مبارک نے ناصیۂ اسمٰعیلؑ کو مرکزِ انوار بنایا۔ آخر کار یہ نورانی حقیقت غیب کی پہنائیوں کو چاک کرتی ہوئی ارحامِ طاھرہ اور اصلابِ طیبہ کو مشرف فرماتی ہوئی حضرت سیدنا عبداللہ کے افقِ عزّت سے طلوع ہوئی، اور جناب

سیدہ آمنہؓ کی مقدس گود میں محمدؐ کی دلنواز اور مبارک صورت میں جلوہ نما ہوئی ؎

بصد اندازِ یکتائی ، بغایت شانِ زیبائی
امینؐ بن کر امانت آمنہؓ کی گود میں آئی

درود و سلام ہو اُس بزمِ نبوّت و رسالت کے صدر نشین اور سرورِ دنیا و دیں پر —— جس نے ماہِ ربیع الاوّل کی نو[1] تاریخ کو پیر کے مبارک دن موسم بہار کی ایک سہانی صبح صادق کے جاں نواز لمحات میں اپنے جسمانی وجودِ مسعود سے دنیا کے کائنات کو رونق بخشی اور جس کی تشریف آوری سے عالم میں انقلابِ عظیم بپا ہوا۔ "سیّدہ آمنہؓ" کا کاشانۂ اقدس نور سے معمور ہو گیا۔ جانور خوشی سے بولنے لگے ، پرندے تہنیت کے گیت گانے لگے ، مکّہ کے سوکھے درختوں میں جان بہار آگئی ، آسمان کے تارے زمین پر جھک گئے ، قدسیوں نے ترانۂ مسرت پڑھا۔ فردوسی مہ وشوں نے درود و سلام کے پھول پیش کئے ، صنم خانوں کے تمام بُت سرنگوں ہو گئے۔ ایوانِ کسریٰ کے کنگرے ہل گئے ، آتش کدہ فارس بجھ گیا ، نہر ساوہ خشک ہو گئی ، ولادت کے وقت ایک ایسا نور چمکا جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔ کفر و شرک کے کھولتے دوزخ سرد ہو گئے۔ آتش کدۂ شیطان میں خاک اڑنے لگی ، ظلم و ستم ، جہالت و بربریت کا شیرازہ بکھر گیا ، ظالم ، خونریز

انسانوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی ؎

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھرتھرا کر رہ گیا

درود و سلام ہو! اُس آفتابِ ہدایت اور مہتابِ رُوحانیت پر ——— جس کی تشریف آوری صرف انسانیت کے لئے ہی نہیں بلکہ کُل کائنات پر خالقِ کائنات کا ایک احسانِ عظیم ہے۔ جس کی آمد نے کائناتِ عالم کی کایا پلٹ دی اور چھ سو برس کے طویل عرصہ کے بعد صفحۂ ہستی پر نورِ ہدایت و بارانِ رحمت کا نزول ہوا۔ توحید و رسالت کا اُجڑا ہوا چمن مسکرایا، گلستانِ رُوحانیت و انسانیت میں تازہ بہار آگئی، مظلوم اور دُکھی دنیا کے مُردہ جسموں میں جان آگئی۔ نیکی اور حق پرستی کی ساری فضا مہک اُٹھی۔ جس نے انسانیت کو ظلمتوں سے نکال کر روشنی کی طرف اس کی رہنمائی فرمائی، گناہوں سے پاک کر دیا اور زندگی کے ہر موڑ پر انسانوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرمائی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کے طریقے سکھائے۔ عبادات، اخلاقیات اور معاملات کا سبق دیا اور یوں ساری کائنات خیر و برکت سے معمور ہو گئی۔ ہاتفِ غیب نے پیغامِ فرحت و مسرّت سنایا کہ اے اہلِ عالم ؎

مُبارک ہو کہ ختمُ المُرسلین تشریف لے آئے
جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلعَالَمِین تشریف لے آئے

گلکدۂ رحمت کا وہ گل رنگیں مسکرایا، جس کی رُوح افزا نکہت بیزیاں و دلربائیاں صبح قیامت تک مشامِ جانِ عالم کو معطر اور دیدۂ عالم کو بینا رکھیں گی۔ آج اُس جانِ کائنات اور محبوب مخلوقات نے اپنے قدم سے عالم کو نوازا ہے۔ جس کا ثانی ازل میں تھا اور نہ ابد میں ہوگا، جس کی ذاتِ پاک کو تمام جہانوں کے لئے سراپا ہدایت اور مجسّم رحمت بنایا گیا ہے ؎

جس کی کوئی مثال نہ جس کی کوئی نظیر
مخلوق میں خدا کا وہ احساں تمہیں تو ہو

درُود و سلام ہو! اُس اعجازِ مجسّم اور شاہکار فطرت پر۔ جس کا نفس قُدسی سراپا معجزہ بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ جس کی ایک ایک ادا، فکر و عمل، چشم و ابرو، لہجہ و آواز، کردار و اطوار اور کتاب و شریعت میں اعجاز ہی اعجاز تھا۔ قرآن حکیم نے "بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ" کہہ کر اس کے وجُودِ گرامی کو سراپا دلیل ساطع اور حجت قاطع قرار دیا۔ بے شک جمالِ نم یزل کے شاہکار کا کُل کا رُوئے انور۔ نگاہِ کیمیا اثر، تقریرِ دلپذیر، قلب پُر انوار اور اخلاقِ معجز نما، سراسر ہدایت و صداقت کی آیات بینات تھے ؎

تو ہے جمال در جمال تو ہے جلال در جلال
تو ہے کمال در کمال، مظہر شان کردگار

اور اس اعجازِ مجسّم کا سر برکت سے، آنکھیں حیا سے، کانی

عبرت سے، زبان ذکر سے، ہونٹ تسبیح سے، منہ رضا سے، سینہ اخلاص سے، دل رحمت سے، ہاتھ سخاوت سے، بال فردوسی ریشوں سے، لعابِ دہن جنّت کے شہد سے اور پسینہ جنّت کی شبنم سے بنایا گیا ؎

فخرِ عرب سلطانِ مدینہ، وہ جسکے کفِ پا کا پسینہ
گل کدۂ فردوس کی شبنم، صلی اللہ علیہ وسلّم

دُرود و سلام ہو! اُس آئینۂ حق نما پر ــــــــ جس کو کلامِ ازلی نے نجمِ ثاقب، نورِ مبین اور سراجاً منیرا (روشن کرنے والا سورج) کہہ کر پکارا ہے ؎

اُن کا سایہ اک تجلی اُن کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گذرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی

جس کا سینہ صدق و صفا کا مخزن، جس کا پیکرِ نوری ظلمت کدۂ عالم کا روشن مینار اور علم و ہدایت کا مطلع الانوار بنایا گیا۔ جس طرح آفتابِ عالمتاب کے طلوع کے بعد اُن روشنیوں کی کوئی ضرورت نہیں رہتی، جو مختلف ملکوں، گھروں اور کمروں کو روشن کیا کرتی تھیں اسی طرح آفتابِ نبوّت و رسالت کے طلوع کے بعد کسی ایسے روحانی چراغ کی ضرورت نہیں رہی، جو کسی خاص ملک، قوم اور معین وقت کے لئے روشن ہوئے اور جنہوں نے اندھیروں کو اُجالے میں تبدیل کیا۔ اب حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم میں پہلی تمام مقامی نبوّتوں

اور مخصوص ہدایتوں کی ساری روشنیاں مدغم کردی گئیں اسی آفتاب کی کرنیں مطلع نبوت سے نکل کر ارض و سما کی فضاؤں کو روشن کرتی رہیں گی۔ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام جیسے بزرگ پیغمبر بھی اس وقت زندہ ہوتے تو انہیں بھی اسی روحانی آفتاب سے اکتساب فیض اور ضیاء کرنا تھا ؎

فجاء محمدٌ سراجاً منیرا
فصلوا علیہ کثیرا کثیرا

درود و سلام ہو! انسانیت کے اس محسن اعظم اور پیشوائے عالم پر ـــــ جس کی ذات کی طرح اس کی کتاب میں بھی نور ہے، سچائی کی روح، حق کی زبان اور ہدایت کا مرقع ہے، جس نے اپنے صفحات پر عقائد، عبادات، اخلاق اور سزا و جزا کو اس تفصیل، تشریح اور تکمیل کے ساتھ نمایاں کیا ہے۔ جس کی مثال دنیا کے کسی آسمانی صحیفۂ ربانی میں نہیں ملتی۔ اور کائنات میں صرف یہی ایک مقدس کتاب ہے جو ہر دور اور ہر زمانہ میں انسانی تحریف اور ردو کد کی آلودگیوں سے محفوظ رہی ہے اور ہر وقت جس سے اندھے دیکھتے، گمراہ راہ پاتے اور حق کے طالب روشنی حاصل کرتے ہیں ؎

وہ آیا اور حکمت کے خزینے بانٹتا آیا
وہ اس کی شانِ رحمت کے دفینے بانٹتا آیا

درود و سلام! اس اشرف و افضل اور اکرم و اکمل

محبوبِ دلنواز پر ـــــــ جس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور جس کے کلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام، جس کے ظہور کو اپنا ظہور اور جس کی اعلیٰ و کامل ذات کو حق سبحانہ تعالیٰ نے مجازی طور پر اپنی ذات قرار دیا ہے

محمدؐ کی ہر بات وحیِ خدا ہے
حجابِ نبیؐ میں خدا بولتا ہے

جس کی محبّت مذہب کی رُوح، اخلاق کی جان، انسانیت کی معراج اور ایمان کا کمال ہے اور جس کی محبت کے بغیر جنت میں داخلہ اور منزلِ عرفان و حقیقت تک رسائی ممکن نہیں۔ عالمِ رنگ و بو کا ذرہ ذرہ اسی کی محبت میں سرشار و بیخود ہے ؎

وصلّی اللہُ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا
زمیں در حبِّ اُو ساکن فلک در عشقِ اُو شیدا

درود و سلام ہو! معلمِ ازل کے اس تلمیذِ خاص اور رسولِ اعظم پر ـــــــ جس کو مختلف ملکوں کی رہنمائی اور مختلف قوموں کی ہدایت کے لئے قرآنِ حکیم جیسی جامع اور عظیم کتاب عطا فرمائی گئی ؎

فرشتہ در پہ بصد احترام آتا ہے
خدا کے بعد تمہارا ہی نام آتا ہے
کلیم ہو گئے تمہیں کیا کلیم سے نسبت
تمہارے گھر میں خدا کا کلام آتا ہے

جس نے کائناتِ عالم کے عالموں، قاضیوں، فلسفیوں، خطیبوں

اور شاعروں کی بھری محفل میں تیس پاروں کی ایک اعجاز نما کتاب پیش کر کے ایک ایک کو پکار کر صاف صاف لفظوں میں علم و دانش اور فضل و کمال کی پوری دنیا کو چیلنج کیا۔

فَأۡتُوا۟ بِحَدِیثࣲ مِّثۡلِهِۦۤ

"اے بلند پایہ عالمو اور ادیبو! میری اس کتاب جیسی ایک بات ہی پیش کر کے دکھا دو"

چودہ صدیاں اور اس کے طویل شب و روز گذر گئے، مگر آج تک علم و ادب کی وسیع دنیا سے ایک آواز بھی اس عظیم چیلنج کو قبول کرنے کے لئے کسی گوشۂ عالم سے بلند نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی۔ آپ کے ایک چیلنج نے تمام شعرا کے خیالی قلعوں کو پامال اور تمام ادیبوں کے ایوانوں کو مسمار کر دیا ؎

ابھی تک ثبت ہے فَأۡتُوا۟ بِسُورَةࣲ لوح ہستی پر
رہے گا بس یونہی یہ لاجواب اعلان تا محشر

بلکہ اس صوت سرمدی کی حقانیت و صداقت پر زبان آور شاعروں، آتش بیان خطیبوں، دقیقہ رس فقیہوں، بلند پایہ عالموں اور پایۂ ناز ادیبوں کی حقیقت شناس زبانیں دفعۃً چیخ اٹھیں کہ خالق کون و مکان کی قسم! ہم نے کاہنوں کی لطیف باتیں جادو گروں کے مؤثر منتر، شاعروں کے الہامی قصیدے، آتش بیان ادیبوں کی سحر آگیں عبارتیں سُنیں اور دیکھیں، مگر اے

محمدؐ اے احمدؐ (فداہ امی و ابی) تمہارا بے نظیر کلام کچھ اور ہی وجد آفریں انداز رکھتا ہے۔ اس کی دلکشی و رعنائی تو سمندروں کی تہوں تک اثر انداز ہوگی ؎

خدا کا منحرف امی نبی کی شان کو دیکھے
نبوّت کو پرکھنا ہو تو اس قرآن کو دیکھے

یہی وہ کتابِ مبین ہے جس نے نظریۂ حیات اور طریقِ زندگی کو مکمل طور پر بیان کیا ہے اور انسان کی انفرادی، خاندانی، معاشرتی ملکی اور بین الاقوامی زندگی کے ہر پہلو کے متعلق تمدنی اصول اور مکمل ضابطۂ حیات پیش کیا۔ تاریخ عالم شہادت پیش کرتی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں جن خوش نصیب انسانوں نے اپنی زندگیوں کو قرآن عظیم کے رنگ میں ڈھالا۔ وہ وحشی اور انسانیت سے گرے ہوئے انسان چند دنوں میں ترقی کرتے کرتے یگانۂ روزگار پارسا اور باخدا انسان بن گئے ؎

ارض و سما کے رازداں، کون و مکاں کے بادشاہ
تجھ پہ درود بے شمار، تجھ پہ ہزار بار سلام

درود و سلام ہو! حسنِ ازل کے مظہرِ اجمل اور خوبیٔ کمال کے آئینۂ اکمل پر ـــــــ جو خوبی و لطافت کا نوری پیکر اور دلکشی و رعنائی کا منتہائے کمال ہے۔ جس کے جسم و جان، زبان و دل، رگ و ریشہ، خلق و عمل، علم و فہم کو نورانیت تامہ

بخشی گئی۔ حور و ملک اور جن و انس کے حُسن و رعنائی کی جہاں انتہا ہوتی ہے "محبوبِ خدا کے حسن و جمال اور خوبی و رعنائی کا وہاں سے آغاز ہوتا ہے۔ دل سے نگاہ تک، رُوح سے جسم تک، سر سے پیر تک حُسن ہی حُسن، پاکیزگی ہی پاکیزگی، نزاکت ہی نزاکت اور رعنائی ہی رعنائی چھائی ہوئی ہے۔ جس کا بچپن پاکیزگی اور زیبائی کا معیارِ آخر اور جوانی پھولوں سے بڑھ کر بے داغ اور شبنم سے زیادہ اُجلی اور شفاف تھی ؎

رُخِ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

درود و سلام ہو! کائناتِ رسالت کے رحمۃٌ للعالمین اور سیّد المرسلین پر ——— جو حق و صداقت کا مرکزِ جمیل نور و ہدایت کا روشن مینار، حُسن و خوبی اور کمال و جمال کا عرشِ عظیم تھا، جو اس تاریک دنیا میں ؎

خطِ سبز و لبِ لعل و رُخِ زیبا داری
حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کی تجلیاں لے کر قوموں کی ہدایت اور ملکوں کی رہنمائی کے لئے تشریف لایا۔ جس کی مقدس سیرت میں تمام نبیوں کی زندگیاں اور

تمام رسولوں کی سیرتیں اور خوبیاں سمٹ کر جمع ہوگئی تھیں اور جس کے اوراقِ زندگی، آدمؑ کا خلق، شیثؑ کی معرفت، نوحؑ کی شجاعت، ابراہیمؑ کی خلّت، اسماعیلؑ کا ایفائے عہد، اسحٰقؑ کی رضا، صالحؑ کی فصاحت، لوطؑ کی حکمت، موسیٰؑ کا جلال، ہارونؑ کی مناجات، ایوبؑ کا صبر، یونسؑ کی اطاعت، یوشعؑ کا جہاد، داؤدؑ کی آواز، سلیمانؑ کا شکوہ، دانیالؑ کی محبت، الیاسؑ کا وقار، یوسفؑ کا جمال، یحییٰؑ کی پاکدامنی اور عیسیٰؑ ابن مریم علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے زہد سے آراستہ تھے اور جس کے صحیفہ حیات میں جملہ انبیاء علیہم السّلام کے اخلاق واوصاف عملاً نمایاں تھے۔

اب تو کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں
محو کھڑا ہوا ہوں میں حُسن کی جلوہ گاہ میں

درُود وسلام ہو! اُس عظیم الشان محسن انسانیت و معلّم رُوحانیت پر ——— جس کی درسگاہِ نبوّت میں داخلہ کے لئے رنگ و رُوپ، مُلک و وطن، قوم و نسل اور زبان و لہجہ کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ ختم المرسلینؐ کی عالم افروز تجلّیاں کسی ایک خاندان کسی ایک مُلک اور کسی ایک کاشانہ کے لئے نہیں بلکہ تمام دُنیا اور کُل آفاق کے لئے تھیں۔ رُشد و ہدایت کی اِس عالمگیر شمع فروزاں سے مشرق و مغرب جگمگا اُٹھے۔ جس نے چھپّر سے لے کر شہنشاہ کے

محل تک پوری فضا کو تاباں و درخشاں کر دیا۔

اور جس نے قیصر روم، کسریٰ ایران، عزیز مصر، روسائے شام و یمامہ کے درباروں میں اپنے قاصد بھیج کر اعلانِ عام کروا دیا کہ دُنیا کے تمام خانوادوں، تمام قوموں اور تمام ملکوں کو نبوت کی اس آخری تعلیم گاہ میں تعلیم و تربیت کی عام اجازت ہے۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ (اے لوگو!) اور جو تمہارا جی چاہتا ہے مجھ سے حاصل کرو۔ میں پوری انسانیت کے لئے ایک دائمی اور عالمگیر نصاب تعلیم اور چراغ کامل لے کر آیا ہوں، یقیناً میرا انظام زندگی ہر انسان کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات اور کامل دستور العمل کی حیثیت رکھتا ہے ؎

درِ فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتشِ دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے

درود و سلام ہو! دانش کدۂ مدینہ کے اُس مایۂ صد افتخار آفتابِ علم و عرفان پر ——— جس کی تربیت گاہ سے ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ، معاویہ بن ابی سفیانؓ، خالد بن ولیدؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ، معاذ بن جبل، عمروؓ بن العاص، عبداللہؓ بن زبیر اور عبداللہ بن ابی سرح جیسے مشہور فاتح عالم دنیا کے حکمران، نامور جرنیل اور دانائے راز فلسفی تعلیم پا کر نکلے۔ جنہوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت اُلٹ کر رکھ دیئے ؎

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا ——— سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

جنہوں نے ایشیا سے یورپ تک، افریقہ سے پاک و ہند کی سرحد تک، اس شان سے فرمانروائی کی کہ ہر زمانے نے ان کی قابلیتوں کو تسلیم کیا اور تاریخ عالم نے اُن کی بزرگی کی شہادت دی، وہ عرب کے جلتے ہوئے صحراؤں سے اُٹھے اور رحمت کی گھٹا بن کر مشرق و مغرب پر چھا گئے۔ انہوں نے اپنی حکمت و دانش سے چراغ یورپ کی تاریکیوں میں جلائے، اُن کی اذانیں روس اور چین میں گونجیں، اور ان کے نعرہ ہائے توحید و رسالت پاک و ہند نے سنے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوشِ رحمت کے ان تربیت یافتہ شاگردوں نے پہاڑوں کی بلندیوں، صحراؤں کے دامنوں اور سمندروں کی گہرائیوں میں اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کیا ؎

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمدؐ کے غلام اکثر

درود و سلام ہو اُس رحمتِ مجسّم اور فاتح عالم پر

جس نے فتح مکہ کے دن اُن خون کے پیاسوں اور عزت و آبرو کے دشمنوں کو آزادی بخشی۔ جنہوں نے اس وجودِ قدسی کے ساتھ طرح طرح کی بے ادبیاں اور گستاخیاں کی تھیں، آپ کے ساتھ فحش کلامی کی، راستے میں پتھر اور کانٹے بچھائے، قتل کی ناپاک سازشیں کیں۔ آپ کے عزیزوں اور دوستوں کا ناحق خون کیا، اُن کے سینے چاک کئے، دل و جگر کے ٹکڑوں کے ہار پہنا کے، جلتی ریتوں پہ لٹایا۔

دہکتے کوئلوں، تیروں اور تیروں سے اُن کے جسموں کو چھیدا گیا، مگر رحمۃ" للعالمین آقائے دو جہاں نے فتحِ مکّہ کے بعد اُن تمام سنگین مجرموں کو امان بخشی، اور

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

(آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو)

کہہ کر سب کو آزاد کر دیا ہ

سلام اُس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دعائیں دیں

درود و سلام ہو! اُس یتیموں کے والی، غلاموں کے مولیٰ اور بے کسوں کے دستگیر پر ــــــ جو سرکشوں اور باغیوں کی گردنیں جھکانے، گرے ہوؤں کو سہارا دینے، روندی ہوئی انسانیت کو سنوارنے، تاریخ کی رگوں میں زندہ و پائندہ روایات کا پاکیزہ لہو دوڑانے، اخلاقی اقدار کے ستارے آسمانِ تہذیب پر جگمگانے، یتیموں اور مظلوموں کے آنسو پونچھنے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو سیدھا راستہ دکھانے کے تشریف لائے ہ

دیا رُتبہ غلامِ ناتواں کو کجکلاہی کا
شرف بخشا گدائے بے نوا کو تاجِ شاہی کا

اور جس معجز نما انسان نے اپنی لختِ جگر نورِ بصر فاطمۃ الزہرا رضؓ کی درخواست برائے خدمتگار یہ کہہ کر رد کر دی کہ " اے فاطمہ! اپنک

مسجد کے غریب اور مسافر طالب علموں کی ضروریاتِ زندگی کا انتظام نہیں ہوا ہے، تمہاری درخواست کیونکر قبول ہو سکتی ہے۔" حالانکہ اِس پیاری اور عفت مآب بیٹی نے اپنی گھسی ہوئی ہتھیلیاں اور سینہ پر مشکیزہ کے داغ دکھا کر اپنے مختارِ کائنات پدرِ بزرگوار سے ایک خادم کی درخواست کی تھی ؎

سلام اُس ذاتِ اطہر پر جو والی تھی یتیموں کی
سلام اُس رُوحِ انور پر جو حامی تھی غریبوں کی

درود و سلام ہو! اُس خدائے برحق کے برگزیدہ و مختار، الصادق المصدوق، پیشوائے اولین و آخرین پر ـــــ جس کی گفتار علمِ ازل کا لاجواب مرقع، اور جس کا کردار و عمل قرآن کی بے مثال تصویر ہے، اور جس کی زبان کی دلکشی بیان کی روانی، الفاظ کی برجستگی اور مضمون کی نکتہ سرائی کا اعتراف اُن دقیقہ سنجوں اور نکتہ وروں کو تھا۔ جن کی قابلیت پر ایمان لائے بغیر چارہ نہیں ہے ؎

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے، فصحائے عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے مُنہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

جس کی سیرت طیّبہ کی بدولت بُرے سے، اچھے، بد، نیک اور اشرار، اخیار بن گئے ؎

تیری نظر سے بن گئے ذرّے نجوم و آفتاب
تیرے کرم سے ہو گئے قطرے بھی دجلہ و فرات

اے تیری خوئے مشک بُو، کون و مکاں کی آبرُو
تجھ پر درود بے حساب، تجھ پر سلام بے شمار

دُرود و سلام ہو! اُس پُر عظمت و باوقار ہستی پر ــــ جو مجسّم نُورِ ہدایت، پیکرِ فکر و بصیرت اور مہبطِ وحی و الہام تھی۔ جس کی ذاتِ اقدس دینِ حق کا ازلی مرکز اور شریعتِ اسلامی کا ابدی سرچشمہ ہے۔ جس کے فیصلے غلطی سے پاک، ظلم سے بری اور بے انصافی سے منزّہ تھے اور جس کی عملی زندگی قرآن پاک کے بعد ہماری ہدایت اور تعلیم و تربیت کا دوسرا حقیقی سرچشمہ ہے۔ جس نے سوتوں کو جگایا، گرتوں کو سنبھالا، بزدلوں کو شجاعت کا آبِ حیات پلایا، فکر و عمل کے جمود کو توڑا، اور جس کی بے مثال عملی زندگی سے قیامت تک نوعِ انسانی نت نئی ہدایت اور رُوحِ عمل حاصل کرتی رہے گی۔

تو حُسنِ فطرت کا آئینہ ہے، جمال تیرا خدا نما ہے
عمل ترا مشعلِ ہدایت، کلامِ حق ہے کلام تیرا

دُرود و سلام ہو! اُس محسنِ عالم اور معلّمِ کائنات پر ــــ جس کا اُسوۂ حسنہ انسانوں کے لئے مرکزِ حیات اور منبعِ علم و عرفان ہے۔ جس میں مذہبی، مجلسی، رُوحانی، جسمانی، دیوانی، فوجداری، عسکری، اصلاحی، ثقافتی، معاشرتی اور معاشی غرضیکہ ہر شعبہ ہائے حیات کے احکام علمی اور عملی صورت میں موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر سود مرّہ کے رموزِ حیات تک، رُوح کی نجات سے لے کر

جسم کی صحت تک ، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے فرائض تک ، ہر فعل ہر قول اور ہر حرکت کے لئے مکمل درسِ حیات موجود ہے۔ اور پھر اس جامعیت و اکملیت کے ساتھ کہ ہر شیریں نوا واعظ، ہر مؤثر البیان خطیب ، ہر دقیقہ رس فلسفی ، ہر کشور کشا فاتح ، ہر نکتہ داں حکیم ، ہر شعلہ بیان ادیب ، اور ہر ان پڑھ انسان کے لئے ہر قسم کا نمونہ اور اسوۂ حسنہ موجود ہے ؎

محیط ہے آسماں کی صورت ہر دل پہ تیرے کرم کا سایہ
ہر ایک دل کا تو آسرا ہے کہ بخشوانا ہے کام تیرا

جس طرح حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ نے پہلوں کی تاریک دنیا کو روشن کیا۔ بگڑے ہوئے معاشرہ کو انسانی اقدار سے روشناس کرایا ، اور اندھی آنکھوں ، بہرے کانوں اور زیر پردہ دلوں کو کھول دیا۔ اسی طرح آنے والی نسلیں بھی اس جامع اور کامل سیرت طیبہ سے اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق روشنی حاصل کر سکتی ہیں۔ بیشک عالم اسلام کی نجات ، کامیابی اور فلاح و بہبود اسوۂ رسول کی پیروی میں مضمر ہے۔ آج بھی اہل اسلام پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنا کر ہی کفر و الحاد پر فتح ، قوموں کی قیادت اور ملکوں کی سربراہی کا اعزاز حاصل کر سکتے ہیں ؎

تیرا نشان پا ہوا اہل نظر کی سجدہ گاہ — تیرے فقیر بادشاہ تیرے غلام تاجور

درود و سلام ہو! اس خاتم الانبیاء والمرسلین پر جو بارگاہِ الٰہی میں سب سے زیادہ مصطفٰے اور مجتبٰے ہے، جس کی تشریف آوری قصرِ نبوت کی تکمیل کا باعث ہوئی۔ جس کی بعثت سے ہر قسم اور ہر نوع کی نبوتوں کا بالکلیہ خاتمہ ہو گیا، اور جس کے بھیجنے والے پروردگار نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا: کہ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ یعنی (اے انسانو!) مقامی نبوتوں، اور وقتی ہدایتوں کا عہد گذر چکا۔ اب سب سے بڑی، سب سے آخری اور عالمگیر نبوت و ہدایت اپنی تکمیلی صورت میں جلوہ فرما ہو چکی ہے اب دنیا میں جس کسی کو عروج اور ہدایت و نور ملے گا وہ اسی ختمی مرتبت میرے محبوب یکتا کے مبارک قدموں میں حاصل ہوگا ؎

نہ ہوگا کچھ بھی حاصل نارسے حجت اسے حیلے سے
فلاحِ دین و دنیا ہے محمدؐ کے وسیلے سے

محمدؐ عربی کابروئے ہر دوسرا است
کسیکہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او

درجہ بدرجہ ہدایت و ارشاد کے ستاروں کے چمکنے کے بعد اُفقِ عالم پر وہ خورشیدِ انور جلوہ گر ہوا ہے جس کے لئے کبھی غروب نہیں۔ گوناگوں بہاروں کے بعد چمن زارِ حیات میں اُس سدا بہار نبوت کا موسم آگیا ہے جس کیلئے کبھی خزاں نہیں ؎

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْاَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا
پہلوں کے سورج کب کے غروب ہو چکے
أَبَداً عَلَى اُفُقِ الْبَقَا لَا تَغْرُبُ
لیکن ہمارا سورج ابدالآباد تک چمکتا رہے گا
سیّدالکونین ختم المرسلین
آخر آمد بود فخر الاوّلین

درود و سلام ہو! اس شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین پر — جو کائناتِ عالم میں شاہد و شہید بنا کر بھیجا گیا اور جو محشر کے ہولناک دن گنہگاروں، نافرمانوں اور بدکرداروں کی طرف سے خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں مغفرت و رحمت کی درخواست کرے گا، جب جلالِ الٰہی کا آفتاب پورے جوبن پر ہوگا اور گنہگاروں کو امن و سلامتی کا کوئی سایہ نہ ملے گا، گنہگار انسانوں کا جمِ غفیر کسی دستگیر و شفیع کی تلاش میں سرگرداں و پریشان ہوگا۔ کبھی خلیفۃ اللہ فی الارض سیّدنا آدم علیہ السلام کا سہارا تلاش کریں گے۔ کبھی سیّدنا نوح علیہ السلام اور شیخ الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ کی بارگاہ میں استغاثہ کریں گے کبھی بارگاہِ کلیمی میں حاضر ہوں گے اور کبھی سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دامن پکڑ کر فریاد کریں گے، مگر ہر جگہ نفسی نفسی کی آواز بلند ہوگی اور سب پکار پکار کر کہیں گے کہ خدا کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس جاؤ آج وہی تنہا شفیع اور منفرد شخصیت ہے جو خداوند بلند و بالا کی بارگاہ سے تمہارے لئے نجات اور بخشش کا سامان مہیا کر سکتی ہے ؎

سب نبی کہیں گے اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ
میرے نبیؐ کی زباں پہ اَنَا لَھَا ہوگا

بالآخر حضرت آدمؑ کی اولاد مختلف دروازوں سے مایوس ہونے کے بعد ترساں و لرزاں سید المرسلین، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین، فخر موجودات، سلطان کائنات، سیدِ ولد آدم، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ کریمی میں حاضر ہو کر فریاد کرے گی تو محبوبِ کردگار رحمۃٌ للعالمین ہاتھ میں لِوَاءُ الْحَمْدِ (حمد کا جھنڈا) لے کر سر مبارک پہ تاج شفاعت رکھ کر مقامِ محمود پہ جلوہ فرما کر سجدہ ریز ہوں گے، تب حق تعالیٰ فرمائے گا:-

"یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ"

"اے محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ کہو تمہاری سنی جائے گی، مانگو تم کو دیا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی"

یوں میری سرکار (فداہ امی وابی) نافرمانوں، گنہگاروں کی دستگیری و شفاعت فرمائیں گے ؎

تو رکھ سر پہ ذرا تاج شفاعت نبیؐ ہیں منتظر تیرے تمامی

درود و سلام ہو! مدینہ منورہ کی فردوسی بہاروں اور خدائی نظاروں پر ــــــ جہاں ہمارے رحمۃ للعالمین آقا استراحت فرما ہیں۔ مدینہ منورہ ہی ہے اور طیبہ ہی، جس نے اپنی آغوش میں کائنات کے محتشم و محترم محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے رکھا ہے ؎

زمیں محترم آسماں محترم ہے — مدینے کا سارا جہاں محترم ہے
جہاں شاہِ کونین جلوہ نما ہیں — خدا کی قسم وہ مکاں محترم ہے

مدینہ منورہ

سبحان اللہ! مدینہ منورہ کیسا شیریں نام ہے۔ جس کے ذکر سے دلوں کو ٹھنڈک اور کام و دہن میں لذت آجاتی ہے۔ جہاں کے گرد و غبار، کانٹوں اور سنگ ریزوں کو بھی اہلِ ایمان اور صاحبِ دل آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں۔ اہلِ محبت اس سرزمین کی خاک کو سرمۂ چشمِ بصیرت سمجھتے ہیں ؎

سراپا چمن ہے دیارِ مدینہ — دوام آشنا ہے بہارِ مدینہ
کسی چیز کی اُس کو حسرت نہیں ہے — میسر ہو جس کو غبارِ مدینہ
یہ مسجد یہ منبر یہ روضہ یہ گنبد — ہے فردوس ہر یادگارِ مدینہ
وہاں کی زمیں عرش سے بھی ہے اعلیٰ — جہاں آج ہیں تاجدارِ مدینہ

مدینہ منورہ اسلام کا حقیقی مرکز اور ایمان کا اصلی منبع ہے جہاں سے وہ آفتابِ اسلام اُبھرا، جس کی نورانی شعاعیں

افق تا اُفق پھیل گئیں، اور کائنات کے قلب و نظر میں نور و سرور کی ایک دُنیا بسا گئیں۔ مدینہ منوّرہ سے ایمان اور نبوّت کا وہ چشمۂ فیض جاری ہوا جس نے تمام صالح اور پاکیزہ سرزمینِ قلوب کو سیراب و شاداب کر دیا ؎

دیکھتے ہیں آج بھی اہلِ بصیرت اہلِ ذوق
ذرّے ذرّے میں ہیں جلوے احمد مختار کے

اے ارضِ پاک! تجھ پر خدا کی لاکھ لاکھ برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں۔ آج تک قال و حال کی محفلوں میں تیرا پیارا، دلربا اور مقدس نام آتے ہی وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ؎

قدسیوں کے لبوں پر درود و سلام ، حُسن کا آستاں ہے تیرے شہر میں
تیرے انوار نغمے ہیں لولاک کے ! بے نشاں کا نشاں ہے تیرے شہر میں

دُرود و سلام ہو! گنبدِ خضریٰ کے جنّت بدوش ماحول میں آرام فرمانے والے شہنشاہِ نبوت اور سلطانِ رسالت پر — جس کے حضور نذرانۂ نیاز و عقیدت پیش کرنے کے لئے صبح و شام ستّر ہزار معصوم فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جن کو قیامت تک دوبارہ حاضری کا موقع نہیں ملتا ؎

حبّذا سا رہتے ہیں قدسی تیرے روضے پر مدام
اوجِ گردوں کی قسم، عرشِ معلّیٰ کی قسم

خدا معلوم کتنے اولیاء، اتقیاء، تاجدار اور کشور کشا اِس آستانۂ قدسیہ پر اپنی جبین نیاز تابندہ کر چکے ہیں اور خدا معلوم ابھی کتنے عاشقوں، شہریاروں اور سعادت مند انسانوں کی قسمت میں یہاں کی خاک بوسی مقدر ہو چکی ہے۔ کائناتِ عالم میں یہی وہ مقدس آستانہ ہے جہاں سے ہر وقت تسکین دیدۂ دل کی لازوال دولت تقسیم ہوتی رہتی ہے ؎

لطف ہے تیرا بے کراں، فیض ہے تیرا جاوداں
صبحِ ازل سے تا ابد، عام تری نوازشات

سلام ہو! گنبدِ خضریٰ کی فردوس نظر بہاروں اور لاثانی نظاروں پر ——— جس کے ذرّوں کو، پتھروں کو عرش عظیم کی بلندی اور جنّت الفردوس کی پاکیزگی بھی حسرت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے ؎

کہاں تھے یہ نصیب اَللّٰہُ اَکْبَر حجرِ اسود کے
یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے تھے محمدؐ کے

کائناتِ عالم کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو روضۂ مصطفےٰ (علیٰ حق تیہا الف الف صلوٰۃ وتحیہ) کا ہم پایہ وہم مرتبہ ہو۔ چنانچہ اہلِ اسلام کے تمام فقہاء و محدثین کا اس امر پر مکمل اتفاق ہے کہ جہاں اس وقت حضور رسالت مآب تشریف فرما ہیں وہ روضۂ پاک عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت و سدرہ، حرم کعبہ اور بیت المقدس

سے کہیں زیادہ پاکیزہ وطاہر بلند و برتر اور افضل و اشرف ہے ؎
مرکزِ نورِ خدا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ　　مخزنِ لطف وعطا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ

سرگروہِ خیلِ اربابِ نظر کا قول ہے!
عرشِ اعظم سے سوا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ

؎ اے گنبدِ خضرا! اے مہبطِ انوار، اے مرکزِ اسرار، اے سجدہ گاہِ عالمِ ملکوت! تیری عزت و عظمت، تیرے جلال و جبروت کا یہ عالم ہے کہ نبوت کے شہباز، رحمت کے فرشتے، سعادت کے جبرائیل، صداقت کے میکائیل، ریاضت کے جنیدؒ، ولایت کے بایزیدؒ، کرامت کے عبدالقادرؒ، علم کے مجدد، تیری بارگاہِ فیض پناہ میں لرزاں و ترساں حاضر ہوتے ہیں ؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید مسیحا و کلیمؑ ایں جا

اے گنبدِ خضرا! تو شاہدِ ازل کی مخصوص تجلیوں کا مرکزِ جمیل، قدسیوں کا مقامِ تنزل، مظلوموں اور بے گناہوں کی بھٹکی ہوئی روحوں کا آخری مسکن، اور زمانے کی ردندی ہوئی انسانیت کی آخری آماجگاہ ہے ؎

مدینے کی کچھ اور ہی سرزمیں ہے　　بلندی میں ہر ذرہ عرش آفریں ہے
دل و جاں کے مولا کا جو آستاں ہے
میری جاں وہیں ہے میرا دل وہیں ہے

موسم گزرتے رہیں گے، زمانہ بدلتا رہے گا، حکومتیں کروٹیں۔
تبدیل کرتی رہیں گی، کائنات کی بلندی و پستی میں مدوجزر رونما ہوتا
رہے گا ـــــــــ مگر اے گنبدِ خضرا! تیرے قدسی درو دیوار اسی
طرح خاص و عام، جن و انس، حور و ملک، لوح و قلم اور عرش و
فرش سے خراجِ عقیدت وصول کرتے رہیں گے۔ جب تک سورج
کی چمک، چاند کی دمک، ستاروں کی جگمگاہٹ اور پھولوں کی
مسکراہٹ باقی ہے، تیرے جاہ و جلال، شان و شوکت اور عزت و
عظمت میں سرِمو فرق نہیں آسکتا ؎

یہاں حاضر خدائی ہے، یہاں سائل زمانہ ہے
وہ سلطانِ رسل، محبوبِ حق کا آستانہ ہے

اے گنبدِ خضرا! تجھ پر صبح و شام اور رات دن بے حد
انوار و تجلیات اور بے پناہ فیوض و برکات کی مسلسل بارش ہو،
کیونکہ تیری کائنات بھری آغوش میں خلاصۂ کائنات، فخرِ موجودات،
شاہِ کون و مکان، باعثِ ایجادِ عالم، بزمِ نبوت کے صدر نشین، کائنات
کی جان، ہمارا اسلام و ایمان، ہمارا قبلہ، اور رب العالمین کا
حبیب لبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف فرما ہے

وہ زمیں ہے تو مگر اے خواب گاہِ مصطفٰے
دید ہے کعبے کو تیری حجِ اکبر سے سوا

جو خلاقِ دو عالم ہے وہ شیدا ہے محمدؐ کا ۔ جو کعبے کا بھی کعبہ ہے وہ روضہ ہے محمدؐ کا

درود و سلام ہوا لَولاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلاکَ والے تاجدارِ کونین پر ـــــ جن کی صدا صدائے حق ہے، جن کی ذات الصادق الامین ہے جو بنی نوعِ انسان کے ہر گوشۂ حیات کے لئے رؤف و رحیم ہے، جو آسمانِ نبوت کے سراج منیر اور کائنات رسالت کے طٰہٰ و یٰسین ہیں، ارض و سما کی شہنشاہی کے باوجود مزمل ہیں مدثر (کملی پوش) ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں ابرار و مقربین سے بھی زیادہ مصطفےٰ اور مجتبیٰ ہیں۔ نیکوکار اور صالحین کے لئے الشفیع المشفع ہیں اور باایں ہمہ جاہ و جلال اور حسن کمال لَمّا قَامَ عَبدُ اللہ کے مصداق بھی ہیں۔ اور جن کا وجود رحمت ہے جہانوں کے لئے اور جن کی ہستی نعمت ہے نظام کائنات کے لئے جو راہِ حق سے بھٹکے ہوؤں کے لئے ہادی اور خدا سے بھاگے ہوؤں کے لئے داعی اور خدا پرستوں کے لئے مبشر و بشیر۔ مفسدوں، کافروں اور مشرکوں کے لئے منذر و نذیر ہیں۔ چشمِ حق بین اور گوشِ حق نیوش کے لئے ذکر (ناصح) ہیں، اور صادق و کاذب انسانوں کے لئے شاہد و شہید ہیں ؎

شہِ بزمِ لولاک و سلطانِ عالم رسولوں کے سرور محمد محمد
مسیحائے ہکیت شفیعِ مکرّم
جہاں کے پیمبر محمد محمد

اے بے بسوں اور شکستہ دلوں کے دستگیر و حاجت روا!
اے حقیر ذرّوں کو تابندگی بخشنے والے سراجِ منیر! اپنی رحمتوں

سے دُنیا کے نشیب و فراز کو نوازنے والے آقا! اس بدکردار اور رُوسیاہ انسان کی نگاہیں بھی مدّت سے تیرے قدسی آستانہ پہ لگی ہوئی تھیں کہ کب رحمت کدۂ عالم سے رحمت کے چند چھینٹے نازل ہوں اور اس گنہگار انسان کی تاریک اور ویران دُنیا تر و تازگی سے چمک اُٹھے۔

اے میرے کریم و بندہ نواز آقا! اِس بندۂ حقیر کے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ تُو اسے اپنے آستانۂ قدسیہ کی حاضری کی سعادت بخشے گا۔ یہ سیاہ رُو اور سیاہ دل انسان اس قابل کب تھا اور اس فقیر بے نوا کے پاس مادّی اسباب کہاں تھے کہ وہ تیری بارگاہِ عالی میں باریاب ہوتا۔ اے میرے دستگیر آقا! یہ محض تیرا کرم تھا، تیری شانِ رحمت نے اسے اپنے الطافِ بے پایاں اور نوازشاتِ بیکراں سے نوازا۔ مجھ بے نوا اور بیکس انسان کو کسی استحقاق اور اہلیّت کے بغیر اپنے دربار کی حاضری کی عظیم سعادت بخشی۔

اے رحمتِ دو عالم! اِس درویشِ بے گلیم و فقیرِ بے کلاہ کی ایک اور التجا ہے کہ پہلے کی طرح بغیر کسی استحقاق، بغیر کسی استعداد اور اہلیّت کے محض اپنے کرم اور رحمت سے اسے بھی شرفِ قبولیّت عطا فرما! اور ایک بار پھر اپنی نگاہِ رحمت سے میری کم شکستہ حالی کو دیکھئے، مجھ ناکارۂ خلائق پر نگاہِ کرم فرمائیے، اور اب مجھے

ایک بار پھر اپنے آستانۂ عالیہ کی حاضری کی دولت سے مالامال کر دیجئے ؎

اِک عمر ہوئی تشنہ دہن ہوں میرے مولا
بطحا کی گھٹا اب میرے آنگن میں بھی برسے

اے رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن ! یہ بندۂ منشور سراپا نیاز تیری رحمت کا پیاسا ہے لِلّٰہ ! سیراب فرما دیجئے ؎

ایں چنیں منشور گوید با نیاز
رحم کن بر حال شہ بندہ نواز

تیری رفیع الشان بارگاہ بیکس پناہ میں ایک مختصر سی آرزو کی جسارت کرتا ہے شیئاً لِلّٰہ ! شرفِ پذیرائی سے نوازیئے ۔ بندہ پرور ! تیری محبت سے میری شمع حیات روشن رہے ! تیری غلامی کا نشان میری جبین پر تابندہ رہے ۔ تیری شیفتگی و دلبستگی سے میرا حریم دل منور رہے ، میری زبان ہمیشہ تیری مدح و ثنا میں تر و تازہ رہے ۔ تیری محبت میرا ایمان اور تیری مدح و ثنا میری پہچان رہے ؎

ہو گیا ہوں میں اسیر خم گیسوئے رسول
اب نہیں دولت کونین بھی قیمت میری

مجھ پہ ایک نظر سیّد مکی مدنی
میں نثارِ شہِ لولاک یہ قسمت میری

آستانِ شہِ لولاک ہو فردوس نظر
ہے یہی میری تمنا یہی دولت میری

درود و سلام ہو ! محمد پر ــــ جس کے تذکرے ارض و سما کی

محفل میں ہر آن اور ہر مقام پہ ہمیشہ ہوتے رہیں گے ؎

ہر گوشے میں ہر طبقے میں تیرے فدائی مٹتے ہیں
گونج رہا ہے سرمد عالم کون و مکاں میں نام تیرا

درود و سلام ہو! احمد اور محمود پر ـــــ جو سب ابرار اور مقربین سے زیادہ حمد الٰہی کے لئے نغمہ سنج ہوا، اور جس کی زباں ہمہ وقت ذکر الٰہی اور تسبیح و تہلیل میں مصروف رہی۔ جس کی ذات پاک کو حمد سے خاص ربط ہے، جس کا نام احمد، محمود اور محمدؐ ہے۔ جس کا مقام خاص، "مقام محمود" ہے۔ جس کا وظیفہ حیات سورۃ الحمد ہے اور جس کا طغرائے امتیاز لِوَاءُ الحَمْد قرار پایا ہے۔

درود و سلام ہو! سیدہ آمنہؓ کے لال اور حضرت عبداللہؓ کے دُرِّ یتیم پر ـــــ جن پہ کروڑوں انسان اپنی زندگی کے ہر لمحہ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ جن کی بارگاہ میں صبح و شام ان گنت نوری فرشتے درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، اور جن پر خود خدائے قدوس بے پایاں اور غیر لامتناہی انوار و برکات نازل فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

کیا میل مٹنے ہے میری مدح نگاری کیا چیز جب خدا خود ہی ثنا خواں ہے رسولِ عربی

اُمیدوارِ شفاعت: ملستود ہزاروی

انوارِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی

حقیقت

اکابرینِ اہلسنت کا اس بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ حضور پُر نُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے منفرد محاسن و برکات اور امتیازی فضائل و کمالات کے باوجود آپ خُدا نہیں اور نہ ہی آپ میں کوئی الوہیت کا شائبہ پایا جاتا ہے بلکہ آپ نورِ خدا ہیں، پروردگارِ عالم کے خاص الخاص بندے، رفیع الشان رسول اور ذی وقار محبوب ہیں، اور خدا کی ساری کائنات میں بعد از خدا بزرگ ترین اور بلند و برتر ہستی ہیں ؎

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

(ہمارے علم و دانش کی رسائی تو بس اس حد تک ہے کہ آپ (بے مثل) بشر ہیں اور بالتحقیق خدا کی ساری مخلوق سے بہتر و برتر ہیں)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و محترم بندے کی تخلیق اپنے ذاتی نور سے فرمائی اور پھر اس نورِ پاک کو پاکیزہ بشریت اور مطہرہ جسمانیت

کا مقدس لباس پہنا کر انسانوں کی ہدایت اور ملکوں کی رہنمائی کے لئے عالمِ شہادت میں مبعوث فرمایا۔

ہم اہلِ سنت سرورِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ فرشتوں کی طرح نورِ محض تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی منکرینِ شانِ نورانیت کی مانند اپنے جیسا محض خاکی بشر مانتے ہیں۔ ہمارے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بشریت اور نورانیت دونوں حقیقتوں کے علی وجہ الکمال جامع ہیں ؂

برزخ ہیں وہ سرِّ اللہ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خداوندِ قدوس نے جس طرح آپ کی ذاتِ اقدس کو عالمِ قدس کی نورانی نزہتوں اور روحانی حقیقتوں سے سرفراز فرمایا ہے اُسی طرح عالمِ شہادت کے حقائقِ جسمیہ اور ماہیاتِ مادیہ سے بھی متصف فرمایا ہے تاکہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جامعیتِ کبریٰ میں کوئی کمی اور نقص باقی نہ رہ جائے ؂

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت نوری فرشتوں سے زیادہ روشن اور پاکیزہ ہے اور آپ کی بے مثل بشریت ملائکہ المقربین کی ملکیت سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بالا ہے۔ بلکہ ہر طرح کی بشری کثافتوں اور نجاستوں، ہر قسم کی جسمانی

غلاظتوں اور تاریکیوں سے قطعاً پاک اور طیب و طاہر ہے۔
قدرت نے اپنے محبوبِ دل نواز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صورت و سیرت، جسم و روح اور ظاہر و باطن کے اعتبار سے خوبی و کمال اور حسن و جمال کا "معیارِ آخر" بنا کر محفلِ کائنات میں بھیجا ہے۔ درحقیقت جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطن کی نورانیت ہی نہیں ظاہر کی جسمانیت بھی بے نظیر و بے مثال ہے۔ انسانوں کے حسن و جمال اور زیبائی و رعنائی کے تمام شاعرانہ و ادیبانہ استعاروں اور تشبیہوں کی جہاں انتہا ہوتی ہے، محبوبِ فطرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و زیبائی اور خوبی و رعنائی کا وہاں سے آغاز ہوتا ہے

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

ربِّ ذوالجلال نے اپنے پیارے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت اپنے نور سے فرما کر بشری صورت میں اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ مخلوقِ خدا رشد و ہدایت اور نورِ بصیرت سے مستفیض و مستنیر ہو سکے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حقیقی حسن اور خوبی و کمال کے ساتھ جلوہ گر ہوتے اور صورت اور لباسِ بشری میں تشریف نہ لاتے تو کس آنکھ میں یہ قوت تھی کہ نورِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ سکتی۔ انسانی

آنکھیں تو سورج کو بے حجاب و بے نقاب نہیں دیکھ سکتی ہیں تو اس صورت میں نورِ الٰہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس سے کئی آفتاب و مہتاب روشنی حاصل کرتے ہیں کون دیکھ سکتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی کو بشری لباس میں مبعوث فرمایا، تاکہ جن و انس نورِ ہدایت اور فیضِ صحبت کے ساتھ ساتھ اُن کے دیدارِ پُر انوار سے بھی فیضیاب ہوسکیں۔

چنانچہ فاضل محقق شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج النبوۃ جلد اول میں ارقام فرماتے ہیں

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام از فرق تا قدم نور بود کہ دیدۂ حیرت در جمال و کمال وے خیرہ می شود مثلِ ماہ و آفتابِ تاباں درروشن بود و اگر نقابِ بشریت نپوشیدہ بودے ہیچ کس را مجال نظر و ادراک حسن وے ممکن نبودے ہمیشہ جوہر وے نوری بود کہ انتقال کرد در اصلاب آباء وارحام اُمّہات از زمن آدم تا انتقال بجنابِ عبداللہ و رحم آمنہ سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرِ اقدس سے پاؤں مبارک تک سراسر نور تھے کہ آنکھیں آپ کے جمالِ باکمال کو دیکھنے سے چندھیا جاتی تھیں۔ آپ آفتاب و ماہتاب کی طرح درخشاں و تاباں تھے،

اگر آپ نے لباسِ بشری زیبِ تن نہ فرمایا ہوتا تو کسی کو آپ کے جمالِ باکمال کو دیکھنا ممکن نہ ہوتا سہ

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت
نہ جانا کچھ بھی کسی نے بجز ستار

حضرت علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں :-

" اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حسنِ تمام سے سرفراز فرمایا ہے "

حضرت امام قرطبیؒ فرماتے ہیں :-

" حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حسن وجمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے ورنہ ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی تاب نہ لا سکتیں اور نہ ہی ہدایت حاصل کر سکتیں۔

(زرقانی جلد پنجم)

حضرت علامہ ملا علی قاری محدث اپنی کتاب "جمیع الوسائل لشرح الشمائل" میں تاجدارِ عرب وعجم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن وجمال اور آپ کی نورانیت کا تذکرہ ان شاندار الفاظ میں فرماتے ہیں :-

" بعض محققین کرام نے بیان فرمایا کہ رحمتِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حسن وجمال انتہائی درجۂ کمال پر تھا۔ روایات سے ثابت ہے کہ جب چہرۂ نبوت کا تذکرہ دلوں پر پڑتا تھا، اور وہ

دیواریں آئینہ کی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے چمک جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورانی جمال اور روحانی کمال کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا کیونکہ اگر آپ حقیقی جمال بہ کمالی ظاہر ہو جاتا تو وابستگان نبوت کیلئے چہرہ پر انوار کو دیکھنا مشکل ہو جاتا۔"

اہل سنت کے یہی جلیل القدر فاضل اجل اسی کتاب کی جلد اول میں لکھتے ہیں :۔

"قَالَ بَعْضُ الصُّوْفِيَةِ اَكْثَرُ النَّاسِ عَرَفُوْا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَا عَرَفُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِاَنَّ حِجَابَ الْبَشَرِيَّةِ غَطّٰى اَبْصَارُهُمْ۔

بعض صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت تو اکثر لوگوں کو کسی حد تک حاصل ہے مگر رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت تامہ کسی کو بھی حاصل نہیں۔ اس لئے کہ حضور محمد نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بشری حجاب اُن کی آنکھوں کے لئے پردہ ہے۔"

یعنی آپ کا بشری لباس آپ کی حقیقت نفس الامری کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔

حقیقت محمدیہ کو کوئی نہیں جانتا

محمد سرّ وحدت ہے کوئی رمز اسکی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

حضور سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃٌ للعالمین محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی حقیقتِ نفس الامری فہم و ادراک کی رسائی سے وراء الوریٰ ہے۔ ساری مخلوق کا علم و دانش اور فہم و ادراک اس معاملہ میں عاجز و درماندہ ہو کر رہ گیا ہے۔ ارض و سما کی اس بھری محفل میں کوئی بھی ایسی باخبر ہستی موجود نہیں جو شانِ رسالت اور حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کا کما حقہٗ علم و ادراک رکھتی ہو۔ نعمتی مرتبت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت اور پیغمبرانہ عظمت کا احاطہ کرنا، مخلوقِ عالم کی عقل و دانش کے بس کی بات نہیں۔

علامہ شرف الدین امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمِ

(حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات کی کوئی حد ہی نہیں ہے کہ کوئی بیان کرنے والا اپنی زبانِ فصاحت سے بیان کر سکے)

قصیدہ بُردہ شریف میں ہی امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ مزید ارشاد فرماتے ہیں:۔

أَعْیَی الْوَرٰی فَہْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ مِنْہُ غَیْرُ مُنْفَحِمِ

"تمام مخلوقات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے

عاجز اور لاجواب ہو کر رہ گئی ہے۔ چنانچہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب والے بزرگوں اور دور والے عالموں کو بھی حقیقتِ محمدیہ اور عظمتِ پیغمبرانہ کے صحیح خدوخال کے بارے میں سوائے عجز و سکوت کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيْقَتَهُ
قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کا دنیا میں ادراک نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس دنیا کے لوگ تو حقیقت کے جلوؤں کو دیکھنے کی تاب ہی نہیں رکھتے۔ یہ لوگ خواب و خیال کی دنیا میں بس رہے ہیں۔ البتہ عالم آخرت میں مخلوقِ خدا حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کو پہچان جائے گی۔ کیونکہ اس وقت مخلوقات سے تمام حجاب اور پردے ہٹا دیئے جائیں گے۔"

اُستاذ العلماء حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے والدِ محترم شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایمان افروز مکاشفہ اپنی کتاب "درِ ثمین فی مبشرات النبی الامین" میں نقل کرتے ہیں۔

"ایک بار جب میرے والد ماجد حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ (فداہ امی وابی)

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے خدا داد حسن و جمال کا یہ حیرت افزا عالم تھا کہ مصر کی ممتاز دوشیزاؤں نے آپ کی ایک جھلک دیکھتے ہی بیساختہ عالم وارفتگی میں اپنی نرم و نازک انگلیاں کاٹ لی تھیں۔ مگر حضور پیکر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر کسی عاشق صادق پہ عالم وارفتگی کی ایسی کوئی کیفیت طاری نہیں ہوئی آخر یہ معمہ کیا ہے؟

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جَمَالِیْ مَسْتُوْرٌ عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَۃً مِّنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلَوْ ظَھَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ اَکْثَرَ مَا فَعَلُوْا حِیْنَ رَاَوْ یُوْسُفَ۔

"اے عبدالرحیم! اللہ تعالیٰ و تبارک نے غیرت کی وجہ سے میرا حقیقی حسن و جمال عام لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا ہے اگر میرا حقیقی حسن و جمال آشکارا ہو جائے تو لوگوں کی وارفتگی و شیفتگی کا حال اس سے بھی کہیں زیادہ ہو، جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا"

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

جس طرح محبت صادق کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ اس کے محبوب کو عام لوگ دیکھیں اس لئے وہ اپنے محبوب کو غیروں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح غیرت خداوندی کب گوارا کر سکتی تھی۔ کہ اس کے محبوب یکتا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا

کو ہر خاص و عام اور ناقص و کامل بلا حجاب دیکھیں۔ اس لئے خالقِ کائنات نے اپنے محبوبِ دلنواز صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صورتِ انسانی اور لباسِ بشری میں مبعوث فرمایا۔ تاکہ کائناتِ عالم کی ہر چیز کما حقہ آپ سے فیض یاب ہو سکے۔

جُز ذاتِ خداوندی کوئی تو انہیں سمجھا
سرکارِ دو عالم کے عرفان کا کیا کہنا

چنانچہ خود حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام امتیوں سے افضل و اعلیٰ اشرف و اکمل ہستی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطاب فرماتے ہوئے اس تکوینی حقیقت کا یوں اظہار فرمایا۔

یَا اَبَا بَکْرٍ! لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ

"اے ابابکر! مجھے جیسا کہ حقیقت میں میں ہوں میرے ربِّ کریم کے سوا کسی نے نہیں پہچانا" (مطالع المسرات۔ جواہر البحار)

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

نورانیت اور بشریت میں تضاد نہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی میں نورانیت اور بشریت دونوں کو جمع فرما دیا ہے۔ صورتِ انسانی اور لباسِ بشری کے لحاظ سے آپ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ"

کے مصداق اور حقیقت نوری ہونے کی حیثیت سے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کے شرف بے پایاں کے حامل ہیں ؎

عقل کہتی ہے مِثْلُنَا کہئے ۔۔۔ عشق بے تاب ہے خدا کہئے
نہ خدا کہئے نہ جُدا کہئے ۔۔۔ عبدہٗ کہئے حق نما کہئے

رہا یہ سوال کہ لطافت و کثافت، اور نورانیت و بشریت کا کسی فرد واحد میں جمع ہونا ممکن نہیں۔ تو یہ سوال قرآن مجید اور حدیث نبوی سے ناواقفیت اور بے خبری کی دلیل ہے۔ ان بے خبر لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ نورانیت اور بشریت کا فرد واحد میں جمع ہونا ممکن نہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ عقل سلیم اور ایمان کامل کے نزدیک نورانیت و بشریت مختلف جہت سے فرد واحد میں جمع ہوسکتی ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیک وقت نور الانوار بھی ہیں اور افضل البشر بھی۔ آپ اپنی حقیقت کے اعتبار سے سراسر نور ہیں اور صورت کے لحاظ سے سیّد البشر ہیں۔ قرآن عظیم اور حدیث نبوی میں کئی ایک ایسی واضح اور روشن مثالیں موجود ہیں جن میں نوری حقیقتوں کا بشری صورتوں میں ظاہر ہونا بیان کیا گیا ہے دو ایک مثالوں سے آپ بھی اپنے ایمان کو تازگی اور روح کو تابندگی بخشیں۔

مجسمۂ عفت حضرت مریم علیہا السلام کے پاس رُوح الامین
حضرت جبریل علیہ السلام جن کی حقیقت بلا شک وشبہ نورسی ہے
ایک کامل انسان کی صُورت میں تشریف لائے۔ حضرت مریم
علیہا السلام نے بھی حضرت جبریل علیہ السلام کو انسانی صُورت
اور بشری روپ میں دیکھ کر انہیں ایک انسان ہی سمجھا۔ قرآن
حکیم اس واقعۂ عجیبہ کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:۔
فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

(سورۂ مریم)

"پھر بھیجا ہم نے اُس کے پاس اپنا فرشتہ (جبریل)، وہ اس
کے پاس ایک تندرست بشر کے رُوپ میں ظاہر ہوا"
اِس آیت مبارکہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی
کہ بشریت اور نُورانیت میں قطعاً کوئی تضاد اور منافات نہیں
ہے اور ایک نُوری پیکر بشری لباس اور صُورت میں جلوہ گر ہو
سکتا ہے، اور اُس کی بشری صُورت اور انسانی روپ میں آجانے
سے اُس کی نُورانیت زائل نہیں ہو جاتی اور وہ اس رُوپ میں بھی
نُور ہی رہتا ہے۔
شیخ الانبیاء حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما الصلٰوۃ
والسلام کے پاس نُوری فرشتوں کے سردار حضرت جبریل علیہ السلام
اور کئی ایک فرشتوں کا انسانی صُورت میں تشریف لانا قرآن کریم کی

متعدد آیاتِ طیبات میں مذکور ہے۔

نیز بخاری شریف کتاب الایمان کی حدیث پاک میں ممدوح الامین حضرت جبریل امین علیہ السلام کا بارگاہِ رسالتمآب میں حاضری کا ایک عجیب واقعہ سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں سماعت فرمائیے:۔

اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ وَ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْهِ اَثَرُ السَّفَرِ۔

" اچانک ایک حسین وجمیل انسان جو نہایت سفید لباس میں ملبوس اور جو نہایت سیاہ بالوں والا تھا، محفلِ نبوّت میں حاضر ہوا، مسافر ہونے کے باوجود اس پر سفر کا کوئی نشان معلوم نہ ہوتا تھا۔"

اِن واقعات صحیحہ سے روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ محض اطلاقِ بشریّت سے حقیقتِ بشریّت لازم نہیں آتی۔

جبریل امیں نور ہیں اور اُن کی نورانیت کا کوئی مسلمان منکر نہیں لیکن قرآن وحدیث کے اعلان کے مطابق یہ سراپا نور شخصیت جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتی ہے تو بشری لباس اور انسانی صورت میں حاضر ہوتی ہے تو کیا اطلاقِ بشریّت اور اُن کے انسانی صورت میں تشریف لانے سے جبریل امین اور دیگر ملائکہ کی نوری حقیقت بشری حقیقت میں تبدیل ہوگئی؟ ہرگز نہیں بلکہ ان کی حقیقت نوری ملکی

ہی رہی۔

ان ارشادات عالیہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ نورانیت و بشریت میں تضاد نہیں، ان کا ذاتِ واحد میں جمع ہونا نہ صرف ممکن بلکہ واقعہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ بشری سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہراً باطناً بشر سمجھنا اور نبی کو بشر محض سمجھنا اگر ایمان کا کوئی حصہ ہے تو پھر جبریل امین اور دیگر ملائکہ کو شکل انسانی اور لباس بشری میں جلوہ گر دیکھ کر اپنے جیسا انسان کیوں خیال نہیں کیا جاتا اور کیوں اُن کی حقیقت کو اس لباسِ بشری میں بھی نوری سمجھا جاتا ہے کیا جس مصلحت کی بنا پر ان فرشتوں کو بصورت بشری بھیجا گیا تھا وہ مصلحت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بصورت بشری میں ظاہر اور مبعوث الی الخلق فرمانے میں قرینِ عقل و نقل نہیں؟

اِن آیات بیّنات سے معلوم ہوا کہ اطلاقِ بشریت سے حقیقتِ بشریّت لازم نہیں آتی۔ بیشک ہم اہل سنّت حضرت جبریل امین اور دیگر ملائکہ کی حقیقتِ ملکیہ اور اُن کی ظاہری بشریّت سے حقیقتِ محمدیہ اور ان کی بے مثل بشریّت کو بدرجہا افضل و اعلیٰ تسلیم کرتے ہیں۔

لاریب حضور اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بے مثل بشریّت کے ساتھ جنّت و سدرہ، عرش و کرسی اور لامکان کی نورانی فضاؤں میں جلوہ فرما رہے ہیں

آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہ
واں را کہ کس نہ دید تو آں را بدیدہ

حضور سرور عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی ہر خوبی اور ہر کمال میں وحدہٗ لاشریک ہیں۔ کوئی بھی فضل و کمال میں آپ کا شریک و سہیم نہیں۔ اس پوری کائنات میں محمدؐ پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نورانیت و بشریت آپ اپنا جواب ہے ؎

دونوں جہان آئینہ دکھلا کے رہ گئے
لانا پڑا تمہیں کو تمہاری مثال میں

حضور سرورِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ گرامی قدر میں یہ دونوں کمال علی وجہ الاتم موجود ہیں، نورِ خدا بھی ہیں اور افضل البشر بھی۔ اس لئے آپ کی کتابِ زندگی مختلف قسم کے نورانی اوصاف اور بشری احوال کا ایک حسین مرقّع نظر آتی ہے۔ نورانی اوصاف بتقاضائے نورانیت محقق ہوتے ہیں، اور بشری احوال بتقاضائے بشریت ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ کبھی کسی مصلحت اور حکمت کی بنا پر نورانی اوصاف جلوہ نما ہوتے ہیں اور کبھی بشری احوال کا ظہور مقصود ہوتا ہے چنانچہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ متعدد بار فرشتوں نے آپ کا سینۂ اقدس چاک کرکے قلبِ اطہر کو شگاف دینا یہ حضور اکرم علیہ السلام کی بشریتِ مطہرہ کی دلیل ہے، اور فرشتوں کا سینۂ اقدس بغیر آلہ کے چاک کرنا اور جسدِ اطہر سے خون کا نہ نکلنا یہ آپ کی نورانیت کی بیّن دلیل ہے۔

صاحب رُوح البیان جلد پنجم صفحہ ۱۵۱ پر لکھتے ہیں:۔
فَلَمْ یَکُنِ الشَّقُّ بِآلَۃٍ وَلَمْ یَسِلِ الدَّمُ ۔
" شقِّ صدر کسی آلہ سے نہیں تھا اور نہ اس شگاف سے کچھ خُون نکلا۔"

میری اس تمہید سے اُن تمام بے سرو پا اعتراضات کا قلع قمع ہو گیا جو منکرینِ شانِ نُورانیت کی طرف سے آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت باسعادت، حضور کے ماں باپ اور اہلِ ددھیال کا ہونا، حضور کا کھانا، پینا، سونا اور بیاہ کرنا، زخمی ہونے کی حالت میں جسدِ اطہر سے خُون کا نکلنا اور دانت کا شہید ہونا وغیرہ وغیرہ یہ تمام احوال آپ کی بشریّت کا خاصہ ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حقیقتاً نُورِ محض ہوتے تو ان تمام بشری صفات سے پاک ہوتے۔ اس قسم کے اعتراضات ان لوگوں پر تو کئے جا سکتے ہیں جو العیاذ باللہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بشریّت کے قائل ہی نہیں۔ اہلِ سنّت والجماعت کا معاذ اللہ یہ کا ذبانہ عقیدہ ہرگز ہرگز نہیں ہے بلکہ ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نُورانیت مقدسہ کے ساتھ ساتھ حضور کی بے مثل بشریّت مطہرہ کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ تمام مذکورہ احوالِ بشریّت کی حیثیت سے ظہور پذیر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شقِّ صدر کے وقت خون کا

نہ پہنا، کئی کئی روز بھوک اور تشنگی کا محسوس نہ ہونا، زمین سے آسمان کی بلندیوں تک، اور آسمانوں سے لامکان تک کی سدا بہار فضاؤں میں سیر کرنا، نورانی فرشتوں کو دیکھنا اور ان سے بالمشافہ گفتگو کرنا، اور ملائکہ کی وساطت کے بغیر خدائے ذوالجلال سے ہم کلام ہونا، اور شاہد ازل کی ازلی و ابدی جلوؤں سے لطف اندوز ہونا، یہ اور اسی قسم کے دیگر مافوق البشریت کمالات اور تصرفات بتقاضائے نورانیت تھے۔ کیونکہ بشریت محض ان صفات کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ انسان بحیثیت انسان رسالت و نبوت سے سرفراز نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ وہ انسان محض ہو کر مراتب و کمالات کی یہ بلندیاں حاصل کر سکے۔ قرآن عزیز انسان کی اس بے بسی کا ذکر یوں فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۔ (سورہ شوریٰ)

"کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے اس کے حکم سے جو وہ چاہے۔"

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات عالیہ اور کمالات علیہ میں کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہمسر

اور ہم مثل نہیں۔ ان مراتب عالیہ اور کمالات مافوق البشریت سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے جیسے محض بشر نہ تھے بلکہ آپ کی حقیقت نوری تھی، اور اس نورِ پاک کو نورانی بشریت اور بے مثل جسمانیت عطا فرما کر انسانوں کی رہنمائی اور دستگیری کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے +

رحمتِ یزداں تمہیں تو ہو

انسانیت کے درد کا درماں تمہیں تو ہو
دیباچۂ حیات کا عنواں تمہیں تو ہو

سرمایۂ سکونِ دل و جاں تمہیں تو ہو
نازاں ہے جس پہ رحمتِ یزداں تمہیں تو ہو

ظلمت کدوں کو جس نے اُجالا عطا کیا
شمعِ حرم وہ نورِ شبستاں تمہیں تو ہو

جس کے درِ نیاز پہ شاہوں کے سر جھکے
طیبہ کے تاجدار وہ سلطاں تمہیں تو ہو

وہ دینِ حق کہ جس پہ مشیت کو ناز ہے
اس دین کے جہاں میں نگہباں تمہیں تو ہو

جس نے وقارِ آدمِ خاکی بڑھا دیا
وہ پاسبانِ عظمتِ انساں تمہیں تو ہو

خیر البشر بھی آپ ہیں خیر الورٰی بھی آپ
نازاں ہے جس پہ عالمِ امکاں تمہیں تو ہو

انوارِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن کریم کے الہامی الفاظ میں

(۱) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ)

"بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی"

اکابر مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں "نور" کا مصداق ذاتِ گرامی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور "کتاب مبین" سے مراد قرآن عظیم ہے۔

(تفسیر ابن جریر، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر جلالین وغیرہم)

(۲) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (الاحزاب)

"اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی مکرم) ہم نے بھیجا ہے آپ کو حاضر ناظر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اور اللہ کی اجازت

سے اس کی طرف دعوت دینے والا
اور آفتاب چمکا دینے والا۔

علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ "سراج منیر" سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات مراد ہے ؎

سراجاً منیرا نگار مدینہ
تجلی مکہ بہار مدینہ

(تفسیر کبیر، تفسیر خازن وغیرہ)

(۳) اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (النور)

"اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک طاق ہے اس میں ایک چراغ ہے چراغ شیشہ کے فانوس میں ہے اور وہ فانوس ایک ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے۔ چراغ روشن کیا جاتا ہے ایک نہایت برکت والے (زیتون) کے درخت سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے۔ اگرچہ اسے آگ بھی نہ چھوئے (یہ) نور پر نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس نور تک جس کو چاہتا

| ہے ہدایت دیتا ہے۔

مَثَلُ نُوْرِہٖ کے بارے میں مفسرین حضرات کرام فرماتے ہیں کہ اس نور سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کا نور مراد ہے۔ کیونکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کے نور کی عالم کائنات میں کوئی مثال نہیں۔ پس مشکوٰۃ طاق تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک ہے اور فانوس قلب اطہر و انور جس میں چراغ نبوت ضو افشانی کر رہا ہے ؎

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کیلئے آیا ہے سورہ نور کا

(تفسیر ابن جریر، تفسیر درمنثور، تفسیر خازن)

(۲) یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔
(توبہ)

"(یہ لوگ) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے اور انکار فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مگر یہ کہ کمال تک پہنچا دے اپنے نور کو اگرچہ ناپسند کریں اسکو کافر۔"

حضرات مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں "نور اللہ" سے مراد حضور پرنور محتشم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی ذات گرامی ہے ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

(۵) یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ (سُوْرَۃُ الصَّفّ)	"یہ نادان چاہتے ہیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔"
(۶) وَالنَّجْمِ اِذَا ہَوٰی۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی (النجم)	"اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے واپس آئے۔"

حضرات مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس ستارہ سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے۔

(تفسیر خازن۔ تفسیر معالم التنزیل، تفسیر الصاوی)

(۷) وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ۔ (سورہ الطارق)	"قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی اور آپ کو کیا معلوم یہ رات کو آنے والا کیا ہے۔ وہ ایک روشن ستارہ ہے۔"

حضرات علمائے امت فرماتے ہیں کہ "چمکنے والے ستارہ" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ (کتاب الشفا۔ نسیم الریاض)

(۸) وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی (سورہ والضحٰی)	"قسم ہے اے حبیب تیرے رخ انور کی اور قسم ہے تیری سیاہ

زلفوں کی شب وہ چہرۂ انور پر
پھیل جائیں"۔

ہے والضحیٰ میں وصفِ رخِ پاک کا بیان
واللیل میں قسم ہے اسی زلف و خال کی
(تفسیر کبیر، تکلیر منیا پوری)

(۹) وَالْفَجْرِ (سورۂ فجر) | "قسم ہے نورِ فجر کی"۔

حضرت علمائے امت فرماتے ہیں کہ نورِ فجر سے مراد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ (مواہب اللدنیہ۔ کتاب الشفا)

(۱۰) طٰهٰ۔ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى (سورۂ طٰہٰ) | "اے محبوب نہیں اُتارا ہم نے آپ پر یہ قرآن کہ آپ مشقت میں پڑیں۔

حضرات مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمائے گرامی میں ایک نام نامی "طٰہٰ" ہے اور طٰہٰ کے عدد بحساب ابجد چودہ ہیں اور چودہویں رات کے چاند کو بدر کہتے ہیں تو آیت کریمہ میں حضور نیرِ اعظم زرخ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُخ زیبا کو نہایت نورانیت کی وجہ سے بدرِ کامل فرمایا گیا۔ (زرقانی۔ شرح شفا)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

انوارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاداتِ نبوت کے آئینے میں!

○ اللہ رب العالمین عزّ وجلّ نے اپنے محبوب مکرم سیّد الاوّلین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کو ہر حسن و جمال اور ہر خوبی و کمال کا جامع بنایا اور اپنی خدائی اور کبریائی کے سوا جملہ صفاتِ جمال و کمال کو آپ کے جسدِ اطہر میں ودیعت رکھ کر آپ کو جمال و کمال کا مظہر اتم، نور و ہدایت کا منبع اور معارف و حقائق کا مخزن قرار دیا تاکہ ساری کائنات میں ہر فضل و کمال اور ہر خوبی و جمال دستِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہی سے تقسیم ہو، اور ابدالآباد تک ہر چیز اسی مرکزِ رحمت و کمال سے وابستہ رہے جس روز اس مرکزِ رحمت اور سرچشمۂ نورانیت سے وابستگی اور شیفتگی ختم ہو جائے گی تو رحمتِ خداوندی کا لطف و احسان اور بخشش و عطا کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے گا۔

عالمِ ناسوت میں تشریف آوری سے پہلے بھی کائنات میں آپ ہی کی نورانیت اور روحانیت کی فرمانروائی، دستگیری اور رہنمائی کا

خود فدرہ تھا، اور آج بھی ارض و سما میں انوار و برکات اور فضائل و کمالات کی تمام جلوہ سامانیاں آپ ہی کا فیضانِ کرم ہے نبوت و ولایت، حُسن و جمال اور فضل و کمال کی کوئی شعاع اور کوئی کرن آج عالمِ علوی و سفلی میں کہیں نظر آتی ہے تو وہ اسی آفتابِ جمال و کمال کے حُسنِ لازوال کا ایک پرتو اور عکس ہے ؂

قادر کہیں شعرش حسین کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں دولت رسول اللہ کی

کائنات کا ہر ذرہ ہر نقش اپنے نور وجود میں آپ کا محتاج ہے اور ہر شے اپنی بقا میں ہر آن اُنہی کی دستِ نگر اور محتاج ہے ؂

آنکہ آمد نہ فلک معراجِ او
انبیاء و اولیاء محتاجِ او

○ عالمِ وجود میں آپ سے پہلے آنے والے یا آپ سے بعد پیدا ہونے والے سب اسی صبحِ ازل کے آفتابِ عالمتاب سے مستنیر اور درخشاں ہیں، جیسے رات کو چاند اور ستارے آفتاب ہی کے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں حالانکہ رات کو سورج آسمان پر نظر نہیں آتا۔

؂ کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گُل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

اور جب تک زمین و آسمان کی یہ حسین محفل قائم ہے، اسی آب و تاب اور شان و شوکت سے آپ کی نورانیت اور روحانیت کی

دستگیری و فرمانروائی قائم و دائم رہے گی چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا، "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ" یارسول اللہ فرمائیے! آپ کب منصبِ نبوت سے سرفراز فرمائے گئے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اُس وقت نبوت سے نوازا جا چکا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی رُوح اور جسم کے درمیان تھے"۔

○ —— سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبیٔ پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ! اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْئٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ فَجَعَلَ ذٰلِکَ النُّوْرَ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَۃِ حَیْثُ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّۃٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَکٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا اَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنِّیٌّ وَلَا اِنْسِیٌّ (الیٰ اٰخر الحدیث)

"یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تخلیق سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا! حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے

تمام اشیاء کی پیدائش سے پہلے تیرے (نبی مکرم) کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، پھر وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا دورہ کرتا رہا، اس وقت کوئی شے موجود نہ تھی نہ عرش نہ کرسی، نہ لوح نہ قلم، نہ جنّت نہ دوزخ، نہ آسمان نہ زمین، نہ سورج نہ چاند، نہ فرشتے، نہ جنّات نہ انسان۔"

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو نورِ محمّدی کے چار حصّے فرمائے، پہلے حصّے سے قلم، دوسرے حصّے سے لوح، تیسرے حصّے سے عرش بنایا، اور چوتھے حصّے کے پھر چار حصّے کیے۔ پہلے سے فرشتگانِ حاملینِ عرش، دوسرے حصّے سے کرسی اور تیسرے حصّے سے باقی تمام فرشتے۔ پھر چوتھے حصّے کے چار حصّے کئے، پہلے حصّے سے آسمان دوسرے سے زمین، تیسرے سے جنّت اور دوزخ۔ (الیٰ آخر الحدیث)

اس حدیث مبارک سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش و کرسی، لوح و قلم بلکہ اٹھارہ ہزار مخلوقات کی پیدائش سے پہلے اپنے محبوب مکرم و رسول معظم کے نوری وجود کو اپنے ذاتی نور سے پیدا فرمایا، اور تمام مخلوق نورِ مجسّم نیّرِ اعظم حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم کے نورِ عظیم سے پیدا ہوئی۔

اس حدیث شریف کو حضرت امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے اپنی کتاب "مصنف عبدالرزاق" میں نقل فرمایا ہے

اور اُن سے اجلّہ ائمہ دین اور جلیل القدر محدثین نے اپنی اپنی مستند کتابوں میں اِس حدیث پاک کو نمایاں مقام پر لکھا، اس کی صحت پر کامل اعتماد کیا اور اس سے کئی ایک مسائل کا استنباط کیا۔ چنانچہ اس حدیث پاک کو امام بیہقیؒ۔ دلائل النبوۃ میں۔ امام احمد قسطلانیؒ شارح بخاریؒ۔ مواہب اللدنیہ میں۔ علامہ زرقانیؒ۔ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں۔ امام محمد فاسی۔ مطالع المسرات میں۔ امام ابن حجر مکیؒ۔ افضل القری میں۔ علامہ علی حلبیؒ شافعیؒ۔ سیرت حلبیہ میں ملا علی قاریؒ۔ میلاد نامہ میں۔ علامہ دیار بکریؒ۔ تاریخ خمیس میں۔ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ۔ مدارج النبوت میں علامہ عمر بن احمد خرپوتی۔ شرح قصیدہ بردہ میں۔ فاضل اجل ملا معین کاشفیؒ۔ معارج النبوت میں۔ علامہ یوسف نبہانیؒ۔ انوار محمدیہ میں۔ اس حدیث مبارکہ کو بغیر کسی نقد و جرح کے نقل فرمایا ہے۔ ملتِ بیضا کے ان مقتدر اکابرین اور رفیع الشان محدثین کا اس حدیث کو قبول کرنا اور اپنی مستند کتابوں میں تحریر کرنا اس حدیث شریف کی صحت کی واضح اور قوی دلیل ہے۔

مزید برآں لطف کی بات یہ ہے کہ دیوبندی جماعت کے ممتاز عالم مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب کا (جس کے تعارف میں آپ نے فرمایا ہے کہ "اس کتاب میں صحیح روایات جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے") آغاز بھی اسی حدیث جاں نواز سے کرتے ہیں۔

پہلی فصل "نورِ محمدی کے بیان میں"۔ اس عنوان کے نیچے امامِ موصوف کی یہی حدیث، حدیثِ صحیح سے نقل کر کے تبصرہ کرتے ہیں:۔
"اس حدیث سے نورِ محمدی کا اوّل الخلق ہونا باوّلیتِ حقیقیہ ثابت ہوا۔"

مِنْ نُوْرِہٖ کی تحقیق

حدیث مذکور کے اس لفظ سے معلوم ہوا کہ آقائے نامدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ پاک اللہ تعالیٰ کے نورِ ذاتی سے پیدا ہوا کیونکہ حدیث پاک میں "مِنْ نُوْرِہٖ" فرمایا گیا ہے۔ جس کی ضمیر غائب کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے مِنْ نُوْرِ جَمَالِہٖ یا نُوْرِ عِلْمِہٖ یا نُوْرِ رَحْمَتِہٖ نہیں فرمایا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نورِ پاک نورِ ذات سے تخلیق ہوا۔

چنانچہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کی یوں تشریح فرماتے ہیں:۔

(مِنْ نُوْرِہٖ) اَیْ مِنْ نُوْرٍ ھُوَ ذَاتُہٗ لَا بِمَعْنٰی اَنَّھَا مَادَّۃٌ خَلَقَ نُوْرَہٗ مِنْھَا بَلْ بِمَعْنٰی تَعَلُّقِ الْاِرَادَۃِ بِہٖ بِلَا وَاسِطَۃِ شَیْئٍ فِیْ وُجُوْدِہٖ۔ یعنی اللہ عزوجل نے حضور نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نور کے ذریعے پیدا فرمایا جو ذاتِ الٰہی کا عین ہے، یہ معنی ہرگز نہیں کہ ذاتِ الٰہی آپ کے نورِ عظیم کے لئے مادّہ ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بلا واسطہ غیر خالقِ کائنات

کے ارادے کا آپ کے وجودِ مسعود سے تعلق ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نوری پیکر پیدا فرما دیا۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"لَمَّا تَعَلَّقَتْ اِرَادَةُ الْحَقِّ بِاِيْجَادِ خَلْقِهٖ اَبْرَزَ الْحَقِيْقَةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ مِنَ الْاَنْوَارِ الصَّمَدِيَّةِ فِي الْحَضْرَةِ الْاَحَدِيَّةِ ثُمَّ سَلَخَ مِنْهَا الْعَوَالِمَ كُلَّهَا عُلْوَهَا وَسِفْلَهَا۔"

"جب خداوندِ عالم عزّ وجل نے مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا تو حقیقتِ محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا کو انوارِ صمدیہ سے دربارِ احدیّت میں ظاہر فرمایا۔ پھر اس سے تمام عالم علوی و سفلی نکلے"۔

شیخ محقق محدث دہلوی مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں:

"انبیاء کرام مخلوق اند از اسمائے ذاتیہ و اولیاء از اسمائے صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفاتِ فعلیہ و سیدِ رسل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مخلوق است از ذاتِ حق جل جلالہ"۔

"یعنی انبیاء کرام تجلی اسمائے ذاتیہ سے ہیں باقی تمام مخلوق تجلی صفات سے ہیں اور سید المرسلین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی اللہ تعالیٰ کی ذات سے مخلوق ہیں۔"

بالجملہ اس مبارک حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ صرف سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتِ الٰہی کی تجلّی بلاواسطہ ہیں

اور تمام کائنات ارضی و سماوی آپ کے نور کا پرتو اور عکس ہے۔
امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب البریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"جس طرح مرتبۂ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی اس کے پرتو وجود سے موجود۔ یوں ہی مرتبہ ایجاد میں صرف ذات مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، باقی سب پر اسی کے عکس کا فیض وجود مرتبۂ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اس کے آبگینے۔ (صلات الصفا)

محقق عارف باللہ امام عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں:۔

"قَدْ خَلَقَ كُلُّ شَيْئٍ مِنْ نُوْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ كَمَا وَرَدَ بِهِ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ۔"

"بیشک ہر چیز سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنائی گئی ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔"

علامہ فاسی مطالع المسرات میں لکھتے ہیں:۔

قَدْ قَالَ الْاَشْعَرِیُّ اَنَّهٗ تَعَالٰى نُوْرٌ لَيْسَ كَالْاَنْوَارِ وَالرُّوْحُ النَّبَوِيَّةُ الْقُدْسِيَّةُ لَمْعَةٌ مِنْ نُوْرِهٖ وَالْمَلٰئِكَةُ شَرَرُ تِلْكَ الْاَنْوَارِ وَقَالَ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْئٍ" وغیرہٗ مِمَّا فِیْ مَعْنَاہُ

یعنی عقائد میں اہلِ سنت کے امام سیدنا ابوالحسن اشعریؒ یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے جو کسی کی مثل نہیں ہے، اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مقدس اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے اِسی نور کے جھڑے ہوئے پھول ہیں۔ چنانچہ حضور رسولِ محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ربّ العزت نے میرا نور پیدا فرمایا، اور میرے نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

○— لیکن نورِ ذاتی سے پیدا ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ ذاتِ الٰہی ذاتِ رسالت کے لئے مادہ ہے یا ذاتِ الٰہی کا کوئی جزو ذاتِ رسالتؐ میں منتقل ہوا ہے یا ذاتِ الٰہی نے ذاتِ رسالتؐ میں حلول فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ قدیم تقسیم تجزی سے پاک یا متحد ہوجانے یا حلول فرمانے سے پاکیزہ و منزہ ہے، بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نورِ حقیقی کی تجلی اوّل اور تعینِ اوّل کا نام اقدس نورِ محمدی رکھا گیا ہے

مصطفٰے آئینہ رُوئے خدا است
منعکس در وے ہمہ خُوئے خدا است

حضور کی ذاتِ گرامی آئینہ حق نما ہے، جس میں صفاتِ الٰہیہ اور تجلیاتِ ربانیہ جلوہ گر ہیں۔ ہاں تاکم بدہن حلول و اتحاد کا تخیل نہ پیدا کر لیا جائے۔ کیونکہ آئینہ میں اصل خود حلول نہیں کرتا اس کا عکس

اور ظلّ جلوہ گر ہوتا ہے۔ پس اصل اپنی ہی جگہ ہے اور ظلّ اپنی جگہ۔ وہاں وجودِ اصلی ہے، یہاں ظلّی۔ وہاں حقیقت ہے، یہاں مجاز۔ اور صرف آپ نورِ حقیقی سے بلا واسطہ، غیر مستفیض ہوئے۔ باقی سارا جہان حضور انور کی تجلیات کا عکس اور پرتو ہے۔ نورِ محمدی کی جلوہ آرائی نہ ہوتی تو نہ جہان ہوتا، نہ جہان میں کوئی حسن و کمال ہوتا۔ یہ زمین و آسمان کا ایوان نورِ محمدی ہی کے طفیل آراستہ ہوا۔ زمین و آسمان کی محفل میں یہ تمام رونقیں اور رعنائیاں حضور ہی کے واسطے حضور کے صدقے اور حضور کے طفیل منصۂ شہود پر جلوہ نما ہوئیں۔ لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ۔ اے محبوب! اگر تیری جلوہ آرائی مقصود نہ ہوتی تو میں اپنی خدائی کا مظاہرہ نہ کرتا ؎

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

○ مِنْ نُّوْرِہٖ میں مِنْ تبعیض کے لئے نہیں، بلکہ لفظ "مِنْ" ابتدا غایت کے لئے ہے۔ جو کلام عرب میں عام استعمال ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَۃِ اِلَی الْکُوْفَۃِ (میری سفر کی ابتداء بصرہ سے ہے اور انتہا کوفہ پر ہوئی) قرآن حکیم میں بھی کلمہ "مِنْ" متعدد مقامات پر ابتدائے غایت کے معنی میں استعمال ہوا ہے چنانچہ ارشادِ باری ہے۔ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ۔ بیشک

مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا وہ رسُول ہے اللہ کا اور اُس کا کلام ہے جس کو ڈالا مریمؑ کی طرف اور رُوح ہے اُس کے ہاں کی۔

اگر رُوحٌ مِّنْهُ میں کلمہ مِنْ کو تبعیض اور جزئیت پر محمول کیا جائے تو العیاذ باللہ، خدائے بلند و برتر کا صاحبِ اجزا ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ یہ بات قطعاً غلط اور باطل محض ہے، بلکہ یہاں کلمہ "مِنْ" ابتدائے غایت کے معنی میں استعمال ہُوا ہے۔ آیت کا معنی یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی خلقت کا مبداء ذاتِ باری ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو باپ اور نطفے کے واسطے کے بغیر کلمۂ کُن سے پیدا فرمایا۔ خلافِ عادت ہونے کی وجہ سے تعجّب کی کوئی بات نہیں۔ حق تعالیٰ جو چاہے اور جس طرح چاہے پیدا کر دے، نہ وہ مادّہ کا محتاج نہ اسباب کا پابند۔

نیز قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوتا ہے: وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي اور پھونک دی اُس میں اپنی رُوح اور سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم اور قدرت سے زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ اگر منکرینِ شانِ نورانیت کی اس بات کو تسلیم کیا جائے۔ حضُورِ انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادِ گرامی "مِنْ نُوْرِہٖ" سے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلّم کا جُز ہونا ثابت ہوتا ہے، تو کیا مذکورہ بالا آیات میں اس حقیقت کو تسلیم کریں گے کہ

اللہ تعالیٰ کی روح حضرت آدم علیہ السلام کے لئے مادہ یا اس کی جزو بنی؟ یا زمین و آسمان کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی جزو بن گئیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔

لہذا اس ارشادِ نبوت کا صحیح معنی یہ ہے کہ میرے نور کا مبداء نورِ الٰہی ہے اور بقیہ انوار میرے نور کے توسط سے پیدا ہوئے۔ سچ ہے۔ ع

نورِ ازل کے جلوۂ تاباں تمہیں تو ہو

○ یہی علامہ موصوف مِنْ نُوْرِہٖ کی اضافت کے متعلق ایک لطیف نکتہ بیان فرماتے ہیں :-

" اِضَافَةُ لِتَشْرِيْفٍ وَاِشْعَارٌ بِاَنَّهٗ خَلْقٌ عَجِيْبٌ وَ اَنَّ لَهٗ شَاْنًا لَهٗ مُنَاسِبَةٌ مَا اِلَى الْحَضْرَةِ الرَّبُوْبِيَّةِ عَلٰى حَدِّ قَوْلِهٖ تَعَالٰى " وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ "

علامہ محقق کی اس تصریح سے اُن تمام اعتراضات کا قلع قمع ہوگیا جو مِنْ نُوْرِہٖ کے جملہ پر مخالفین شانِ نورانیت کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔

(مِنْ نُوْرِہٖ) میں اضافت بیانیہ ہے اور یہ تشریف و تفخیم اور تعظیم و تکریم کے لئے ہے۔ جیسے بیتُ اللہ۔ ناقۃُ اللہ اور رُوح اللہ میں اضافت عزت و شرافت کے لئے ہے۔ علامہ محقق زرقانی کے اس بیان سے واضح ہوگیا کہ مِنْ نُوْرِہٖ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی وساطت کے تخلیق عالم سے اوّل نورِ محمدی کو پیدا فرمایا اور اسی بلا توسطِ غیر کو " مِنْ نُوْرِہٖ " سے تعبیر فرمایا گیا۔

تقسیم نور سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پاک میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کی تقسیم کا جو بار بار ذکر آرہا ہے، اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ معاذ اللہ نورِ محمدی تقسیم ہوا۔ بلکہ اس کا صحیح مفہوم وہی ہے جو علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "زرقانی علی المواہب" میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب "نورِ محمدی" کو پیدا فرمایا تو اس میں ہر آن ہر لحظہ شعاع در شعاع اضافہ فرماتا گیا۔ اور وہی مزید شعاعیں تقسیم ہوتی رہیں۔

○ حضرات علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ مکرّم نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک (ذاتِ مقدسہ) کو اپنے نور (اپنی ذاتِ مقدسہ) سے پیدا فرمایا۔ یعنی ایسی ذاتی تجلی فرمائی، جو حسنِ الوہیت کا نورِ اول تھی۔ بغیر اس کے ذاتِ خداوندی نورِ محمدی کا مادّہ یا حصّہ اور جزو قرار پائے۔ یہ تمام کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا ادراک و شعور ہمارے بس کی بات نہیں۔ البتہ محققین و محدثین نے سمجھانے کے لئے چند مثالیں بیان فرمائی ہیں مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہوتا ہے اور شیشہ میں جو چمک اور روشنی ہے، وہ آفتاب ہی کی تجلی اور اس کا نور ہے۔ حالانکہ شیشہ میں نہ خود آفتاب نے حلول کیا ہے اور نہ ہی آفتاب کا کوئی ٹکڑا کٹ کر شیشہ میں آگیا ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ شیشہ کی تمام چمک اور نورانیت آفتاب ہی کی تجلی اور نورانیت کا نتیجہ ہے۔

جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے مگر آفتاب کی ذات یا اس کی نورانیت میں کسی طرح کی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ پاک اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا لیکن اس کے باوجود خداوندِ قدوس کی ذاتِ اقدس یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقص یا کمی واقع نہیں ہوئی۔ یونہی ایک چراغ سے سینکڑوں چراغ روشن ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ نہ پہلے چراغ کا کوئی حصہ کٹ کر ان دوسرے چراغوں میں آتا ہے اور نہ ہی دوسرے چراغوں نے پہلے چراغ کے نور کو کچھ کم کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نورِ محمدی ذاتِ خداوندی کی تجلی بلا واسطہ اور ظہورِ اوّل ہے۔ بارگاہِ الوہیت سے سب سے پہلے فیضانِ وجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا، اور پھر حضورؐ کی ذات ستودہ صفات سے تمام ممکنات کو فیضِ وجود نصیب ہوا۔

بیہقی۔ زرقانی۔ مشکوٰۃ:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:۔

حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ اِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ۔

"بیشک میں پروردگارِ عالم کے ہاں اُس وقت سے تخت و تاجِ ختمِ نبوت کے لئے مخصوص و متعین ہو چکا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا

جسمِ مبارک بھی ابھی مکمل نہیں ہوا تھا۔"

○— حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کہ (میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا) کا یہ معنی قرار دینا کہ ملا خاتم النبیین ہونا علمِ الٰہی میں مقدر تھا ہرگز صحیح نہیں۔ اس صورت میں تو حضور رسالتمآب شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی انفرادی عظمت اور خصوصی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ علمِ الٰہی میں تو ہر چیز مقدر ہے۔ بلکہ اس ارشادِ نبوت کا مطلب یہی ہے کہ میں فی الواقع ازل میں خاتم النبیین ہو چکا تھا البتہ اس منفرد رفیع الشان منصبِ جلیل کا ورود ظہور عالمِ ناسوت میں جلوہ فرما ہونے کے بعد ہوا۔

○— شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب اشعۃ اللمعات میں اس ارشادِ نبوت کی تشریح و تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

" بعضے از عرفا گفتہ اند کہ روحِ شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم نبی بود در عالمِ ارواح کہ تربیتِ ارواح میکرد چنانکہ دریں عالمِ جسدِ شریف مربی اجساد بود و بہ تحقیق ثابت شدہ است تخلیقِ ارواح قبل از اجساد "

" بعض عرفاء علیہم الرحمۃ نے فرمایا کہ حضور پُر نور شہنشاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پُرفتوح عالمِ ارواح میں منصبِ نبوت و رسالت پہ فائز تھی اور اس کے لئے مرتبۂ ختمِ نبوت کو مقدر کر دیا گیا تھا اور آپ اپنی اس نشاۃِ نورانی و روحانی میں ارواحِ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام

کی رُوحانی تربیت فرماتے تھے۔ جیسا کہ عالمِ شہادت میں آپ نے بہ نفسِ نفیس عالمِ اجسام کی تربیت فرمائی۔ اور ارواح کی تخلیق قبل از اجسام و اجساد یقیناً ثابت ہے۔

لسان العیون۔ احکام ابن القطان۔ زرقانی :

○ــــ حضرت سیّدنا امام زین العابدین والد ماجد سیّدنا امام حسین سے اور وہ اپنے والدِ بکرم حضرت علی مرتضیٰ علیہ و علیٰ آباء الصّلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"كُنْتُ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّيْ قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ"۔

"میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے ربّ العزّت کے حضور ایک نُور تھا"

○ــــ علاّمہ زرقانی فرماتے ہیں کہ یہ روایت حدیث جابرؓ کے معارض نہیں جس میں نُورِ محمدیؐ کا اوّل الخلق ہوتا مذکور ہے۔ اس روایت میں نُورِ محمدیؐ کی تخلیق کا ذکر نہیں بلکہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادِ گرامی کا مطلب یہ ہے کہ مجھے حضرت آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال پہلے خداوند قدوس کا خصوصی قرب حاصل ہوا۔ گویا اس حدیث میں ایک خاص الخاص مرتبہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

روح البیان۔ جواہر البحار۔ سیرت حلبیہ :

○ــــ سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَأَلَ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَمْ عَمَرْتَ مِنَ السِّنِیْنَ فَقَالَ وَاللهِ لَا اَدْرِیْ غَیْرَ اَنَّ فِی الْحِجَابِ الرَّابِعِ کَوْکَباً یَطْلَعُ فِیْ کُلِّ سَبْعِیْنَ اَلْفَ سَنَاۃٍ مَرَّۃً رَأَیْتُہٗ اِثْنَیْنِ وَسَبْعِیْنَ اَلْفَ مَرَّۃٍ فَقَالَ یَاجِبْرِیْلُ وَعِزَّۃِ رَبِّیْ جَلَّ لَہٗ اَنَاذَالِکَ الْکَوْکَبُ۔

" کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا تمہاری عمر کتنے سال ہے ؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا خدا کی قسم! میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجابِ عظمت میں ہر ستر ہزار سال کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا تھا جس کو میں نے اپنی عمر میں بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور نبیٔ پاک شہنشاہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل! مجھے اپنے ربّ ذوالجلال کی عزّت و جلالت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔"

اِس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ نُورِ محمدی پانچ ارب چار کروڑ سال ربِّ قدوس کی بارگاہ میں موجود رہا۔

الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی

○— حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

یٰسٓ قسمٌ۔ اَقْسَمَ اللهُ تَعَالٰی قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَیْ عَامٍ یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔

" یٰس ایک قسم ہے جو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے

دو ہزار سال پہلے ارشاد فرمائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک تو مرسلین میں سے ہے۔"

حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

زرقانی (رواہ ابی سعید وغیرہ)

○ کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَ اَخِرُهُمْ فِی الْبَعْثِ

"میں پیدائش میں سب انبیاء علیہم السلام سے پہلے ہوں کیونکہ آپ کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا اور بعثت کے اعتبار سے سب نبیوں کے آخر میں مبعوث ہوا ہوں۔"

الابریز شریف

○ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی نُوْرُ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

"بیشک جو شے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمائی وہ ہمارے آقا و مولا محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔"

تفسیر نیشاپوری

○ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ عِنْدَ الْاِیْجَادِ لِاَمْرِ کُنْ کَمَا قَالَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ۔

"امرکن کے ایجاد کے وقت میں خدا کا حکم ماننے والوں میں سب سے

اوّل ہوں" جیسا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا"

مرقات

وَرُوِیَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

○ — اور روایت کیا گیا ہے کہ خداوند کریم نے سب سے اوّل میرا نور پیدا فرمایا وَالْاَوَّلُ الْحَقِیْقِیْ ھُوَ نُوْرٌ مُّحَمَّدِیْ عَلٰی مَا بَیَّنْتُہٗ فِی الْمَوْرِدِ لِلْمَوَالِدِ۔ اوّل اور حقیقی نور محمد مصطفیٰ علیہ السلام کا ہے جیسا کہ میں نے اپنی کتاب المورد للموالد میں بیان کیا۔

مدارج النبوۃ

○ — در حدیث صحیح وارد شدہ کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ سب سے اوّل خداوند عالم نے نبیٔ پاک صاحب لولاک کا نور پیدا فرمایا۔

زرقانی

○ — علّامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے :-

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ کَوْکَبًا دُرِّیًّا وَاَنَّ الْعَالَمَ کُلَّہٗ خُلِقَ مِنْہُ۔

"بیشک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم تابندہ و درخشندہ ستارہ تھے اور تمام کائنات آپ کے نور سے پیدا کی گئی"

○ حضرت علامہ محمود آلوسی صاحب بغدادیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں ارقام فرماتے ہیں:-

وَلِذَا كَانَ نُوْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ الْمَخْلُوْقَاتِ فَفِي الْخَبَرِ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى نُوْرُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ!

"(چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصول فیض میں واسطۂ عظمیٰ ہیں) اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اوّل المخلوقات ہے۔ چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ اے جابرؓ! سب سے پہلے جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے وہ تیرے ہی نبی کا نورِ پاک ہے"

مدارج النبوت:-

○ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُوْرِیْ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور پھر تمام مخلوق میرے نور سے پیدا فرمائی یعنی میرے ظہور کا سبب اللہ کا نور ہے۔ اللہ کا نور نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا اور میرا نور نہ ہوتا تو مخلوق نہ ہوتی ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

مکتوبات دفتر دوم:-

○ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں:-

لَوْلَاہُ لَمَا خَلَقَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ الْخَلْقَ وَلَمَّا اَظْھَرَ الرَّبُوْبِیَّۃَ وَکَانَ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ کَانَ ھُوَ اِمَامُ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبُھُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِھِمْ اَلَّذِیْ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ۔

"اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف نہ لاتے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مخلوق کو پیدا ہی نہ فرماتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا اور آپ اس وقت نبی تھے جبکہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کی حالت میں تھے۔ روزِ قیامت وہ تمام نبیوں کے امام اور خطیب اور اُن کے شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم ہی آخر آنے والے ہیں اور ہم ہی سب سے پہلے آنیوالے ہیں۔"

محدثین کی ان روایات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سیّد دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نورِ پاک اوّل المخلوق ہے اور خداوند قدوس کے نور سے ہے اور تمام کائنات آپ کے نور کا پرتو وعکس ہے۔

مسلم شریف:

○ رئیس المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مجھے ایک بار کاشانۂ نبوت میں رات بسر کرنے کا اتفاق ہوا میں نے دیکھا کہ حضور سرورِ دو عالم علیہ السلام بسترِ استراحت سے اُٹھے

مسواک استعمال کی، وضو کیا اور پھر نوافل میں مشغول ہو گئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو آقائے نامدار نبیِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نور السمٰوات والارض کی بارگاہِ اقدس میں اپنے کان اپنی آنکھ اپنے دل، اپنے ہر ہر عضو ہر ہر بال کے نور ہونے کے متعلق یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ فِیْ نُوْرًا۔

"اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے، میری زبان میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے اور پیچھے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے۔ اے اللہ! میرے لئے نور زیادہ کر دے بلکہ مجھے نور ہی نور بنا دے۔"

بخاری شریف!

○ بخاری کی روایت میں وَاَعْظِمْ فِیْ نُوْرًا کی جگہ وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا آیا ہے اور مسلم شریف کی ایک روایت میں وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا آیا ہے۔ یعنی اے نور السمٰوات والارض مجھے نور ہی نور بنا دے۔ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں:۔

فِیْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَ شَعْرِیْ وَعِظَامِیْ وَ لِسَانِیْ وَ قَبْرِیْ نُوْرًا" میرے گوشت، میرے خون، میرے بالوں، میری ہڈیوں اور میری قبر کو نور بنا دے۔"

شرح شفا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

○— هُوَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِقَلْبِهٖ وَقَالِبِهٖ نُوْرٌ تُسْتَفَادُ مِنْهُ الْاَنْوَارُ وَ یُسْتَضَاءُ مِنْهُ الْاَسْرَارُ وَ قَدْ وَرَدَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَ قَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نُوْرًا۔

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اور بدن تمام نور ہے۔ سارے اور (سورج چاند ستارے وغیرہ) آپ کے نور سے مستنیر اور روشن ہیں اور دلوں کے راز آپ سے چمک اور روشنی پاتے ہیں۔"

حدیث میں مذکور ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا (اے اللہ! مجھے نور بنا دے) بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پاک نور رکھا ہے۔

تفسیر عزیزی:

○— ہندوستان کے ایہ ناز محدث حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔ "ولیکن ہر حالت آخر بہتر باشد، ترا از معاملت اول تا آنکہ بشریت ترا اصلا وجود نماند وقلبۂ نور بر تو علی سبیل الدوام حاصل شدت" البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آخری حالت

آپؐ کے پہلے معاملہ سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی بشریت کا اصلاً وجود نہیں رہا۔ اور آپؐ پر نورِ حق کا غلبہ ہمیشہ کے لئے حاصل ہوگیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر انوار و تجلیات کا اس قدر فیضان ہوا کہ بشریت بالکل غائب ہو کر آپؐ سراپا نور بن گئے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

○۔ **فائدہ**:۔ آقائے نامدار تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بدرگاہِ مجیب الدعوات میں حُسنِ قبول کی خلعت حاصل کئے ہوئے ہے۔ کیونکہ ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ سیدِ وُلدِ آدم فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت و مقبولیت کا کیا کہنا! اِدھر لبِ اقدس سے دعائیہ الفاظ نکلتے اُدھر وہ واقعہ بن کر سامنے آجاتے ؎

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمدؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا تو یہ عالم ہوتا تھا ؎

منظور ہیں ابرو کے اشارے سے دعائیں
کیوں تیر کماندارِ نبوت کا خطا ہو

یہ دعائے نبوت درجۂ قبولیت سے نوازی گئی اور آپؐ کا ایک ایک عضو ایک ایک بال، جسمِ اقدس کا ایک ایک ذرہ نور بلکہ نورٌ علیٰ نور بنا دیا گیا ؎

شمعِ دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا

○ منکرینِ شانِ نورانیت کا یہ کہنا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونے کی دُعا کرنا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور نہ تھے۔ نور ہوتے تو اس دُعا کی حاجت ہی کیا تھی۔ اِنّا للہ ....

جواباً عرض ہے کہ دُعا ہمیشہ کسی نعمت یا رحمت کے حصول ہی کے لئے نہیں کی جاتی بلکہ کبھی مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو نعمت مجھے مِل چکی ہے اس کا انقطاع نہ ہو بلکہ علی الدوام میں اس نعمت سے لُطف اندوز ہوتا رہوں۔ گویا وہ نعمت کے حصول کی دُعا نہیں بلکہ نعمت کے بقاء و دوام کے لئے دُعا ہے۔ بحمد اللہ ہر مُسلمان ہدایت یافتہ ہے اور صراطِ مستقیم پر زندگی کا سفر طے کر رہا ہے مگر ہر نمازی ہر روز کئی بار اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دُعا کرتا ہے تو معترض کے اصول کے مطابق کیا مسلمانوں کو ابھی تک ہدایت اور صراطِ مستقیم پر چلنا نصیب نہیں ہوا کہ ہر روز دُعائیں کی جا رہی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کائنات میں صرف مُسلمان ہی ہدایت یافتہ اور حق و صداقت کے صراطِ مستقیم پر قائم ہیں۔ بلکہ خود مہبطِ وحی و الہام صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نمازوں میں یہ دُعا پڑھا کرتے تھے اور اپنی پاکیزہ زندگی کی آخری نماز میں

بھی حضورؐ نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پڑھا تو کیا العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ آخری لمحات تک رسولِ خدا حبیبِ کبریا ہدایت یافتہ نہ تھے اور دوسروں کو صراطِ مستقیم کی رہنمائی اور نشان دہی کرنے والا ابھی تک خود صراطِ مستقیم کی سعادتوں سے بے بہرہ تھا؟

معلوم ہوا کہ جس طرح الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی بلندیوں پر فائز ہوتے ہوئے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے "الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" کی دعا فرمائی بالکل اسی طرح نور، سراپا نور اور مجسّم نور ہوتے ہوئے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا کی نورانی دعا فرمائی۔

مسند احمد۔ ابونعیم۔ حاکم:

○۔ حضرت میسرۃ الضبّی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

ایک دن میں نے بارگاہِ رسالت میں بصد احترام عرض کیا:۔

"یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَتٰی کُنْتَ نَبِیًّا"

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کب سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شرفِ نبوت سے سرفراز فرمائے گئے"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"

"میں اس وقت منصبِ نبوت پر فائز تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح کا تعلق ابھی اُن کے جسمِ مبارک سے قائم نہیں ہوا تھا"

○ بعض منکرینِ نورانیتِ مصطفےٰ اِس ارشادِ نبوت کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت علمِ الٰہی میں نبی تھے۔ لیکن ان کا یہ خیال سراسر غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ اگر ارشادِ نبوت کا یہی مطلب لیا جائے تو پھر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص فضل و کمال کے ضمن میں اِس چیز کا ذکر کرنا محض بے معنی ہوگا۔

علمِ الٰہی میں تو کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز "نورِ محمدیؐ" کے نور ظہور سے بھی پہلے موجود تھی۔ بلکہ اس تخصیص اور آپ کے مخصوص جمالِ صوری اور کمالِ معنوی کے لحاظ سے یہی حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ہزاروں سال قبل فی الواقع منصبِ نبوت پر فائز ہو چکے تھے۔ درحقیقت نبوت ایک اعزاز، ایک وصف اور ایک کمال کا نام ہے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ وصف اور کمال کا وجود بغیر موصوف اور ذات کے نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضورؐ کا وجودِ اقدس حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل موجود تھا اور وصفِ نبوت سے مشرف و متصف تھا۔

ابن ابی حاتم۔ دلائل النبوۃ۔ خصائص کبریٰ۔

○ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

ایک دن حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عظمتِ شان کا یوں اظہار فرمایا:۔

"اَنَا اَوَّلُ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرُھُمْ فِی الْبَعْثِ"

"میں پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلا ہوں اور بعثت میں اُن سب سے پچھلا ہوں"۔

○ حضرت علّامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

" اَنَا اَوَّلُ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ (لِخَلْقِ نُوْرِہٖ قَبْلَھُمْ) وَاٰخِرُھُمْ فِی الْبَعْثِ بِاِعْتِبَارِ الزَّمَانِ"۔

" یعنی میں پیدائش میں سب انبیاءِ کرام علیہم السلام سے پہلے ہوں، کیونکہ آپؐ کا نورِ معظّم سب سے پہلے پیدا ہوا، اور زمانے کے اعتبار سے سب نبیوں کے آخر میں مبعوث ہوا ہوں"۔

○ ان مذکورہ بالا ارشاداتِ نبوّت سے صراحۃً ثابت ہوا کہ خالقِ کائنات نے ساری کائنات کی پیدائش سے پہلے (بلاواسطہ) اپنے حبیبِ مکرّم نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے نوری وجود کو اپنے ذاتی نور سے پیدا فرمایا عرش و کرسی، لوح و قلم، جنّت و دوزخ، آفتاب و ماہتاب اور جنّ و انس سے ہزاروں سال پہلے نورِ مصطفےٰ[۱] اپنی تمام رعنائیوں اور تابانیوں کے ساتھ جلوہ نما تھا اور منصبِ نبوّت پر فائز اور شرفِ رسالت سے مشرّف و سرفراز ہے

ذات ہوئی انتخاب، وصف ہوا لاجواب — نام ہوا مصطفےٰ، تم پہ کروڑوں سلام

تم سے کھلا بابِ جود، تم سے ہے سب کا وجود — تم سے ہے سب کی بقا، تم پہ کروڑوں سلام

پھر وہی مصدرِ نور، منبعِ نور، مطلعِ نور، پیکرِ نور (علیہ الف الف صلوٰۃ وسلام)

تمام پیغمبروں علیہم السلام کی تشریف آوری کے بعد عالم ناسُوت میں اس جسمِ اقدس و اطہر میں جلوہ گر ہوا۔ اور ایک ایسی بے نظیر و بے مثال اور لاجواب بشریّت میں نمودار ہوا جو بے حد تاباں و درخشاں ہونے کے ساتھ بشریّت کے تمام عیوب و نقائص سے منزّہ اور مبرّا تھی۔ بالآخر اس جسمِ اقدس کو بھی اِس نورِ عظیم کی بدولت سراپا نور بنا دیا گیا۔

○ — حضور ختمیِ مرتبت شہکارِ فطرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا جسمِ انور و اطہر اُن رفیع الشان بلندیوں پر فائز ہوا جہاں نہ کسی مقرّب فرشتے کو باریابی حاصل ہوئی اور نہ کسی رسُولِ معظّم کی رُوح کو وصُول نصیب ہوئی۔

چنانچہ حضور رسول پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے کہ:-
"میں اپنے محبوبِ حقیقی جلّ جلالہٗ کے ہاں رات بسر کرتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے"۔ نیز ارشاد فرمایا کہ:-
"مجھے بارگاہِ خداوندی میں ایسے شاندار لمحات میسّر ہیں جو کسی نبی مُرسل یا مقرّب فرشتے (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو بھی میسّر نہیں"۔ ؎

سیمرغِ رُوح ہیچکس از انبیا ترفت — آنجاکہ تو بیاں کرامت پریدۂ
ہر یک بقدرِ خویش بجائے رسیدہ است — آنجاکہ جائے نیست تو آنجا رسیدۂ
واں را کہ کس نہ دید تو آنرا بدیدۂ

○ — سیدنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جیسے پُرجلال اولوالعزم رسُول مکرّم صفاتی تجلّی کی ایک جھلک برداشت نہیں کر سکے۔ کوہِ طور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ اور سیدنا کلیم اللہ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔

ہیں۔ فیا للعجب! لیکن پیکرِ اعجاز سراپا نورِ ذاتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی جسمِ انور و اطہر کے ساتھ عین ذاتِ حق تعالیٰ کے دیدار میں مشغول ہیں۔ لیکن طبیعت میں کسی قسم کی کوئی گھبراہٹ اور نہ ہی دل میں کسی طرح کی کوئی ہیبت طاری، بلکہ پورے سکون اور انشراحِ صدر کے ساتھ اپنے محبوبِ حقیقی کے جلوہ افروزیوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں ؎

موسیٰؑ ز ہوش رفت بیک پرتوِ صفات
تو عینِ ذات می نگری در تبسمی

○ نوری فرشتوں کا پیشوا حضرت جبرائیل امین حاملِ وحیِ الٰہی اور محرمِ اسرارِ خداوندی حسبِ حکم براق لے کر کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں "سرکار تشریف لے چلئے "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ" کی جلوہ گہِ ناز میں حضور کا انتظار ہو رہا ہے"۔ نوریوں کا سردار حضرت جبریل امین ساتھ ساتھ پا بہ رکاب چلتے رہے مگر سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر وہ بھی رُک جاتے ہیں اور عالمِ بالا کے سفر میں ساتھ چلنے سے اپنی معذوری کا اظہار کرتے ہوئے بڑے ادب و احترام سے عرض کرتے ہیں "میرے آقا میری یہاں انتہا ہے۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں آپ کے ساتھ سفر جاری رکھ سکوں۔ اگر میں اس مقام سے انگلی کے ایک پور کے برابر عرشِ عظیم کی طرف پرواز کرتا ہوں تو تجلیاتِ خداوندی سے جل کر خاکستر ہو جاؤں گا ؎

اگر یک سرِ موئے برتر پرم
فروغِ تجلیٰ بہ سوزد پرم

اللّٰہُ اَکْبَر! خالقِ کائنات کے نورِ مجسّم پیکرِ اعجاز محبوبِ دلنواز محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ہی ارفع و اعلیٰ عظمتِ شان ہے کہ جس مقام پر نوری فرشتوں کے سردار حضرت جبریل امین ؑ کے نوری پَر جلتے ہیں۔ وہاں حبیبِ پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسی جسمِ اقدس اور لباسِ اطہر کے ساتھ عرش و کرسی، لوح و قلم اور لامکان کی قدسی فضاؤں تک تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر جسمِ انور کی طرح آپ کی ظاہری پوشاک تک محفوظ رہتی ہے بیشک اس جسمِ پاک کو دَنیٰ فَتَدَلّٰی کی بلندیوں اور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ کی خلوت کدہ ناز تک پہنچانے والا بھی یہی نورِ پاک تھا جو ساری کائنات سے پہلے جلوہ گر ہوا تھا اور مَا اَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ کی بارگاہِ الوہیت تک رسائی کے فرائض بھی اسی نورِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے سرانجام دیئے جو صبحِ ازل کا مہرِ درخشاں تھا۔

وہی ہے اوّل، وہی ہے آخر، وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

○

کون و مکاں کی رونقیں جلوہ نما حضور سے
مطربِ صبح نور کی لَے ہے ترے ظہور سے
ہم نے سنا تھا ایک دن سدرہ نشین طور سے
حسن ہے تیرے نور سے عشق ہے تیرے نور سے
صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

انوارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم

کی

نور افروزیاں

○ جب خالقِ کائنات عزّ وجلّ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کا خوبصورت پُتلا بنایا اور اس میں اپنی رُوح پھونکی۔ تو ذاتِ محمدی (جس کا نوری وجود اٹھارہ ہزار مخلوقات کی پیدائش سے پہلے پیدا کیا گیا تھا اور جس کو احادیثِ نبویّہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) میں نور سے تعبیر کیا گیا ہے) کا نورِ پاک جسے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورانی اور پاکیزہ اجزائے جسمیہ کا جوہرِ لطیف کہا جا سکتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کی پُشتِ مُبارک میں بطورِ امانت رکھا گیا تھا۔ لیکن کمالِ نورانیّت اور شدّت چمک کی بدولت اُن کی پیشانی سے آفتاب و ماہتاب کی شعاعوں کی طرح چمکتا تھا۔

زرقانی علی المواہب، تاریخ الخمیس:۔

○ چنانچہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَفِی الْخَبَرِ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰدَمَ جَعَلَ اٰدَمَ	حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو

(ذٰلِكَ النُّوْرَ) نُوْرَ الْمُصْطَفٰی فِیْ ظَهْرِہٖ فَكَانَ (لِشِدَّتِہٖ) یَلْمَعُ فِیْ جَبِیْنِہٖ	پیدا فرمایا تو نورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی پشتِ مبارک میں بطور امانت رکھا مگر وہ نورِ پاک ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشتِ آدمؑ میں جلوہ فرما ہونے کے پیشانیٔ آدمؑ میں چمکتا تھا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوری اور معصوم فرشتوں کو حکم دیا کہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تحیت کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ چنانچہ تمام نوری فرشتے اس نورِ معظم کی تعظیم و تکریم کے لئے سرنگوں ہو گئے۔

تفسیر کبیر:-

○ حضرت امام کبیر علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَجْلِ اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ جَبْهَةِ اٰدَمَ۔	فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا جو حکم دیا گیا تھا درحقیقت وہ سجدہ نورِ محمدی کو تھا جو سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے ماتھا نور کا

شفاء الصدور۔ جواہر البحار:-

○ جب اللہ جل مجدہٗ نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت آدم علیہ السلام کو

پیدا فرمایا تو رحمت عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور نورانی مادہ کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھ دیا۔ جب حضرت آدم نے اپنی پشت سے پرندوں کے چہچہانے جیسی آواز سنی تو آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ الٰہ العالمین! میری پشت میں یہ پرندوں جیسی آواز کیسی سنائی دیتی ہے؟ اللہ جل جلالہ نے فرمایا۔" اے آدم! یہ آواز میرے حبیب حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نور پاک کی تسبیح ہے۔ جنہیں میں تیری پشت سے نکالوں گا۔ اے آدم! تم اس نور کے حق میں مجھ سے عہد و پیمان کرو کہ تم اس کو پاک رحموں میں ہی منتقل کروگے"۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ خداوندا! میں اس بات کا پختہ عہد کرتا ہوں کہ میں اس نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاک پشتوں اور پارسا رحموں کے ہی سپرد کروں گا"

چنانچہ نور مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں چمکتا تھا اور فرشتے نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی خاطر حضرت آدم علیہ السلام کے پس پشت صف بستہ کھڑے رہتے تھے۔ اور اس سعادت عظمیٰ کے حصول پر اللہ جل جلالہ کی حمد و ثناء بیان کرتے تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے یہ روح پرور منظر ملاحظہ فرمایا تو بارگاہ خداوندی میں عرض کی" الٰہ العالمین! کیا وجہ ہے کہ فرشتوں کی یہ مقدس جماعت میرے پس پشت تو صف بستہ کھڑی رہتی ہے مگر میری نگاہوں کے سامنے نہیں آتی"۔ حق جل شانہ نے فرمایا"۔ اے آدم!

یہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نورِ معظم کو دیکھتے ہیں، جو تیری پشت میں جلوہ گر ہے" حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔" خداوندا ! اس نورِ پاک کے دیدار کی سعادت سے مجھے بھی مشرف فرمایا جائے"۔ چنانچہ اللہ عزّ وجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی درخواست پر انہیں اپنے محبوبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نور دکھایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی جلالتِ شان کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں درود شریف کا نذرانہ پیش کیا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی۔" خداوندا ! یہ نورِ پاک میرے سامنے فرما دے تاکہ تیرے نوری فرشتے میری نگاہوں کے سامنے نورِ مصطفےٰ کی زیارت کر سکیں"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں رکھ دیا۔ وہ نورِ پاک حضرت آدم علیہ کی پیشانی میں اس طرح چمکتا تھا جیسے آفتاب و ماہتاب آسمان پر چمکتے ہیں۔ اب فرشتے اس نورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دیدار کی خاطر حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے صف بستہ کھڑے رہتے اور شرفِ لِے پایاں کے تشکر میں خداوندِ قدوس کی حمد و ثنا بیان کرتے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام عرض پرداز ہوئے۔" خدایا! اس نورِ پاک کو ایسی جگہ منتقل فرما جہاں سے میں بھی اس کی زیارت سے مشرف ہو سکوں"۔ حضرت آدم علیہ السلام کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے اس نورِ عظیم کو حضرت آدم علیہ السلام

کی انگشتِ شہادت میں منتقل فرمادیا۔ آپ اس نورِ پاک کی زیارت فرماتے رہتے تھے۔

نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت سے سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام کو مسجودِ ملائکہ بننے کا شرف نصیب ہوا اور وہی نورِ مصطفےٰ ان کی توبہ قبول ہونے کا سبب بھی بنا۔

دلائل النبوت۔ بیہقی۔ طبرانی :-

○ حضرت امیر المومنین سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ جب سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام پر شجرِ ممنوعہ کا پھل کھانے کی وجہ سے عتابِ الٰہی ہوا تو وہ جنّت سے باہر تشریف لے آئے اور تین سو برس متواتر فکرِ توبہ میں روتے رہے۔ اس پریشانی کے عالم میں ایک دن جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا :-

" یَارَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ "۔

" الٰہ العالمین ! میں تجھ سے محمد پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وسیلے سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میری لغزش کو معاف فرمادے "۔

ارشادِ باری ہوا اے آدم ! تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عظمتِ شان کو کیسے پہچانا ؟ تو انہوں نے عرض کیا " اے میرے پروردگار ! جب تو نے مجھ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے قالب میں اپنی روح پھونکی تو میں نے عرشِ بریں کے ستونوں پر نور سے

" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " لکھا ہوا دیکھ کر سمجھ لیا تھا کہ جس ہستی کا پیارا نام تُو نے اپنے اِسمِ مبارک کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ یقیناً تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے۔
ارشاد ہوا " اے آدم! تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ بے شک وہ ساری مخلوق سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ جب تُو نے اِن کے وسیلے سے مغفرت طلب کی تو میں نے تجھ کو بخش دیا وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ۔
اور اے آدم! اگر مجھے اپنے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ نمائی مقصود نہ ہوتی تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا ؎

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اُولیٰ تمہیں تو ہو

○ زرقانی علی المواہب۔ جواہر البحار۔

○ حضرت امام احمد قسطلانی رح شارحِ صحیح بخاری روایت فرماتے ہیں:
کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی درخواست " بحرمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغفرت مانگتا ہوں " کے جواب میں ارشاد فرمایا:
یَا اٰدَمُ لَوْ تَشَفَّعْتَ اِلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ فِیْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَفَّعْنَاکَ
" اے آدم! اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے تمام آسمان اور زمین والوں کی شفاعت کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول فرما لیتے "

اگر نامِ محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

طبرانی، استیعاب، مستدرک، خصائص کبریٰ:

○ — حضرت خریم بن اوس فرماتے ہیں کہ جب حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے بخیر و عافیت واپس تشریف لاتے تو مدینہ منورہ والوں نے شہر سے باہر نکل کر حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاندار خیر مقدم کا شرف حاصل کیا۔ آج اُن کو بے پناہ خوشی حاصل تھی کہ ہمارے آقا و مولیٰ ہدایتوں کے پرچم، سعادتوں کے نشان اور برکتوں کے خزانے لے کر واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اُن کی فرحت و مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی شوقِ نظارہ چٹکیاں لے رہا تھا۔ در و دیوار سے تہنیت کے نغمے اور درُود و سلام کے زمزمے بلند ہو رہے تھے۔ مدینہ پاک کے تمام شہری، بچے، بچیاں، مرد اور عورتیں دلآویز ترنم کے ساتھ، نبیوں کے سردار اور رسولوں کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیر مقدم کے ترانے گا رہی تھیں ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ۔۔۔ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ۔۔۔ مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

چودھویں کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر طلوع ہوا۔ حق سبحانہٗ کی طرف دعوت دینے والے کا شکریہ ادا کرنا ہم پر واجب ہے جب تک دُعا مانگنے والے دُعا مانگیں۔

حبیبِ رسولِ اعظم، رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان نثار دل

سمیت مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوئے تو مجمع میں سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور انہوں نے بارگاہِ رسالت میں بصد ادب احترام عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں جناب کی مدح و ثناء میں چند نعتیہ اشعار پیش کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی توصیف و تعریف کرنا عین عبادت اور ایک مقبول اطاعت تھی اِس لئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہِ نبوّت سے ان دعائیہ کلمات طیبات کے ساتھ اجازت مرحمت فرمائی گئی :-

"قُلْ لَا یَفْضُضِ اللّٰہُ فَاکَ"

"اے چچا جان، کہو جو تم کہنا چاہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو (غلط بیانی اور بیہودہ گوئی) سے سالم رکھے۔"

اجازت پاکر وارفتگی و وابستگی سے سرشار حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے بارگاہِ نبوّت میں ادب و نیاز میں ڈوبا ہوا ایک پُر تاثیر اور بصیرت افروز قصیدہ نذر کیا۔ مسجدِ نبوی کے بام و در سُبحان اللہ اور جزاک اللہ کی آوازوں سے گونج اُٹھے۔ ان وجد آفرین اور ایمان افروز اشعار کا ترجمہ افادۂ عام کے لئے پیش کیا جاتا ہے :-

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ زمین پر تشریف لانے سے پہلے جنّت کے سایوں اور حضرت آدم علیہ السّلام کی پشت میں جلوہ فرما تھے جبکہ

وہ جنت میں تھے اور درختوں کے پتے جوڑ کر وہ اپنا جسم ڈھانکتے تھے"
" پھر آپ نے فرشِ زمین کی طرف نزولِ اجلال فرمایا، اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ مضغۃ اور علق تھے۔
" بلکہ صُلبِ آباء کرام میں بصورتِ مادۂ مائیہ تھے اور وہ مادہ کشتیٔ نوح علیہ السلام میں سوار تھا جس کی برکت سے وہ کشتی طوفان میں سلامتی سے تیر رہی تھی اور نسریت اور اس کے پجاری غرق ہو رہے تھے۔
" اسی جاہ و شوکت سے آپ پاک پشتوں اور پاک رحموں میں یکے بعد دیگرے مختلف طبقات میں منتقل ہوتے رہے۔
" یہاں تک کہ آپ نے آتش کدۂ نمرود میں ورود فرمایا۔ چونکہ آپ کا نورِ پاک حضرت خلیل علیہ السلام کی پشت مبارک میں پوشیدہ تھا تو وہ نارِ نمرود میں کیسے جل سکتے تھے؟"

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان افروز قصیدے کے آخری دو روح پرور شعروں سے اُن کے اپنے الفاظ میں آپ بھی لطف اندوز ہوں۔ جنہیں میرے آقا و مولا!

محمد قبلۂ جاں، روحِ ایماں
محمد آفتابِ نور افشاں

نے شرفِ قبولیت کے کانوں سے سُنا اور پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا ؐ

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْ ‌ ‌ اَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقٗ
فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي ‌ ‌ النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کی ولادت (باسعادت) ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تمام زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور (عظیم) سے تمام آسمانی فضائیں پُر نور ہوگئیں۔ سو ہم اُسی ضیا اور اُسی نور (اعظم) میں رُشد و ہدایت کے راستوں پر گامزن ہیں۔"

اِس حدیث تقریری سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ جنت کی فضاؤں میں، کشتیٔ نوحؑ میں اور نارِ خلیلؑ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ گر ہونا وجودِ بشریت سے مدتوں پہلے تھا اور یہ تمام انوار و برکات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکرِ نوری کی تمام جلوہ افروزیاں تھیں۔

٥ مواہب اللدنیہ۔ انوارِ محمدیہ:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ نُوْرَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى اَنْوَارِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَغَشِيَهُمْ مِنْهُ مَا اَنْطَقَهُمُ اللّٰهُ بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَبَّنَا مَنْ غَشِيَنَا نُوْرُهٗ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا نُوْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنْ اٰمَنْتُمْ بِهٖ جَعَلْتُكُمْ اَنْبِيَاءَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِهٖ وَ بِنُبُوَّتِهٖ۔

حضرت امام احمد قسطلانیؒ شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں نقل کرتے ہیں کہ:۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب یکتا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

نورِ پاک پیدا کیا تو حکم فرمایا کہ اے حبیب مکرم! ذرا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے انوار کو ملاحظہ کریں۔ جب حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے انوار کی طرف نگاہِ کرم فرمائی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ پاک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار پر غالب آگیا ؎

وہ آئے بزم میں اتنا تو ہم نے دیکھا میرؔ
اور اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

حیران و پریشان ہو کر حضرات انبیاء کرام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ الٰہی! یہ کس پُر جلال باکمال ہستی کا نورِ عظیم ہے جس کے نورِ اعظم میں ہمارے تمام انوار گم ہو گئے ہیں؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: ھٰذا نُوْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ!
یہ نورِ معظم محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہے۔ اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو تم سب کو بھی نبوت و رسالت سے سرفراز کروں گا۔ سب انبیاءِ کرام نے عرض کیا۔ الٰہ العالمین! ہم صدقِ دل سے ان کی نبوت اور قیادت کو تسلیم کرتے ہیں۔ جب پیغمبروں کی روحوں نے اپنے قول و قرار کے مطابق حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و قیادت کو تسلیم کر لیا تو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان سے اُن مقدس روحوں کو وہ قابلیت اور مقبولیت حاصل ہو گئی کہ عالمِ ناسوت میں اُن کو منصبِ نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔

چنانچہ خدائے بزرگ و برتر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اس پختہ عہد و پیمان کو اپنے الہامی الفاظ میں یوں بیان فرماتا ہے:۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (آل عمران)

"یعنی (وہ وقت یاد کرو) جب ازل میں اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے پختہ وعدہ لیا تھا کہ آج میں کتاب اور حکمت و دانش (کی قسم) میں سے جو کچھ تمہیں عطا کروں پھر کل وہ رسول (اعظم) تمہارے پاس تشریف لائے جو تمہاری اُن کتابوں کی تصدیق فرمائے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہیں تو تم ضرور ضرور اُس (رسول) پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرے عہد کی بھاری ذمہ داری قبول کرتے ہو؟۔ سب انبیاءِ کرام علیہم السلام نے عرض کی۔ ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تم سب ایک دوسرے پر گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ اس عہد کی تاکید اور اہتمام کے لئے مزید ارشاد فرمایا اس کے بعد جو کوئی اپنے عہد سے روگردانی کرے گا تو وہی لوگ ہیں نافرمان"

○ حافظ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اس "آیت میثاق" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ازل میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اسی نمونہ کا عہد لیا گیا تھا جیسا کہ اُمتوں سے نبیوں کیلئے یا رعایا سے حکمرانوں کے لئے طاعت و نصرت کا عہد لیا جاتا ہے۔ کوئی نبی یا رسول بھی ایسا نہیں گزرا جس سے اللہ تعالیٰ نے حضور ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تائید و نصرت اور آپ پر ایمان لانے کا پختہ عہد نہ لیا ہو۔ اس بیان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی "بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً" کا صحیح مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ میری نبوّت و رسالت ازل سے ابد تک تمام انسانوں کے لئے ہے۔ چنانچہ عالم کی تاریخ میں یہ اجتماع تین عظیم بالشان مقامات پر ثابت ہوتا ہے اور تینوں مقامات پر حضور کا یہ منصبِ عالی ظاہر ہوا۔ پہلی بار حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اجتماع شبِ معراج میں ہوا۔ جبکہ مسجدِ اقصیٰ میں نماز کے لئے امام کی تلاش ہو رہی تھی۔ اُس وقت تمام حضرات انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جمِ غفیر میں امامت کی مستحق صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہی قرار پائی۔ گویا اُمّت میں امامت کا جو حق نبی اور رسول کا ہوتا ہے وہی منصبِ عالی انبیائے کرام کی مقدس جماعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرار پایا۔ دوسرا عظیم اجتماع بزمِ حشر میں ہوگا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم لِوَاءُ الْحَمْد کا جھنڈا دستِ اقدس میں لیکر مقامِ محمود پہ جلوہ فرما ہونگے تو سب انبیاء و رسل علیہم السلام آپ ہی کے جھنڈے کے نیچے ہونگے۔ جیسا کہ ہر اُمّت اپنے اپنے پیغمبر کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ تیسرا مقام شفاعتِ کبریٰ کا مرحلہ ہے۔ وہاں بھی سب کے خطیب، سب کے شفیع اور سب کے امام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفیع الشان ذاتِ مبارک ہوگی

بالفاظِ دیگر ان تینوں مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی سیادتِ عظمیٰ امامتِ کبریٰ اور نبوّتِ عامہ کی عملی تصدیق تھی۔

مواہب لدنیہ۔ جواہر البحار

○ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا مِنْ آدَمَ فَمَنْ بَعْدَهٗ اِلَّا اَخَذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ فِيْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بُعِثَ وَهُوَ حَيٌّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ وَلَيَنْصُرَنَّهٗ وَيَاْخُذُهٗ بِذٰلِكَ الْعَهْدَ عَلٰى قَوْمِهٖ۔

عالم ارواح میں خالق ارض و سماء نے ہر ایک نبی سے یہ پختہ وعدہ لیا تھا کہ اگر اس کی موجودگی میں سرور عالم حضرت محمد پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں تو وہ نبی خود بھی حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پھر دل و جان سے ایمان لاکر آپ کی اُمت میں شمولیت کا شرف حاصل کرے۔ اور ہر طرح حضور علیہ وسلم کے دین مبین کی دست و زبان سے تائید و نصرت کرے۔ اور ہر نبی اپنی اپنی اُمت کو بھی یہی ہدایت کر جائے۔

○ صاحب روح المعانی تحریر فرماتے ہیں کہ اسی لئے عارفین نے فرمایا ہے کہ نبی مطلق رسول حقیقی اور مستقل شریعت کے لانے والے صرف حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جملہ دیگر انبیاء کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع ہیں۔ اسی عہد و پیمان کے سبب سے جملہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی اُمتوں کو عالم غیب میں سب سے پہلے اور عالم شہادت میں سب انبیاء کرام کے بعد جلوہ افروز ہونے والے مخزن الکمالات مطلع الانوار خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کی تشریف آوری کی بشارت اور ان کے اتباع و اطاعت کی

ہدایت و تاکید فرماتے رہے۔

○ — قرآن و حدیث کے ان واضح ارشادات سے معلوم ہوا کہ پیدا دیگر عالم کے ہر پیغمبر سے یہی عہد لیا جاتا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہر پیغمبر اپنی اُمت کو حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کے اتباع و امداد کی ہدایت و تاکید کرتا رہا ہے۔ لیکن قرآن کی کسی آیت اور ارشادات نبوت کے کسی فرمان میں اس امر کا اشارہ تک نہیں پایا جاتا کہ خود حضور خاتم الانبیاء خیر الورا محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسا کوئی عہد لیا گیا ہو، یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اپنے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی خبر دے کر اس پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی ہو۔ چنانچہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ "مجھ پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے ہیں اور اب میرے بعد نہ کوئی رسول اور نہ کوئی نبی آئے گا۔ وَلَوْ كَانَ مُوْسٰی حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ۔ اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو اُن کو بھی میرے اتباع کے بغیر چارہ کار نہ تھا۔ (رواہ احمد و البیہقی)

اور ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قیامت کے قریب ایک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے تو وہ بھی میری کتاب (قرآن کریم) اور میری سنت کے مطابق ہی فیصلے کریں گے۔

پس عالمِ شہادت میں حضورِ سیدالاولین والآخرین حضرت محمد پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری نے تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتوں اور ان کی کتابوں کی تصدیق فرما دی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ (صافات)

"بلکہ وہ تو دینِ حق لے کر آئے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں سارے رسولوں کی۔"

○ حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

وصلی اللہ علی نورٍ کزو شد نورہا پیدا
زمیں در حبِّ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا

محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود
ازو شد بود ہر موجود ازو شد دیدہا بینا

اگر نامِ محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوحؑ از غرق نجینا

نہ ایوبؑ از بلا راحت، نہ یوسفؑ حشمت و جاہ
نہ عیسیٰؑ آں مسیحا دم، نہ موسیٰؑ آں یدِ بیضا

ز لوحِ سینہ اش جامی اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ برخواں!
ز معراجش چہ می خوانی کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی

وفاء الوفاء فی فضائل المصطفٰے۔ انوارِ محمدیہ۔ جواہر البحار

○ــ جس طرح حضور نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور معظم عرش و کرسی، لوح و قلم، آفتاب و ماہتاب اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انوار کا منبع تھا اسی طرح جسمِ اقدس و اطہر کا مادہ بھی سب اشیاء سے لطیف تر ین تھا چنانچہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

○ــ کہ "جب اللہ جل شانہٗ نے حضور رسولِ اعظم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ مطہرہ کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرمایا تو جبریل امین کو زمین سے ایسی نفیس ترین مٹی لانے کا حکم فرمایا جو زمین کا دل اس کی تروتازگی اور زینت ہو۔ حسب الحکم جبریل امین تمام ملائکہ مقربین کے ساتھ زمین پر تشریف لائے اور حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کی جگہ سے نہایت سفید چمکتی دمکتی مٹی کی ایک مشت اٹھا لائے، اور پھر اس خاکِ پاک کو چشمۂ تسنیم کے جلیل القدر پانی سے گوندھا گیا۔ جس سے وہ سفید موتی کی مانند نہایت چمکدار بن گئی۔ پھر اس نورانی مادہ کو فرشتے عرش و کرسی آسمانوں زمینوں پہاڑوں اور دریاؤں میں برسوں پھراتے رہے۔ یہاں تک کہ فرشتوں سمیت تمام مخلوق نے حبیبِ کبریا محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بلند و بالا روحِ انور اور آپ کے عظیم الشان مادہ اطہر کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔

مدارج النبوۃ۔ مطالع المسرات۔ انوارِ محمدیہ :-

○ —— حضرت سلمانِ فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں :-
حضرت جبریلِ امین علیہ السلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا :-

اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ لَكَ اِنْ كُنْتُ اتَّخَذْتُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَقَدِ اتَّخَذْتُكَ حَبِيْبًا۔

" یارسول اللہ! آپ کا ربّ ارشاد فرماتا ہے کہ اگرچہ میں نے حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیل بنایا۔ مگر تمہیں میں نے اپنا حبیب بنایا۔ اور میں نے کسی مخلوق کو تم سے زیادہ مکرّم و معظّم نہیں بنایا۔ اور میں نے کائنات کو اِس لئے پیدا کیا ہے کہ اُن کو معلوم ہو جائے کہ تمہاری میرے نزدیک کیا قدر و منزلت ہے اور تمہاری شانِ محبوبیّت کا کیا مقام ہے۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔"

معلوم ہوا کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے لئے پیدا فرمائی ہے۔ یہ رنگا رنگ فلک، یہ چمکتا ہوا آفتاب، یہ دمکتا ہوا ماہتاب یہ مسکراتے ہوئے ستارے، یہ گرجتا ہوا بادل، یہ سرسبز و شاداب زمین، یہ نغمہ ریز مرغانِ سحر، یہ فلک بوس پہاڑ، یہ نوری فرشتے، یہ رعنا حوریں یہ نشاط انگیز آبشار، یہ عمیق سمندر، یہ تند و تیز ہوائیں، یہ خوبصورت پھول، یہ لطیف پنکھڑیاں، یہ ناری جنّ، یہ باکمال انسان غرضیکہ یہ دونوں جہانوں کی رونقیں اور بہاریں صرف اور صرف حضور نبی اکرم

نورِ مجسّم، باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے اور آپ کے واسطے سے پیدا فرمائی گئیں ؎

ہے انہی کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا، گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

مجدّدِ دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کے ایمان افروز اشعار سے اپنے ایمان کو تازگی بخشئے ؎

زمین و زماں تمہارے لئے، مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

فرشتے خدم، رسولِ حشم، تمامِ امم، غلامِ کرم
وجود و عدم، حدوث و قِدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

کلیم و نجی، مسیح و صفی، خلیل و رضی، رسول و نبی
عتیق و وصی، غنی و علی، ثنا کی زباں تمہارے لئے

اصالتِ کُل، امامتِ کُل، سیادتِ کُل، امارتِ کُل
حکومتِ کُل، ولایتِ کُل، خدا کے یہاں تمہارے لئے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک، سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لئے

وہ کنزِ نہاں یہ نورِ فشاں، وہ کُن سے عیاں، یہ بزمِ فکاں

یہ ہر تن و جاں، یہ باغ جناں، یہ سارا سماں تمہارے لئے

ظہور نہاں، قیام جہاں، رکوع مہاں، سجود شہاں
نیازیں یہاں، نمازیں وہاں یہ کس لئے ہاں تمہارے لئے

یہ شمس و قمر، یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر، یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر، یہ تاج و کمر، یہ حکم رواں تمہارے لئے

نہ روح امیں، نہ عرش بریں، نہ لوح جبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

○ — جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ کو پیدا کیا تو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اُن کی پُشت مبارک میں بطورِ امانت رکھا۔ اُس نُور کے انوار اُن کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان میں اور ماہتاب اندھیری رات میں چمکتا ہے۔ اور اُن سے عہد لیا گیا کہ یہ نُورِ انور ہمیشہ پاک پُشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ پھر جب وہ نُورِ پاک حضرت حوّا علیہا السلام کے رحمِ پاک میں منتقل ہوا تو وہ انوار جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے وہ حضرت حوّا علیہا السلام کی پیشانی میں جگمگانے لگے۔

○ — پھر جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نُورِ محمدی اُن کو تفویض ہُوا۔

وَوَضَعَتْ شِیْثًا وَحْدَہٗ کَرَامَۃً لِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)

" یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عجیب معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام تنہا پیدا ہوئے حالانکہ آپ سے پہلے حضرت حوا علیہا السلام کے بطن سے دو بچے پیدا ہوا کرتے تھے "

حضرت شیث علیہ السلام تمام اولادِ آدم سے زیادہ خوبصورت اور اخلاقِ عالیہ کے مالک تھے۔ آپ ہی حضرت آدم علیہ السلام کے جانشین اور خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور آپ ہی کے تعاون اور اعانت سے حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے جانشین حضرت شیث علیہ السلام کو یہ وصیت فرمائی :-

" اے میرے فرزندِ عزیز! تو میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ احکامِ الٰہیہ کی تبلیغ اور طریقِ حق پر قائم رہنا، تقویٰ اور پرہیزگاری کا دامن کسی حال میں نہ چھوڑنا۔ یہ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تیری پیشانی میں ضو فشاں ہے اس کو ارحامِ طیبہ میں ہی منتقل کرنا، اور خدائے کریم کی حمد و ثنا کے ساتھ ساتھ جنابِ رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی تعریف و توصیف میں ہمیشہ رطب اللسان رہنا۔ میں نے اُن کا نامِ نامی اور اسمِ گرامی اُس وقت ساقِ عرش پر نور سے لکھا ہوا دیکھا جبکہ میں رُوح اور مٹی کی درمیانی منزلیں طے کر رہا تھا۔ میں نے جنت کی کھڑکیوں اور دروازوں پر، حوروں کے سینوں اور فرشتوں کی

پیشانیوں پر، طوبیٰ کی شاخوں اور سدرہ کے پتوں پر محمد پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اقدس لکھا ہوا دیکھا ہے۔ پھر جب میں نے آسمانوں کا طواف کیا تو میں نے آسمانوں کی کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک تحریر نہ ہوا ہو۔"

○ اسی طرح حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس دعبیّت پہ عمل ہوتا رہا اور نورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصلاب طیبہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل ہوتا ہوا نقدس مآب جناب سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک میں منتقل ہوا۔ اسی نورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام آبائے عظام اور اُمہات کرام کو کفر و شرک اور زنا کی آلودگیوں سے ہمیشہ پاک و صاف رکھا۔ ہر دور، ہر مقام اور ہر فضا میں آپ کی نسب شریف ہر طرح کی روحانی اور جسمانی نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک و طیب رہی۔

ابو نعیم - مواہب اللدنیہ - خصائص کبریٰ۔

○ ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:-

کہ حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:-

"میرا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل پڑھتا تھا اور فرشتے بھی میری تسبیح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو میرا نور اُن کی پشت میں رکھ کر زمین پر اُتارا۔ پھر مجھے پشتِ نوح علیہ السلام اور پشتِ ابراہیم علیہ السلام میں رکھا۔ ثُمَّ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یُنْقِلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الْکَرِیْمَۃِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ اَخْرَجْنِیْ مِنْ اَبَوَیَّ لَمْ یَلْتَقِیَا عَلٰی سِفَاحٍ قَطُّ۔

"پھر اللہ تعالیٰ مجھ کو اصلابِ طیبہ سے ارحامِ طاہرہ کی طرف مصفّٰی مہذّب کر کے منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے میرے والدین (کریمین) سے پیدا کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین (کریمین) تک میرے بزرگوں میں سے کبھی کوئی مرد و عورت بدکاری کی آلودگی سے ملوّث نہیں ہوا۔ میرے نسبِ مطہر میں جاہلیت کے میل اور کدورت کی کبھی آمیزش نہیں ہوئی۔

○—اسی نورِ پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو عالمگیر طوفان سے نجات دی اور اسی نوری پیکر کے طفیل شیخ الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آتشکدۂ نمرود کو گلزار بنا دیا گیا۔

صحیح مسلم - ترمذی :-

○ — حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدِ عالم نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندانی شرف و کرامت کے متعلق یوں ارشاد گرامی فرمایا :-

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ إِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ -

" اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو برگزیدہ کیا اور بنی کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا ، اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا ، اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو افضل و اعلیٰ بنایا ۔"

ترمذی - مشکوٰۃ :-

○ — رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممبر پہ جلوہ فرما ہیں اور یہ ارشاد فرما رہے ہیں :-

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ	اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق (انسانوں) میں سے پیدا کیا ۔ پھر انسانوں کے دو گروہ (عرب و عجم) بنائے اور مجھے

فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتًا فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَّ خَیْرُھُمْ بَیْتًا۔	بہتر گروہ (عرب) میں سے کیا۔ پھر عرب کے چند قبیلے بنائے تو مجھے بہترین (قبیلہ) قریش میں سے کیا۔ پھر قریش کے چند خاندان بنائے تو مجھے سب سے اچھے خاندان بنی ہاشم میں سے کیا۔ پھر گھروں کو چُنا تو مجھے ان کے سب سے اچھے گھر میں رکھا۔ پس میں رُوحانی اور ذاتی طور پر بھی سب سے افضل اور اشرف ہوں۔ اور خاندان و نسب کے لحاظ سے بھی سب سے احسن و اطیب ہوں۔

مواہب اللدنیہ۔ خصائص کبریٰ :۔

○ سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آیت کریمہ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ کو فا کی زبر سے تلاوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا۔

اَنَا اَنْفَسُکُمْ نَسَبًا وَّ صِھْرًا وَّ حَسَبًا لَیْسَ فِیْ آبَائِیْ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ سِفَاحٌ کُلُّنَا نِکَاحٌ۔

"میں حسب و نسب میں اور سسرال میں تم سب سے نفیس ترین ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے آباؤ اجداد تک کوئی ذانی نہیں ہوا سب نے نکاح کیا۔" (یعنی زمانہ جاہلیت میں جو سلسلہ احتیاطی ہوا

کرتی تھی میرے سب بزرگ ایسے بُرے کاموں سے ہمیشہ منزّہ اور پاک رہے)
ابونعیم۔ زرقانی۔ انوار محمّدیہ :۔

○ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ العُلیا رضی اللہ عنہا حضور سیّد المرسلین خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ رُوح پرور ایمان افروز ارشاد پاک بیان فرماتی ہیں :۔

قَالَ جِبْرِیْلُ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا فَلَمْ اَرٰی رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَلَمْ اَرٰی بَنِیْ اَبٍ اَفْضَلُ مِنْ بَنِیْ ھَاشِم ۔

جبرئیلؑ امین نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے تمام مشارق و مغارب میں اچھی طرح گھوم کر بنظرِ غائر دیکھا ہے مگر کوئی شخص حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے افضل واکرم نظر نہیں آیا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے اشرف و اعلیٰ دیکھنے میں آیا ہے۔

سہ
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

عرضِ نیاز

تجھ سے ہے اے شہِ عرب! رونقِ بزمِ کائنات
تیرا وجود پاک ہے باعثِ گرمیٔ حیات

حسن ترا چمن چمن، نور ترا جہاں جہاں
فرش سے لے کے عرش تک سلسلۂ تجلیات

لطف ہے تیرا بیکراں فیض ہے تیرا جاوداں
صبح ازل سے تا ابد عام تری نوازشات

کون و مکاں کے تاجدار! تیرا غلام ہے کرم
اپنے غلاموں کی طرف ایک نگاہِ التفات

تجلّیاتِ نبوّت

خرد دیکھے اگر دل کی نگاہ سے
جہاں روشن ہے نُورِ مُصطفےٰ سے

○ ہر فردِ انسانی جس کو قدرت کی طرف سے کچھ بھی فہم و شعور کا حصّہ ملا ہے اِس حقیقت کو بغیر کسی حیل و حجّت کے تسلیم کرلے گا کہ بعض چیدہ چیدہ اشخاص اور ممتاز افرادِ انسانی کے صحیفۂ زندگی میں ابتدا ہی سے کچھ ایسے آثار و علامات پائی جاتی ہیں جو ان حضرات کے بہترین اور روشن مستقبل کو آشکارا کرتی رہتی ہیں۔ جب یہ ان عام اشخاص کی حالت ہے جنہوں نے ہماری ظاہری اور جسمانی بیماریوں کے لئے نسخے ترتیب دیئے۔ بازاروں، عام گزرگاہوں اور ملکوں میں سکون و امن قائم کیا۔ ہمارے سفر کی سہولت کے لئے ستاروں کی چالیں بیان کیں۔ اور جنہوں نے اپنی شمشیرِ خارا شگاف سے دشمنوں کی صفیں کاٹ دیں تو اس حیثیت اور نوعیت سے ان مافوق العقل، برتر اور اعلیٰ ہستیوں کے حقائق و واقعات سے کس طرح تردّد و شبہ ہو سکتا ہے جنہوں نے ہماری رُوحانی اور اندرونی دُنیا کو آباد کیا۔ ہماری اندرونی چالیں درست کیں۔ ہماری اندرونی بیماریوں کے لئے نسخے

مرتب کیے۔ مملکتِ رُوح کا نظم و نسق کیا۔ امیر و فقیر، شاہ و گدا، خالق و مخلوق کے حقوق بیان کئے اور تدبیر منزل اور سیاست مُدن کی تعلیم دی۔
چنانچہ سیّد الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت باسعادت کے دل افروز لمحات میں اس قسم کے سینکڑوں واقعات وقوع پذیر ہوئے میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون میں تاریخی نقطۂ نظر سے بعض واقعات کو قلم بند کروں کہ کس طرح جوگیوں اور راہبوں، کاہنوں اور درویشوں نے حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیشانی پُرانوار کو دیکھ کر آپ کی قدر و منزلت کو سمجھا اور بعض خاص خاص نفوسِ قدسیہ کو ولادت شریف سے پہلے آپ کی عظمت و جلالت کی جھلک خواب میں یا عالمِ بیداری میں کس طرح نظر آئی۔ میرے نزدیک وہ تمام واقعات اور آثار جن کا ظہور ولادت سے پہلے زمانۂ حمل یا رضاعت اور طفولیت میں بعض نفوسِ قدسیہ کو ہوا، تاریخی حیثیت سے ضرور قابلِ تسلیم ہے۔ اگر روایتیں نہ ہوتیں تو بھی عقلِ سلیم تسلیم کرتی کہ دنیا کے سب سے بڑے رسولِ اعظم سب سے بڑے ریفارمر اور مصلحِ اکبر کو بہتوں نے دیکھ لیا ہوگا اور سینکڑوں اشخاص پر اس کی ظاہر ہونے والی تجلّی پرتو فگن ہوئی ہوگی۔ لیکن جب عقل و درایت کی تائید و تصدیق، نقل و روایت سے ہو رہی ہے تو پھر انکار کرنے کے کوئی معنی نہیں۔

ممکن ہے کہ محدثانہ نقد و نظر جس کی شرائط از سخت ہیں ان کے لحاظ سے ان میں کچھ کمزوری اور نقاہت ہو لیکن تاریخی روایات کی جانچ کا جو معیار ہے

اس حیثیت سے ان میں کسی قسم کا نقص اور ضعف نہیں بلکہ مؤرخانہ حیثیت سے ان کا ثبوت نہایت مضبوط اور مستحکم ہے۔ میں نہیں کہتا کہ ہر واقعہ خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا اس کو ضرور تسلیم کیا جائے اور محدثین نے تنقید روایات کے جو اصول مقرر کئے ہیں ان کو نظر انداز کر دیا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ حدیث اور تاریخ میں فرق کرنا نہایت ضروری ہے ورنہ اس سے بڑھ کر دیانت اور عقل کی ناانصافی اور کیا ہوگی کہ سید کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی میں محدثین کی کڑی اور سخت ترین تنقید سے کام لیا جائے، اور دوسری تاریخوں اور سوانح حیات میں ان اصول کو یکسر بھلا دیا جائے۔ حدیث مبارک سے عقائد اور احکام مستنبط ہوتے ہیں اور ان کے لئے شدید احتیاط کی ضرورت ہے لیکن تاریخ سے صرف واقعات معلوم ہوتے ہیں۔ پھر جس معیار پر تاریخی روایتیں جانچی جاتی ہیں، انہیں پر ولادت باسعادت حضور امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایتوں کو بھی جانچ لینا چاہیئے۔ بعض حضرات کو بڑا مغالطہ ہوا اور انہوں نے اپنی مجتہدانہ ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتہا درجہ کی تنگ نظری کا ثبوت دیا کہ حضرات محدثین کی سخت اور کڑی تنقید کا حربہ تاریخی روایتوں پر بھی چلا دیا۔ اور ہر واقعہ کو اسی تنقیدی عینک سے دیکھا۔ حالانکہ اگر ایسا کیا جائے تو صرف قدیم قوموں کی تاریخیں نہیں بلکہ زمانہ حال کی بھی جو تاریخی روایتیں جمع کی جاتی ہیں اُن کا تمام دفتر بے پایاں رائیگاں اور برباد ہو جائے گا۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر زمانۂ حال تک کسی

قوم کی تاریخ اس طرح مرتب اور مدون ہوئی ہے کہ اس کے ہر واقعہ کی سند شاہدِ عینی تک پہنچتی ہو۔ پھر سلسلہ کا ہر ایک راوی صادق، ثقہ، قوی حافظہ، بے ریا۔ غرض ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں سے بلند ہو اور حفظِ روایت کے لئے جتنی فطری قوتیں اس کے پاس ہوں وہ سب اعلیٰ پیمانہ پہ ہوں۔ اس کے حافظۂ بیان اور فہم و شعور میں کسی طرح کا نقص نہ ہو اور جھوٹ کا وہم و گمان بھی اس کی طرف منسوب نہ کیا جاسکے۔

○—اللہ اکبر! کتنی کڑی اور سخت شرائط ہیں۔ اگر ان اصول کو مدِنظر رکھا جائے تو پھر یونان، روما، ایران، ہندوستان، عرب، اندلس، امریکہ، انگلستان اور چین و جاپان کی تاریخیں تو بہت قدیم ہیں جنگِ عظیم کی تاریخ کا ایک ادنیٰ واقعہ بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ صدیاں نہیں گذریں۔ جنگِ عظیم کل کی بات ہے۔ اگر سادات محدثین کو اعتقادی اور احکامی حدیثوں میں ایسی عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی یقیناً اور قطعاً ہوئی ہے تو لاریب یہ بھی ختمِ نبوت علیٰ صاحبہا التحیۃ والثنا کا ایسی ہی عظیم الشان اور اہم معجزہ ہے۔ جیسا قرآن مجید کا ہزار فتنوں اور پُرشور مصائب سے بچ کر صحیح و سالم اور بے کم و کاست نکل آتا اور غایت استحکام کے ساتھ باقی رہنا۔ الحمدللہ احسانہ

○—بہرصورت اگر واقعات کی تجلی کسی نہ کسی رنگ میں اس کے وقوع سے پہلے ہو جائے اور کبھی کبھی اس کی تجلی کا عکس بعض بعض خاص طبائع پر بحالتِ بیداری یا خواب پڑ جائے تو اس میں کوئی بھی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی تائید قرآن و حدیث و سیر اور بعض نفوس قدسیہ کے ذاتی تجربہ سے ہو رہی ہے۔

اور نہ صرف نفوسِ قدسیہ کے تجربہ سے بلکہ ہر شخص اگر اپنے صحیفۂ حیات کا مطالعہ کرے تو اس کو ایک آدھ ایسا حیرت افزا واقعہ ضرور نظر آجائے گا۔

○ میں حیرت و استعجاب سے ان لوگوں کا منہ دیکھتا ہوں جو ان بدیہی حقائق کے ہوتے اس علمی اور سائنسی دور میں ولادت نبوی کے ایمان افروز اور حیرت انگیز غیبی واقعات و انکشافات سننے سے کیوں گھبراتے ہیں۔ تعجب ہے کہ مصر کے خوفناک قحط کو ایک غیر مسلم بادشاہ اس کے وقوع سے پہلے دیکھ سکتا ہے۔ ایک مجرم قیدی جیل خانہ کی بند کوٹھری میں بحالتِ خواب اپنے سولی پا جانے کا تماشا دیکھ سکتا ہے حالانکہ نظامِ تکوینی میں نہ مصر کے قحط کو چنداں دخل ہے اور نہ ہی ایک معمولی قیدی کا سولی پا جانا۔ ان تمام کی حقیقت عالمِ کون و مکاں کے بحرِ مواج میں ایک بلبلے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ مگر ان معمولی واقعات کو وقوع سے پہلے دیکھا گیا، اور قرآن حکیم جیسی الہامی کتاب ان واقعات کے ایک ایک لفظ کی تائید و شہادت پیش کر رہی ہے۔ طورِ سینا کے پُرجلال پیغمبر نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دو ہزار سال پیشتر دس ہزار قدسیوں کے ساتھ ایک آتشیں شریعت ہاتھ میں لئے ہوئے اُمّ القریٰ (مکہ) میں داخل ہوتے دیکھا۔ بیشک یہ واقعہ شریعتِ موسوی کے دو ہزار برس بعد وقوع پذیر ہوا کہ خدا کا پُرجلال رسول مکرّم اپنے دس ہزار جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں کہ مکّہ مکرمہ کے مبارک شہر میں داخل ہوا۔ لیکن اس واقعہ کی وہ ایک علمی تجلی تھی جس کا عکس دو ہزار سال پیشتر قلبِ موسوی پر آپ کی

کرشمہ سازی کر چکا تھا۔

پھر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف فاران کے بزرگ پیغمبر علیہ التحیۃ والثناء ہی کو نہیں دیکھا بلکہ اُن کے طفیل ان کو بھی دیکھا جنہوں نے صرف اس پیکرِ قدسی کو دیکھ کر ملائکہ کا رُتبہ حاصل کیا اور حضرت کلیم اللہ نے اُن کی قدوسیت کی شہادت کا خوشگوار فریضہ ادا کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس ایک واقعہ پر ہی کیا موقوف ہے۔ حضرات انبیاء عظام کے صاف و شفاف دلوں اور پاک رُوحوں میں ایسا کون تھا جس نے عالمِ تکوین کی اس سب سے بڑی موج کی لاہوتی جنبش کو نہیں دیکھا۔ بنی اسرائیل کے تخت و تاج والے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے داہنے ہاتھ کے محیّر العقول اور ہیبت ناک کام شق القمر اور مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ کا رُوح پرور جلوہ صدیوں پہلے دیکھا اور اُس محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر اور شہر کی تمنا میں بے چین ہو کر اپنی بےبسری سے یہ پُرسوز نالے بلند کرتا رہا۔

"مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر اور شہر میں بستے ہیں۔ وہ سدا تیری حمد و ثنا بیان کریں گے۔"

اور پھر شان و شوکت والے ہفت اقلیم کے شہنشاہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رفیع الشان شاہی تخت پر اس کی عظمت و جلالت کے سامنے سر بھی جھکایا تھا اور اس کا اسم گرامی اعلانیہ لے کر اپنے دل کی لگی اور عقیدت کا اظہار بھی کیا تھا۔ اور حبیب اللہ تعالیٰ کا محبوب

اور ذی شان پیغمبر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آرہا تھا تو حبقوق نبی علیہ السلام نے اس کا جاہ و جلال اور تزک و احتشام دیکھ صدیوں پہلے ان لفظوں میں اپنی خوشی و مسرت کے جذبات کو بیان کیا :-

" اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہِ فاران سے آیا۔ اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا زمین احمد کی حمد سے بھر گئی "۔

نیز یورپ کے یسوع مسیح اور مسلمانوں کے عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نے اس کو مسیحائی اور حق و صداقت کی تبلیغ فرماتے ہوئے پانچ سَو اکہتر برس قبل مشاہدہ کیا تھا۔ ان نفوسِ قدسیہ نے باعثِ تکوینِ عالم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیشانی پُر انوار کی چمک و دمک کو اس وقت دیکھا جب کہ اس عالمِ رنگ و بُو سے بہت دُور جلوہ فگن تھی۔ لیکن جُوں جُوں یہ نُورانی کرن غیب کی پنہائیوں کو چاک کرتی ہوئی نقاب پر نقاب اُلٹتی ہوئی خواجہ عبدالمطلبؓ و خواجہ عبداللہؓ و سیّدہ آمنہؓ تک پہنچی تو ہمیں بتلاؤ کہ اس وقت کیا کیا ہونا چاہیئے تھا ؟

محمد حبیبِ خُدا ان کے آئے	عیسیٰ انبیاء مقتدا ان کے آئے
کہیں یکبہ قد الضحیٰ بن کے آئے	کہیں "لِی مَعَ اللہ" کی محفل سجائی

ہے منشور ان کی محبت ہی ایمان
جو محبوبِ ربُّ العُلیٰ بن کے آئے

نورِ مصطفیٰ کی جلوہ فرمائیاں آبائے عظام کی مبارک پشتوں میں

حضرت خواجہ ہاشم

○ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نورِ پاک درجہ بدرجہ مقدس پشتوں اور مبارک رحموں کو نوازتا ہوا حضرت خواجہ ہاشم کی پُشت مبارک میں جلوہ افروز ہوا آپ اپنے والدِ ماجد کے جانشین اور قریش کے سردار مقرر ہوئے اور انہوں نے اپنے فرائض نہایت حُسن و خوبی سے انجام دیئے۔ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے حضرت ہاشم اپنے شہر اور اپنے خاندان میں نہایت مکرّم و معظّم سمجھے جاتے تھے۔ اور اسی نورِ پاک کی یہ غیر معمولی برکت تھی کہ ہر چیز آپ کو سجدہ کرتی تھی۔

زرقانی علی المواہب :-

○ حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

وَكَانَ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ يَتَوَقَّدُ	حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پردادا جان حضرت ہاشم کی پیشانی

شُعَاعُهٗ وَيَتَلَأْلَأُ ضِيَاؤُهٗ وَلَا يَرَاهُ حَبْرٌ إِلَّا قَبَّلَ يَدَهٗ وَلَا يَمُرُّ بِشَيْءٍ إِلَّا سَجَدَ اِلَيْهِ	اور اس میں نور محمدی فروزاں تھا اور اُس کی تیز شعاعیں فضا کو منور کر دیتی تھیں اور جو کوئی یہودی عالم آپ کو دیکھتا تو وہ آپ کے ہاتھوں کو بوسہ

دیتا تھا اور جس چیز کے پاس سے گزرتے تھے وہ آپ کو سجدہ کرتی تھی۔"

ان غیر معمولی انوار و برکات کو دیکھتے ہوئے عرب کے سرداروں اور اہل کتاب کے عالموں نے کئی بار اپنی لڑکیاں پیش کیں کہ آپ ان سے نکاح کریں۔ مگر آپ نے سب کی درخواستیں رد کر دیں۔ علامہ زرقانیؒ مزید لکھتے ہیں کہ ہرقل شاہ روم نے جب آپ کے غیر معمولی حسن و جمال اور آپ کے اعلیٰ اخلاقِ حمیدہ کا شہرہ سُنا تو اُس نے آپکو پیغام بھیجا "اگر آپ یہاں تشریف لے آئیں تو میں اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دوں گا۔" جو دنیا کی خوبصورت عورتوں سے بڑھ کر حسین و جمیل ہے۔"

درحقیقت شاہ ہرقل کا مقصد یہ تھا کہ اس رشتے سے میری لڑکی نورِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حاصل کرنے کا عظیم شرف حاصل کر سکے گی (اِنَّمَا اَرَادَ بِذٰلِكَ نُوْرُ الْمُصْطَفٰےؐ) مگر حضرت ہاشم نے شہنشاہِ روم کی اس پیشکش کو بھی ٹھکرا دیا۔

بالآخر آپ کا نکاح قبیلہ خزرج کی ایک باعصمت خاتون سلمیٰ سے ہو گیا۔ جو عمرو بن زید خزرجی کی صاحبزادی تھی اور جو فضل و کمال اور حسن و جمال میں مدینہ منورہ کی تمام عورتوں میں ایک منفرد مقام رکھتی تھی۔

حضرت خواجہ عبدالمطلب بن ہاشم

○—حضور سیدالانبیاء محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جدِ امجد حضرت خواجہ عبدالمطلب سید القریش تھے اور غیر معمولی حسن و جمال اور عظمت و شرافت کے مالک تھے۔ مستجاب الدعوات، بڑے فیاض، شریف النفس اور توحید کو ماننے والے تھے۔ رمضان شریف کے ایام میں کوہِ حرا میں گوشہ نشینی اختیار کرتے۔ رات دن عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ حق و صداقت کی تبلیغ کرنا، لوگوں کو ظلم و ستم، چوری، زنا، نکاحِ محارم، برہنہ طواف کعبہ اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا وغیرہم قبیح اور غیر شریفانہ کاموں سے منع کرنا ان کی زندگی کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔

○—حضور نبیٔ رحمت، پیکرِ رشد و ہدایت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اقدس پیشانی مبارک میں چمکتا تھا۔ جس کی برکت سے آپ کی پاکیزگی، نکوکاری اور طہارت کا یہ عالم تھا کہ جسم سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

○—چنانچہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں :-

وَكَانَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ يَفُوْحُ مِنْهُ رَائِحَةُ الْمِسْكِ الْاَذْفَرِ وَكَانَ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُضِيْئُ فِيْ غُرَّتِهٖ۔

"آپ کے جسم سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور آپ کی پیشانی میں چمکتا تھا۔"

○ قریش کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تو وہ آپ کو کوہ ثبیر پر لےجاتے اور آپ کے ذریعے تقرب خداوندی تلاش کرتے۔ اور جب عرب میں قحط سالی ہوتی تو آپ کے وسیلہ سے بارگاہ رب العزت میں بارش کی دعا کرتے۔ خداوند عالم ان کی دُعا کو قبول فرماتا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پاک کی برکت سے خوب بارش ہوتی۔ اور ان کے تمام مصائب دور کر دیئے جاتے۔

(زرقانی)

○ جو شخص بھی خواجہ صاحب کا چہرۂ پُر انوار دیکھتا، مرعوب ہو جاتا۔ اور آپ کی تعظیم و تکریم پر مجبور ہو جاتا تھا۔ چنانچہ جب حاکم یمن ابرہہ بن صباح خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ آیا تو اس نے اپنا ایلچی سردار مکہ خواجہ عبدالمطلب کے پاس بھیجا۔ جب ابرہہ کا ایلچی اس کا پیغام لے کر خواجہ صاحب کے پاس آیا تو خواجہ صاحب کا چہرہ دیکھتے ہی اس کی گردن جھک گئی۔ زبان لڑکھڑا گئی اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔

فَلَمَّا اَفَاقَ خَرَّ سَاجِدًا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ سَيِّدُ قُرَيْشٍ حَقًّا۔ (زرقانی)	"جب اس کو ہوش آیا تو عبدالمطلب کے لئے سجدہ میں گر پڑا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی قریش کے سچے سردار ہیں۔"

پھر اس نے بڑے ادب سے ابرہہ کا پیغام دیا اور درخواست کی کہ آپ میرے ساتھ ابرہہ کے پاس تشریف لے چلیں تاکہ بالمشافہ گفتگو

سے معاملہ طے کیا جا سکے۔

جب خواجہ صاحب ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے تو وہ آپ کے حسن و جمال اور آپ کی پُر وقار شخصیت سے بے حد متاثر ہوا۔ بایں جاہ و جلال آپ کی پُر نور صورت دیکھتے ہی وہ اپنے شاہی تخت سے اتر کر فرشِ زمین پر آپ کے برابر بیٹھ گیا اور بڑے ادب سے خواجہ صاحب سے عرض کیا۔ فرمائیے! آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا" بادشاہ سلامت! آپ کے سپاہی میرے دو صد اُونٹ ہانک کر لے آئے ہیں وہ واپس کر دیئے جائیں"۔ ابرہہ نے (متعجب ہو کر کہا" بڑی حیرت کی بات ہے کہ آپ اپنے اونٹوں کا مطالبہ تو کر رہے ہیں مگر خانہ کعبہ کے بارے میں کچھ نہیں کہتے، جسے میں گرانے کے لئے آیا ہوں اور جس کی وجہ سے آج دنیا میں تمہیں شان و شوکت اور عزّت و احترام کا ایک عظیم مقام حاصل ہے"! خواجہ عبدالمطلب نے نہایت سکون و اطمینان سے ارشاد فرمایا۔" میں تو صرف اپنے ہی اُونٹوں کا مالک ہوں انہی کے بارے میں درخواست کر رہا ہوں۔ اور خانہ کعبہ کا مالک خالقِ کائنات، ربّ ذوالجلال ہے وہ اپنے مُبارک گھر کی حفاظت خود کرے گا"۔ ؎

حفاظت خود کریگا آپ جو اس گھر کا مالک ہے
کہ جو اس گھر کا مالک ہے وہ بحر و بر کا مالک ہے

ابرہہ نے حکم دیا۔ اچھا ان کے سب اُونٹ واپس کر دیئے جائیں اور ذرا ان کو اپنے ہاتھیوں کا طاقتور دستہ دکھایا جائے تاکہ انہیں ہماری

قوت وسطوت کا کچھ اندازہ ہو جائے۔"
چنانچہ جب آپ کرمست ہاتھیوں کے دستے کے پاس سے گئے تو ان کا ہیبت ناک ہاتھی جس کا نام محمود تھا آپ کے چہرۂ پُرانوار کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑا اور اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔

فَلَمَّا نَظَرَ الْفِيلُ الْاَبْيَضُ الْعَظِيمُ اِلٰى وَجْهِ الْمُطَّلِبِ بَرَكَ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ وَخَرَّ سَاجِدًا وَاَنْطَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْفِيْلَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَى النُّوْرِ الَّذِيْ ظَهْرِكَ يَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ!

(زرقانی)

"جب اس مست ہاتھی نے آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا تو اونٹ کی طرح بیٹھ کر سجدہ میں گر پڑا، اور اللہ تعالیٰ نے اس بے زبان ہاتھی کو زبان عطا فرما دی اور وہ بولا اے عبدالمطلب! میرا سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پشت میں ہے (اور تمہارے چہرے سے ظاہر ہو رہا ہے)"

یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر تمام لشکر مبہوت ہو گیا اور آپ اپنے اونٹ لے کر واپس ہو گئے اور قریش کو جمع کر کے فرمایا کہ "شہر سے نکل کر پہاڑوں میں پناہ گزین ہو جاؤ۔ اتنی کثیر فوج کے ساتھ لڑنے کی ہم طاقت نہیں رکھتے اور خود چند سرداروں کو لے کر بیت اللہ شریف میں حاضر ہوئے اور طواف کرنے کے بعد کعبے کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر بارگاہِ خداوندی میں رو رو کر یوں دعا کی:۔
" اے خدا یہ تیرا مبارک گھر ہے، تیرے فرمانِ ذی شان کے تحت

تیرے پیارے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا اور اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اس مقدس گھر کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ اُس وقت سے ہم اس مبارک گھر کی حفاظت اور خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آج میں اپنی بے بسی، ناتوانی اور کمزوری کا اقرار کرتا ہوں تو ہی تمام طاقتوں کا مالک اور سرچشمہ ہے۔ خداوندا! ہر بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے۔ اب تو ہی اپنے مقدس گھر کی حفاظت فرما۔ اے میرے رب! تیرے سوا میں اُن کے مقابلے کے لئے کسی سے اُمید نہیں رکھتا۔ کل اُن کی صلیب اور اُن کی تدبیر تیری تدبیر کے مقابلے میں کامیاب اور غالب نہ آنے پائے"۔

بارگاہِ رب العزت میں دعائیں مانگ کر حضرت خواجہ عبدالمطلب اپنے ساتھیوں سمیت کوہ ثبیر پر چڑھ کر بیت اللہ شریف کو دیکھنے لگے اُس وقت نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی پوری تابانی کے ساتھ حضرت خواجہ عبدالمطلب کی پیشانی مبارک میں جلوہ فرما ہوا۔ اور اس کی تیز شعاعیں آفتاب و ماہتاب کی مانند خانۂ کعبہ پر نمودار ہوئیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے یہ تابناک منظر دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا "جاؤ! بے خوف و خطر اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ۔ خدا کی قسم! یہ نورِ پاک جو میری پیشانی سے جلوہ گستاں ہے یہ فتح و نصرت کا نشان ہے۔ اب یقیناً ہم ہی غالب رہیں گے"۔

بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک گھر کی مدافعت اور حفاظت

نہایت انوکھے اور احسن طریقے سے فرمائی۔ بادشاہ یمن کا سارا پروگرام اُلٹ گیا۔ اور وہ گستاخ اور ملعون بادشاہ، جسے اپنے جنگی ساز و سامان اور اپنے لاؤ لشکر کی کثرت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے چھوٹے چھوٹے پرندوں کی سنگ باری سے اپنے ہاتھیوں اور سپاہیوں سمیت تباہ اور برباد ہو گیا۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:۔

" فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ٥

" پس اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی توہین کرنے والے ملعونوں کو کھائے ہوئے بھوسہ کی طرح کر دیا۔"

انتباہ:۔ ایک منکرِ شانِ نورانیت یہاں یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ جب ابرہہ لعین کا یہ واقعہ پیش آیا تھا اُس وقت حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ اقدس حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منتقل ہو چکا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن دنوں شکمِ مادر میں تشریف فرما تھے۔ اِس لئے یہ واقعہ بالکل غلط اور باطل ہے۔

اِس اعتراض کا جواب حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سُنیئے۔ جن کی جلالت و بصیرت کا ایک زمانہ قصیدہ خواں ہے:۔

بِأَنَّ النُّورَ لَمْ يَنْتَقِلْ كُلُّهُ
بَلِ انْتَقَلَ مَا هُوَ مَادَّةُ الْمُصْطَفٰى
وَبَقِيَ أَثَرُهُ فِي صُلْبِ أُصُولِهِ
[illegible]

" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا نور منتقل نہیں ہوا تھا بلکہ وہی منتقل ہوا جو مادہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور آپ کا اثر [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگوں کی پشتوں میں باقی رکھا گیا تھا"

اور اس طرح حضور اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلّم کے نورِ پاک کے اثرات و برکات کو باقی رکھنے میں حضور سید الانبیاء حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے آباؤ اجداد کی عزّت وعظمت اور جاہ وحشمت کی جلوہ آرائی مقصود تھی۔

خواجہ صاحب کا حقیقت افروز خواب

○— حضرت خواجہ عبدالمطلب فرماتے ہیں: ایک دن میں حطیم میں سو رہا تھا۔ میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا کہ" چاندی کی ایک سفید زنجیر میری پشت سے نکلی، جس کا ایک سرا آسمان پر ہے دوسرا زمین پر، تیسرا مشرق اور چوتھا مغرب میں۔ پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ زنجیر ایک عظیم الشان درخت کی شکل میں تبدیل ہوگئی، اور اس کی شاخیں شرقاً غرباً آسمان کے کناروں تک پھیل گئیں۔ درخت ایسا روشن اور درخشندہ کہ آفتاب عالمتاب کی چمک دمک سے بھی ستر حصّے زیادہ۔ عرب وعجم کے لوگ اس درخت کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔ ہر گھڑی ہر لمحہ درخت کا نور اور روشنی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ قریش کے معزز خاندان کے کچھ شریف لوگ اس درخت کی ٹہنیاں پکڑ کر اس میں لٹک رہے ہیں۔ اور کچھ بد نصیب لوگ جب اس درخت کو کاٹنے کا بد ارادہ کرکے قریب آتے ہیں تو ایک حسین وجمیل نوجوان جس کے بدن سے

مشک و عنبر کی تیز خوشبو آرہی ہے، اُن کو رد کرتا ہے۔ جب وہ پھر کاٹنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ نوجوان ان کی آنکھیں پھوڑتا ہے اُن کے ہاتھ اور پاؤں کو توڑ دیتا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی اس درخت کی کوئی ایک ٹہنی پکڑ کر لٹک جاؤں۔ مگر میرا ہاتھ پوری کوشش کے باوجود کسی شاخ تک نہ پہنچ سکا۔ کسی نے کہا کہ یہ نور تمہارے نصیب میں نہیں۔ یہ اُن سعادت مندا نسانوں کا نصیب ہے۔ جو تم سے پہلے اس میں لٹک گئے ہیں۔"

خواجہ صاحب یہ انوکھا خواب دیکھ کر بہت ششدد حیران ہوئے۔ ایک صاحب علم کاہنہ عورت کے پاس تشریف لے گئے اور تمام واقعۂ خواب تفصیلاً اس سے بیان کیا۔ تجربہ کار کاہنہ نے جب آپ کا خواب سُنا تو اُس کے چہرے پر زردی اور بدن پر کپکپی طاری ہو گئی اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے بولی کہ " اے سردارِ قریش! اگر تمہارا یہ بیان صحیح اور درست ہے تو تمہیں بشارت اور مبارک ہو۔ عنقریب تمہاری پشت سے ایک جلیل القدر فرزند پیدا ہوگا جو چاردانگ عالم کا مالک و مختار ہوگا۔ آسمان کی نورانی مخلوق اس پر ایمان لائے گی اور زمین پر بسنے والے انسان اس کا دین اختیار کریں گے۔ مشرق سے مغرب تک اور زمین سے آسمان تک اس کی مدح و ثنا کا غلغلہ بلند ہوگا۔

؎ وہ جس کا ذکر ہوتا ہے، زمینوں آسمانوں میں
فرشتوں کی دعاؤں میں، مؤذن کی اذانوں میں

اشارات

ہمارے خیال میں کاہنہ خاتون نے حضرت خواجہ عبدالمطلب کے خواب کی بالا جمال تعبیر دی۔ تفصیل اس جمال کی یوں معلوم ہوتی ہے کہ خواجہ صاحب کی پُشت سے زنجیر کا نکلنا اور چاروں طرف زمین سے آسمان تک پھیلنا، اس سے مُراد قیدِ غلامی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے کہ مشرق سے مغرب تک اور فرش سے عرش تک جمیع کائنات حضور پُرنورُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیدِ غلامی میں رہے گی

محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی ۵
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

پھر اس زنجیر کا عظیم الشان نورانی درخت بن کر سورج سے کئی گنا زیادہ روشن ہو جانا، آپ کی نبوّت و رسالت اور دینِ محمدیؐ کی سرسبزی اور شادابی کی طرف اشارہ ہے جو لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتی رہے گی۔ جو انسان اس درخت کی شاخوں سے لٹک رہے تھے وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار اور وفا شعار صحابۂ کرام تھے۔ جنہوں نے صدق و اخلاص سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت اور شریعت کو قبول کر لیا۔ اور درخت کو کاٹنے والے ابوجہل، عتبہ، شیبہ و ربیعہ وغیرہ بدبختانِ ازلی تھے۔ جو ہر آن اس نورانی شمع کو گل کرنے کی فکر میں رہتے۔ اور شریعت بیضا کے شیرازے کو پراگندہ و برباد کرنے پر تلے رہتے تھے۔

اور وہ حسین و رعنا نوجوان حضرت جبرئیل امین تھے۔ جو حضور سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمیشہ یار و مددگار اور محافظ و نگہبان تھے ۔

عرش است کمیں پایہ زایوانِ محمدؐ
جبرئیل امین خادمِ دربانِ محمدؐ

○ — حضرت خواجہ صاحب کا درخت کی شاخوں کو پکڑنے پر قادر نہ ہوسکنا درحقیقت اس طرف اشارہ تھا کہ تم دنیوی زندگی میں اُس نورِ مجسم نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیمیا اثر صحبت اور پُرانوار پیشانی کے دیدار سے فیض یاب نہ ہوسکو گے۔ (زرقانی۔ خصائص کبریٰ۔ سیرت حلبیہ)

انوارِ محمدیہ — جواہر البحار۔

○ — حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں:-

کہ جب نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواجہ عبدالمطلب کی پُشتِ مبارک میں منتقل ہوا، اور وہ پورے جوان ہو گئے تو ایک دن کعبہ معظمہ میں سو گئے۔ جب نیند سے بیدار ہوئے تو اُنہوں نے یہ حیران کن منظر دیکھا کہ " اُن کی آنکھوں میں سُرمہ اور سر میں تیل لگا ہوا ہے اور نفیس ترین لباس زیبِ تن کئے ہوئے ہیں" تلاش بسیار کے باوجود کچھ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ یہ سب کچھ آپ کے ساتھ کس نے کیا ہے۔ آخر کار آن کے چچاجان اُن کو قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور اُن کو سارا ماجرا سنایا اُنہوں نے واقعہ سن کر کہا کہ تمہارے خواب کی تعبیر یوں معلوم ہوتی ہے

کہ اس خواب کے ذریعے ربّ السّمٰوٰت نے اس نوجوان کو کسی نیک اور شریف عورت سے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اُن کا نکاح ایک پاک دامن خاتون فاطمہ بنت عمرو سے ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے والدِ ماجد کے ساتھ حاملہ ہو گئیں۔

سیّدنا خواجہ عبداللہؓ بن عبدالمطلب

○ حضور تاجدارِ عرب وعجم، نورِ مجسّم نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے والدِ ماجد کا اسمِ گرامی عبداللہ کنیت ابو محمدؐ اور لقب ذبیح تھا۔ یوں تو حضرت خواجہ عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے، جو اپنی قوم میں حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کے لحاظ سے ایک بلند مقام رکھتے تھے، مگر ان سب میں دلکش، وجیہہ اور جمیل وشکیل آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت عبداللہ تھے۔ جو حسن وجمال اور خوبی وکمال میں یگانہ روزگار تھے آپ کو نورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم تفویض ہوا، جس کی وجہ سے حضرت عبداللہ میں بلا کی جاذبیت، دلکشی اور رعنائی پائی جاتی تھی۔ اور نورِ مصطفوی کی برکت سے آپ کی پیشانی سچ مچ نور کا تڑکا معلوم ہوتی تھی۔

سیرت ابن ہشام۔ کامل ابن اثیر۔ مدارج النبوّت۔

○ آپ کے ذبیح ہونے کا دلپذیر واقعہ یہ تھا کہ چاہِ زمزم ایک مدت سے گم ہو گیا تھا اور کسی شخص کو اس کا نام ونشان تک معلوم نہ رہا۔

جس کی وجہ سے زائرین کعبہ کو پانی کی فراہمی کے سلئے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ خواجہ صاحب کی زندگی کا بہت اہم کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے خواب میں اشارہ پاکر چاہِ زمزم کی جگہ کا صحیح پتہ لگایا اور اس کو نئے سرے سے کھدوا کر درست کر دیا۔ اس نیک کام میں کسی شخص نے بھی آپ کا ہاتھ نہ بٹایا۔ اس موقعہ پر آپ کو اپنے معاونین کی قلت کا بہت احساس ہوا، اور آپ نے نذر مانی کہ "اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس بیٹے عطا فرمائے اور وہ سب میری زندگی میں جوان ہو جائیں تو میں اُن میں سے ایک فرزند کو خداوندِ قدوس کی راہ میں قربان کروں گا۔"

جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خواجہ صاحب کے ہاں دس بیٹے ہوئے اور ان کی زندگی میں انہوں نے عنفوانِ شباب کی بہاریں دیکھیں اور چاہِ زمزم شریف بھی دستیاب ہو گیا تو خواجہ صاحب اپنے دسوں بیٹوں کو لے کر کعبۂ مکرمہ میں آئے اور اپنے سب بیٹوں کے نام لکھ کر قرعہ ڈالا اور یوں دُعا کی :-

"اے اللہ! میرے ان دس لڑکوں میں سے جس کی قربانی تجھے محبوب و منظور ہے۔ قرعہ میں اُس کا نام نکال دے"

حُسنِ اتفاق سے قرعہ اندازی میں حضرت عبداللہ کا نام نکلا جو ہادیٔ دوراں نبیٔ آخر الزماں حضور محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے والدِ ماجد اور خواجہ صاحب کو اپنے سب بیٹوں میں سب سے زیادہ لاڈلے اور پیارے تھے۔ ہاشمی گھرانے کے لوگ بات کے پکے اور ارادے کے مضبوط ہوتے ہیں

اس لئے خواجہ صاحب اپنے اسی محبوب لختِ جگر حضرت عبداللہ کو لے کر قربان گاہ کی طرف چلے۔ مگر آپ کے بھائی اور قریش کے سردار مانع ہوئے اور انہوں نے کہا :-

" اے عبدالمطلب ! اگر آج آپ نے اپنے بیٹے کی قربانی کر دی تو آئندہ یہ ایک رسم بن جائے گی۔ اور لوگ آپ کے اس فعل کو بطورِ حجت پیش کریں گے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم سب خیبر کی مشہورِ زمانہ کاہنہ کی خدمت میں حاضر ہوں جو اپنے فن میں کافی مہارت رکھتی ہے۔ اُسے نہ کسی بات کا لالچ ہے اور نہ کسی کا خوف۔ اُس کا فیصلہ دو ٹوک ہوتا ہے۔ اُمید ہے وہ ضرور کوئی بہتر اور قابلِ عمل طریقہ بتائے گی۔ اور وہ جو فیصلہ کرے، اُس پر عمل کیا جائے "

بنو ہاشم کے چند معزز اشخاص کو لے کر خواجہ صاحب کاہنہ کے پاس گئے۔ خواجہ صاحب نے کاہنہ کے سامنے اپنا قضیہ پیش کیا اور فرمایا :-

" آپ کسی فریق کی طرف داری نہ کریں بلکہ جو کچھ آپ کا دل آپ کا ضمیر اور آپ کا علم کہتا ہے وہ جُوں کا توں بیان فرما دیں "

کاہنہ نے اپنا فیصلہ سُناتے ہوئے کہا کہ " نذر پورا کرنے کا ایک دوسرا موزوں طریقہ یہ بھی ہے کہ تم اپنے شہر میں جا کر ایک انسان کی دیّت کے دس اُونٹوں اور عبداللہ پر قرعہ ڈالو۔ یہاں تک کہ

جب عبداللہ کی جگہ اونٹوں کا نام نکل آئے تو پھر تم سمجھ لینا کہ اب ہمارا خدا راضی ہو گیا ہے اور اس نے حضرت عبداللہ کے بدلے اتنے اونٹوں کی قربانی منظور فرمالی ہے۔"

چنانچہ قرعہ اندازی شروع ہوئی۔ قرعہ کا آغاز دس اونٹوں سے ہوا۔ اور ہر بار دس دس اونٹوں کو بڑھاتے گئے۔ لیکن ہر بار حضرت عبداللہ کا نام ہی نکلتا رہا۔ جب اونٹوں کی تعداد سو تک ہو گئی تو حضرت عبداللہ کی جگہ اونٹوں کے نام کا قرعہ نکلا۔ خواجہ صاحب نے اپنے فرزندِ عزیز حضرت عبداللہ کے فدیئے میں سو اونٹ قربانی کر کے اپنی منّت پوری کر دی۔ اور یوں حضرت عبداللہ ذبح ہونے سے بچ گئے۔ اور کئی ہزار سال قبل اسی مقام پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے "ذبحِ عظیم" کا جو عظیم بالشان واقعہ پیش آیا تھا آج اسی نسل اسی گھرانے اور اسی شہر میں وہی واقعہ ایک نئے انداز میں دہرایا گیا۔

چنانچہ سرورِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :-

اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ۔

"یعنی میں دو بزرگ ذبیح ہستیوں (حضرت اسماعیل اور حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ! خالقِ کائنات نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ کی قربانی کا فدیہ قبول فرما کر دونوں کو بچا لیا۔ کیونکہ ان دونوں بزرگوں کی پیشانیوں میں

سیّد الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ پاک جلوہ گر تھا۔ اور یہ اسی نور الانوار نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم الشان فیضان تھا کہ دونوں بزرگ ہستیوں کی قربانیاں بھی منظور ہوئیں۔ اور دونوں کی جانیں بھی محفوظ رہیں۔

تاریخ الخمیس۔ احسن المواعظ۔

○ جس دن مکہ معظمہ میں حضرت خواجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس دن ملک شام کے تمام یہودیوں کو اس کی خبر ہوگئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس حضرت یحییٰ علیہ السلام کا وہ خون آلود جبہ موجود تھا جس کو پہنے ہوئے حضرت یحییٰ علیہ السلام ظالم بادشاہ کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے۔ ہرچند یہود نے اس خون کے دھبے صاف کرنے کی کوششیں کیں مگر وہ خون اس جبہ سے صاف نہ ہوا۔ ان کی کتابوں میں لکھا تھا کہ "جس دن اس جبہ سے تازہ خون ٹپکے تو یہ ایک واضح علامت ہوگی کہ وہ حضور نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کی ولادت کا مبارک دن ہے۔" چنانچہ جب حضرت عبداللہ والد نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ وہ خشک خون پھر تازہ خون بن کر جبہ سے ٹپکنے لگا۔ اور جبہ خون کے دھبوں سے بالکل صاف ہوگیا۔ اس عجیب نشانی کے ظہور میں یہ لطیف اشارہ تھا کہ۔

"اے یہودیو! اب دنیا میں وہ عظیم البرکت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تشریف فرما ہونے والے ہیں۔ اگر تم دل وجان سے اُن پر ایمان لاؤ گے اور صدق و اخلاص کے ساتھ ان کی غلامی اور پیروی اختیار کرو گے تو تمہاری گذشتہ تمام نافرمانیاں اور غداریاں معاف کردی جائیں گی۔ اور آئندہ بھی تم ان کے طفیل عفو وکرم سے نوازے جاؤ گے۔ اِنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ۔ بیشک اسلام قبول کرنے کی برکت سے پہلے کل گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔"

اس محیّر العقول علامت کے ظہور کے بعد جب کوئی یہودی مکہ مکرمہ میں آتا تو حضرت خواجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرۂ اقدس کے نور کو دیکھ کر کہتا: "لوگو! یہ نور پاک حضرت عبداللہ کا نہیں بلکہ یہ پیغمبر آخرالزمان خاتم المرسلین محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور ہے۔ تمام اہل کتاب کو اپنی آسمانی کتاب کے ذریعہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ نور پاک حضرت عبداللہ سے ظہور پذیر ہونے والا ہے اور جلد ہی نبوّت کا سلسلہ خاندان بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر قریش کو ملنے والا ہے اس بنا پر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر انوار میں نبی آخرالزمان حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی نشانیاں دیکھ کر یہود ان سے قلبی بغض دکینہ رکھتے تھے۔ چنانچہ کئی حسد کرنے والے یہودیوں نے باہم مشورہ کیا کہ جس طرح بھی ہو سکے عبداللہ کو قتل کر دیا جائے کئی بار ان شریر النفس یہودیوں نے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر ہر بار ان لعینوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

○۔ ایک دفعہ شامی یہودیوں کی ایک مسلح جماعت اس خبیث ارادے سے مکہ مکرمہ آئی تاکہ کسی طریقہ سے آپ کو قتل کر دیا جائے۔ اتفاقاً ایک دن حضرت خواجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ تنہا مکہ کے جنگل میں شکار کے لئے تشریف لے گئے۔ جب یہودیوں نے آپ کو تنہا دیکھا فوراً آپ پر حملہ کر دیا۔ مگر نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یکایک چند سوار آسمان سے اُترے۔ اور اُنہوں نے یہودیوں پر جوابی حملہ کر دیا۔ آناً فاناً سب یہودی بھاگ گئے۔ اور آپ صحیح وسلامت واپس گھر تشریف لے آئے۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔

" پروردگار عالم اپنے نبی مکرم کے نورِ پاک کو پورا کرے گا۔ خواہ کافر کتنا ہی بُرا مانیں اور ہلاکت و بربادی کی کوشش کریں۔ مگر اُن کی ہر کوشش رائیگاں اور ہر منصوبہ بیکار ہو جائے گا۔"

○۔ جب نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی پیشانی میں منتقل ہوا تو آپ ہر روز نورِ مصطفےٰ کی عجیب رُوح افزا جلوہ آرائیاں مشاہدہ فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں؛ جب میں جنگل کو جاتا ہوں مطلع صاف ہوتا ہے اور سورج کی تیز کرنیں دوسروں کے جسموں کو جھلس رہی ہوتی ہیں، مگر میں دیکھتا ہوں کہ ایکا ایکی بادل کے سیاہ ٹکڑے نمودار ہوتے ہیں اور میرے سر پر سایہ کر دیتے ہیں اور وہ ابر پارہ میرے ساتھ ساتھ چلتا رہتا ہے

○۔ ایک دفعہ خواجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد حضرت خواجہ عبدالمطلب سے یہ حیران کن واقعہ بیان کیا کہ جب میں مکہ معظمہ کے

پہاڑوں اور وادیوں کی طرف جاتا ہوں اور جبل ثبیر پر چڑھتا ہوں تو میری پشت سے دو نور نکلتے ہیں اور مشرق و مغرب کے کناروں تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر وہ دونوں نور سمٹ کر بادل کی صورت آسمان کی طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ آسمان اس نورانی بادل کے لئے دروازے کھول دیتا ہے اور یہ نورانی بادل آسمان میں داخل ہو جاتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد وہ بادل واپس لوٹتا ہے اور دو نوروں کی صورت بن کر میری پشت میں داخل ہو جاتا ہے۔

○ اے ابا جان! میں جس جگہ بیٹھتا ہوں، زمین سے آواز آتی ہے، اے امانت دار نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر رحمت و سلامتی ہو۔ اے ابا جان! جب میں کسی خشک جگہ یا سوکھے درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں تو خشک زمین پر ہری ہری گھاس پیدا ہو جاتی ہے اور وہ سوکھا درخت سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگتا ہے۔ جب تک میں وہاں بیٹھا رہتا ہوں یہی فرحت بخش کیفیت رہتی ہے۔ لیکن میرے چلے جانے کے بعد وہ درخت اور زمین خشک ہو جاتی ہے۔"

○ یہ امید افزا اور روح پرور انکشافات اپنے لختِ جگر سے سن کر حضرت خواجہ عبدالمطلب کا چہرہ خوشی و مسرت سے چمک اٹھا۔ اور لختِ جگر کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا "بیٹا! تمہیں بشارت ہو کہ تمہاری پشت سے خداوند کریم مبارک امانت پیدا کرے گا۔ جس کی بشارت کئی مرتبہ مجھے عالم رویا میں دی گئی ہے۔ وہ ایک عدیم النظیر رفیع الشان

فرزند ہے، جو سارے جہان سے بزرگ و افضل ہوگا اور جس کی تعریف و توصیف فرش والے بھی کریں گے اور عرش والے بھی۔ اور تجھے مبارک ہو کہ وہ سعادتِ عظمیٰ اور شرف بے پایاں تجھے ملنے والا ہے ؎

زمیں سے آسماں تک آسماں سے لامکاں تک ہے
کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے

اشارات

○ — مشرق سے مغرب تک نورِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا پھیلنا اس طرف اشارہ تھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دینِ مبین شرقاً غرباً پھیلے گا چنانچہ آج یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی کہ اسلام کی نورانی کرنیں کائنات کے ہر گوشہ میں جلوہ فگن ہیں۔ زمین کا خواجہ عبداللہ کو سلام کرنا اس میں یہ لطیف اشارہ تھا کہ صرف فہم و شعور والے انسان اور جن ہی اس نور الانوار سیدِ ابرار کے حلقۂ غلامی میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ جمادات و نباتات اور بے زبان حیوانات بھی اس ہادیٔ دوراں نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و سیادت کے سامنے سجدہ ریز ہوں گی۔

خشک زمین اور خشک درخت کا سرسبز و شاداب ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آپ کے فیضِ نبوت سے مردہ دل نفوس زندگیٔ جاوید حاصل کریں گے اور جیسے خشک زمین اور سوکھا درخت ہرا ہوا۔ اسی طرح روحانیت سے خشک و بنجر باغ از سرِ نو سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے

لگیں گے اور حق و صداقت کی خشک چھاتیوں سے دودھ کی نہریں جاری ہوں گی۔

○ — نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابناکیوں کے سبب سے حضرت خواجہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ حسین و جمیل شگفتہ اور پُر نور چہرہ کے مالک تھے ہر شخص آپ کے حُسن و جمال کا گرویدہ اور آپ کی پاکبازی اور نکوکاری کا معترف تھا۔

جس کوچہ و بازار سے آپ کا گذر ہوتا مشتاق نگاہیں آپ کا تعاقب کرتی تھیں۔ مکہ مکرمہ کا ہر انسان آپ کے نورانی چہرے کو دیکھنا اپنی نیک بختی سمجھتا تھا۔ معزز خاندانوں کی باکمال اور صاحب جمال عورتیں بے تابانہ اُن کی طرف مائل تھیں۔ مگر قادر قیوم رب کریم نے ہر طرح کی آلودگیوں اور نجاستوں سے آپ کو ہمیشہ محفوظ رکھا۔

زرقانی۔ ابن سعد۔ کامل۔ مدارج النبوۃ

○ — حضرت خواجہ عبداللہؓ ایک دن مکہ مکرمہ کی ایک گلی سے گذر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک شریف اور معزز گھرانے کی ایک جوان اور ماہ جبین لڑکی اپنے مکان کے دروازے پر کھڑی ہے۔ لڑکی کیا تھی جوانی، حُسن دلکشی اور رعنائی کی مجسم تصویر۔ لڑکی نے بے باکی اور جرأت سے حضرت عبداللہ کو روکا۔ اظہار محبت کیا اور اپنی ہوسناک خواہشوں کا پیغام دیا۔

اللہ اکبر! کتنی کڑی آزمائش اور کتنا سخت امتحان تھا یہ!

حُسن وجوانی کی طرف سے پیش قدمی ہو رہی تھی۔ مکہ کی وادیوں میں اس لڑکی کے حُسن وجمال اور علم وفضل کی بڑی شہرت تھی۔ اس حسینہ کے لئے مکّہ کا ہر نوجوان اپنی مُٹھی میں دل دبائے پھرتا تھا۔ لیکن آج اِس حسینہ کا غرورِ حُسن خاک میں مِل گیا اور اس کو توقع کے خلاف سخت ناکامی ہوئی کیونکہ حضرت عبداللہؓ نے دوشیزۂ عرب کی اس دعوت کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔

بنو خثعم کی ماہ جبین لڑکی انگشت بدنداں رہ گئی کہ مکہ کی اِس معصیت آلود معاشرہ میں ایسے پاک دل اور پاکباز انسان بھی موجود ہیں جو حُسن وجوانی کی التجاؤں کو ٹھکرانا ایک کھیل سمجھتے ہیں۔

دوشیزۂ عرب نے بڑے صبر وضبط سے اپنی خفگی کو چھپایا اور کہا "عبداللہ! اگر تم میری خواہش کو پورا کردو تو میں وہ سو اونٹ بھی پیش کردوں گی جو تمہارے والدِ محترم نے تمہارے بدلے قربانی کئے تھے"۔

مگر سیدنا حضرت عبداللہؓ معمولی انسان نہ تھے۔ اُن کی تابندہ پیشانی میں نورِ محمدیؐ جلوہ فرما تھا۔ اس لئے آپ نے حُسن وجوانی کی اس پیشکش کو بھی ٹھکرادیا اور یہ رُباعی پڑھتے ہوئے شاہانہ تمکنت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔

أَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهُ ‌ ‌ ‌ وَالْحِلُّ لَا حِلَّ فَأَسْتَبِيْنَهُ

فَكَيْفَ الْأَمْرُ الَّذِيْ تَبْغِيْنَهُ ‌ ‌ ‌ يَحْمِي الْكَرِيْمُ عِرْضَهُ وَدِيْنَهُ

• فعل حرام کے ارتکاب سے تو مرجانا ہی بہتر ہے۔ حلال کو میں

بیشک پسند کرتا ہوں مگر اس کے لئے اعلان اور نکاح ضروری ہے۔ جس فعل حرام کی تو خواہش مند ہے کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک شریف انسان پر اپنے دین اور عزت و عفت کی حفاظت ہر حال میں لازمی اور ضروری ہے"

○ چند ہی دنوں کے بعد حضرت خواجہ عبداللہ کا نکاح بنو زہرہ کے مشہور سردار وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی سے ہو گیا۔ جو حسب نسب، صورت و سیرت، عقل و دانش اور خوبی و رعنائی میں قریش کی تمام عورتوں میں ممتاز و منفرد تھی، جن کا اسم گرامی سیدہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا تھا۔ جو عفت و حیا کا مجسمہ اور پاکیزگی و زیبائی کا پیکر تھی۔ خاندان کے ہر شخص نے حضرت خواجہ عبدالمطلب کو مبارک باد دی۔ عرب خوشی سے جھومے جا رہے تھے کہ دولہا دلہن کا ایسا خوش نصیب اور کمال جوڑا آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ خواجہ عبداللہ اگر آفتاب تھے تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ماہتاب! دونوں نیک اور اپنے اپنے خاندان کے چشم و چراغ، شرافت و عزت کے نمونے۔ قریش ان کی نکوکاری اور پاکبازی کی قسمیں کھاتے تھے۔

○ نکاح کے پہلے ہی ہفتہ حضرت سیدہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت دار بن گئیں۔ شادی کے چند ہفتے بعد حضرت خواجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کا گزر اسی کوچہ سے ہوا جہاں کاہنہ فاطمہ رہتی تھی۔ لیکن اس بار وہ ماہ جبین کاہنہ تارن حضرت عبداللہ کو

دیکھتے ہی پردہ میں چلی گئی۔ حضرت عبداللہ کو اس کی روگردانی سے بڑی حیرت ہوئی۔ آپ نے فرمایا "فاطمہ! شاید تُو نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں وہی عبداللہ رئیسِ مکہ حضرت خواجہ عبدالمطلب کا فرزندارجمند ہوں جس سے کبھی تُو والہانہ محبت کرتی تھی اور تیری شیفتگی و وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ تُو نے بڑی جرأت و بے باکی سے اپنی ہوسناک خواہش کا برملا اظہار کیا اور آج تیری سرد مہری اور بے رغبتی کی یہ کیفیت ہے کہ تُو مجھے دیکھتے ہی پردہ نشین ہو گئی ہے؟

○ خثعمیہ کی حسین بیٹی فاطمہ نے کہا: "عبداللہ! مکہ کا ہر باشندہ خوب جانتا ہے کہ میں بدکار اور نفس پرست عورت نہیں ہوں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے حسن و جمال کے ساتھ ساتھ آسمانی کتابوں کے وسیع علم سے بھی نوازا ہے۔ میں نے اُس دن تمہیں دیکھ کر جس قلبی خواہش کا اظہار کیا تھا اس کی وجہ صرف یہ تھی:۔

رَاَیْتُ نُوْرَ النُّبُوَّۃِ فِیْ وَجْھِکَ	"میں نے تمہارے چہرے میں نورِ نبوّت
فَاَرَدْتُ اَنْ یَّکُوْنَ ذَالِکَ	کی تجلیاں دیکھی تھیں اور میں نے
فِیْ فَاَبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ	چاہا تھا کہ میں اُس نورِ نبوّت کی
یَّجْعَلَہٗ حَیْثُ شَاءَ	امانت دار بن جاؤں۔"

مگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا کہ میں یہ فخر و سعادت حاصل کر سکتی اُس نے جہاں پسند فرمایا اس نور کو منتقل کر دیا۔ اس پر اس نے عربی سے چند اشعار کہے ترجمہ حاضر ہے ان سے آپ بھی محظوظ ہوں ؎

"اللہ اللہ! وہ کتنی عظیم چیز ہے جو زہرہ بی بی نے اے عبداللہؓ تجھ سے لے لی، جس کی تجھے خبر نہیں۔ اے بنی ہاشم تمہارے عبداللہؓ کو آمنہؓ بی بی نے خلوت کے چند لمحات میں ایسا سوکھا کرکے رکھ دیا جیسے بتی چراغ کا تیل چوس کر اس کے بجھنے کے بعد اسے سوکھا کرکے چھوڑ دیتی ہے۔ جب بی بی آمنہؓ نے اُن سے نور لے لیا تو وہ اُس نور کے لینے سے ایسی فخر والی ہوگئی کہ اس کائنات دنیا بھر میں کہیں نہیں۔ میں نے اسی نور کے حصول کے لیے عبداللہ کو چاہا تھا۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ جتنے لوگ بھی چقماق سے آگ نکالنے کی کوشش کریں تو وہ سبھی کامیاب ہو جائیں۔"

بہت سی حسینہ و جمیلہ عورتیں دل و جان سے اسی نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی طالب ہونے کی وجہ سے جنون اور دیوانگی میں مبتلا ہو کر مر گئیں۔ جس مبارک رات یہ دولتِ لازوال حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نصیب ہوئی تو حسرت اور رشک سے دو سو معزز خاندانوں کی عورتیں مر گئیں۔

محمدؐ از تو می خواہم خدا را
خدایا! از عشقِ مصطفےٰ را

انوارِ مُصطفٰےؐ اور سیّدہ آمنہؓ

○ وہ نُورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو سیّدنا آدم علیہ السلام سے سیّدنا حضرت خواجہ عبداللہ تک مختلف اصلابِ طیبہ اور ارحامِ طاہرہ میں مستور و مخفی چلا آتا تھا۔ جب آپؐ کی والدۂ محترمہ حضرت سیّدہ آمنہؓ کے صدفِ رحم میں منتقل ہوا تو وہ جمعہ کی مبارک رات تھی۔ جنّت الفردوس کو خوب آراستہ کیا گیا اور زمین و آسمان میں یہ ندا کی گئی کہ اے ساکنانِ ارض و سما! آگاہ ہو جاؤ کہ وہ نُورِ عظیم جس سے نبیٔ آخرالزماں ہادیٔ دو جہاں پیدا ہوں گے آج کی مبارک رات اپنی والدۂ ماجدہ کے مقدس بطن میں تشریف لے آیا۔

(مواہب۔ دلائل النبوۃ۔ سیرت حلبیہ)

مواہب اللدنیہ۔ خصائص کبریٰ۔ تاریخ الخمیس۔

○ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَبْقَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ دَارٌ اِلَّا اُشْرِقَتْ وَلَا مَكَانٌ اِلَّا دَخَلَهُ النُّوْرُ۔

۔ حمل کی مبارک رات کوئی جگہ اور کوئی مکان ایسا نہ تھا جو نُورِ نبوت سے

منوّر نہ ہوا ہو۔"

○ قریش کے تمام جانورصاف عربی زبان میں بولنے لگے اور حضرت سیّدہ آمنہؓ کے حمل ٹھہرنے کی خبر دینے لگے۔ دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت سرنگوں اور بُت خانوں کے تمام بُت صبح کے وقت اوندھے پائے گئے۔ مشرق ومغرب کے چرندے پرندے اور درندے باہم مبارکباد دیتے اور کہتے تھے :۔

وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُوَ اِمَامُ الدُّنْيَا وَسِرَاجُ اَهْلِهَا۔

"ربّ کعبہ کی قسم! حضرت سیّدہ آمنہؓ کے بطنِ مبارک میں خدا کا برگزیدہ پیغمبر جلوہ فرما ہے جو ساری کائنات کے امام برحق اور اہلِ دنیا کو روشنی دینے والے آفتاب ہیں۔"

چنانچہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد گرامی فرمایا ہے :۔

ثُمَّ اِنَّ اُمِّيْ رَأَتْ فِيْ مَنَامِهَا اَنَّ الَّذِيْ فِيْ بَطْنِهَا نُوْرٌ۔

"پھر میری والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ اُس کے پیٹ میں ایک نور (عظیم) ہے۔"

(زرقانی۔ خصائص کبریٰ) :۔

○ اِس سال عرب میں سخت قحط سالی تھی۔ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خیر و برکت سے زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ سوکھے درخت تروتازہ اور پھلدار ہو گئے۔ تمام عرب خیر و برکت سے اِس قدر مالامال

ہوئے کہ انہوں نے اس سال کا نام سَنَۃُ الْفَتْحِ وَالْاِبْتِھَاجِ (یعنی فتح و خوشحالی و تر و تازگی) رکھا۔

سیدہ آمنہ فرماتی ہیں:۔

○۔ جو قدسی صفات انسانوں کو دل و نگاہ کی پاکیزگی اور رعنائی حاصل ہوتی ہے اُن کے خواب دوسروں کی بیداری سے زیادہ سچے اور مقدس ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں ایسے انسان کثرت سے پائے جاتے ہیں، جن کی آنکھیں جاگتی ہیں مگر ان کے دل سوتے ہیں۔ قدرت کی کسی نشانی میں بھی اُن کو ہدایت کا جلوہ نظر نہیں آتا۔ اور اسی آب و گل کی دنیا میں کچھ ایسی سعید رُوحیں موجود ہیں جو عالم خواب میں بھی بیداری کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتی ہیں۔ اُنہیں مستقبل کی دنیا کی اس طرح مثالی سیر کرائی جاتی ہے کہ آنے والے احوال و واقعات کا عکس ان کے آئینہ قلب پر منقش ہو جاتا ہے۔"

○۔ چنانچہ سیدہ طاہرہ حضرت آمنہ رض فرماتی ہیں کہ "میں حمل کے دنوں میں کبھی اپنی آنکھوں سے عجیب و غریب انوار و تجلیات کو دیکھتی اور کبھی کانوں سے سنتی تھی کہ بہشت کی حوریں اور آسمان کے فرشتے اور مقدس رُوحیں مبارکباد دے رہی ہیں"

سیرت حلبیہ۔ سیرت ابن ہشام:۔

○۔ حضرت سیدہ آمنہ رض فرماتی ہیں: "مجھے اپنے حمل کی خبر نہ تھی۔ ایک رات مجھے اس نوید مسرت سے نوازا گیا کہ" اے آمنہ رض!

تم کو مبارک اور بشارت ہو کہ تو تمام جہانوں کے سردار اور اس اُمت کے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود باجود سے حاملہ ہے" اس نوید مسرت کے بعد مجھے یقین ہوا کہ میں حاملہ ہوں"

زرقانی - انوار محمدیہ :-

○ حضرت سیدہ آمنہ رض فرماتی ہیں کہ ایام حمل میں ہر مہینے میں آسمان و زمین سے یہ آواز آتی تھی :-

اَبْشِرُوْا فَقَدْ آنَ اَنْ یَظْهَرَ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَیْمُوْنًا مُبَارَکًا -

" لوگو! خوش ہو جاؤ وہ وقت قریب آگیا ہے کہ حضور ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم جو نہایت خیر و برکت والے نبی ہیں اس جہاں میں تشریف لائیں "

زرقانی - سیرت ہشام -

○ حضرت سیدہ آمنہ رض فرماتی ہیں کہ " مجھے حمل کے دنوں میں کسی طرح کی کوئی تکلیف اور گرانی محسوس نہیں ہوئی - بلکہ ان دنوں میں میری طبیعت میں خوشی، جسم میں خوشبو اور چہرے میں چمک پہلے سے کہیں زیادہ پیدا ہو گئی تھی - میں نے کسی بھی عورت کے حمل کو اپنے حمل سے زیادہ سہل اور عظیم البرکت نہیں دیکھا "

زرقانی - سیرت ابن ہشام - ابونعیم :-

○ حضرت سیدہ آمنہ رض فرماتی ہیں : " ایک بار مجھے خواب میں

یہ دلپذیر بشارت دی کہ اے آمنہؓ! وہ (مقدّس و مبارک) بچّہ جو تمہارے حمل میں ہے، دونوں جہاں کا والی اور اس اُمّت کا سردار ہے۔ جب وہ رونق افروزِ عالم ہو تو اس کا اسمِ گرامی "مُحَمَّد" رکھنا اور دُعا کرنا۔

اُعِیْذُہٗ بِالصَّمَدِ الْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ

"اس اللہ تعالیٰ (جو ذات و صفات میں) یکتا و بے نیاز ہے کی ہر حاسد کے شرّ سے محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کی حفظ و نگہبانی چاہتی ہوں۔"

شمس الضحیٰ مُحَمَّد بدرالدّجیٰ مُحَمَّد
نورالہدیٰ مُحَمَّد صلّوا علیٰ مُحَمَّد

صلوات بر مُحَمَّد

ختمِ رُسل مُحَمَّد معطیٔ کل مُحَمَّد
شمعِ سُبل مُحَمَّد صلّوا علیٰ مُحَمَّد

صلوات بر مُحَمَّد

○

زینتِ بزمِ انبیاء صلِّ علیٰ محمّدؐ جلوۂ ذاتِ کبریا صلِّ علیٰ محمّدؐ [19]
لوح و قلم کی آبرو دونوں جہاں کی آرزو بزمِ ازل کی ابتدا صلِّ علیٰ محمّدؐ
نور کی جلوہ گاہ میں حُسن کی بارگاہ میں
عبدالقیّوم کی دُعا صلِّ علیٰ محمّدؐ

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات

زرقانی ۔ طبقات ابن سعد :۔

○ صحیح اور مشہور قول کے مطابق ابھی حضور نبی اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی والدۂ ماجدہ کے شکمِ مبارک ہی میں تشریف فرما تھے کہ آپؐ کے والدِ ماجد حضرت خواجہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغرضِ تجارت مُلکِ شام تشریف لے گئے۔ واپس آتے ہوئے مدینہ منورہ میں بیتے والدِ محترم کے ننھیال بنو عدی بن نجّار کے ہاں قیام کیا اور بیمار ہوگئے، اور ایک ماہ بیمار رہ کر عنفوانِ شباب میں صرف پچیس ۲۵ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے اور وہیں دارِ نابغہ میں دفن کئے گئے۔

○ **قدرتِ الٰہی کا محیّر العقول کرشمہ** | چودہ سو سال بعد جب وہ مکان (جس کے اندر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبرِ مبارک واقع تھی) گرایا گیا تو آپ کا جسدِ مبارک صحیح حالت میں برآمد ہوا۔ اور پھر آپ کو بڑے

اعزاز و اکرام سے جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ چنانچہ پاکستان کے مشہور و معقول اخبار "نوائے وقت لاہور" اپنی ایک خصوصی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

• مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے، بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں صحابئ رسول حضرت مالک بن سنان کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرام کے جسد مبارک بھی اصلی حالت میں پائے گئے۔ جنہیں جنت البقیع میں نہایت ادب اور احترام کے ساتھ دفنایا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا اُن کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابۂ کرام کے جسم نہایت تر و تازہ اور اصلی حالت میں تھے"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ہفتہ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ/۲۰ جنوری ۱۹۷۸ء)

چودہ سو سال بعد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسد مبارک قبر سے صحیح حالت میں برآمد ہوا

یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ میں مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔

بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا ہے۔ علاوہ ازیں صحابئ رسول حضرت مالک بن سنان کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرامؓ کے جسدِ مبارک بھی اصل حالت میں پائے گئے ہیں۔ جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت اور احترام کے ساتھ دفنا دیا گیا ہے۔" (بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ جنوری ۱۹۷۸ء)

اللہ اکبر! منکرینِ خدا اور آخرت کے لئے قدرتِ الٰہی کی یہ کتنی تابناک اور حیرت ناک شہادت ہے کہ عرصہ دراز کے بعد بھی حضور نبئ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد اور چند دیگر صحابۂ کرامؓ کی مقدس لاشیں جوں کی توں برآمد ہوئیں۔

زرقانی۔ خصائص کبریٰ۔ مدارج النبوۃ :۔

○— رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب خالق کائنات نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلا لیا تو فرشتوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔ الٰہ العالمین! ہمارے آقا و مولا اور تیرے پیغمبر اور محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم ہو گئے۔ خداوند ذوالجلال نے فرمایا۔" (کوئی فکر کی بات نہیں) میں خود اس کا حافظ و ناصر اور نگہبان ہوں۔ تم ان کی ذات اقدس پر درود و سلام بھیجو اور ان کے لئے دعائیں مانگو۔ صلوات اللہ تعالیٰ وملئکۃ والنبیین والصدیقین والشھداء والصالحین علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب برکاتہ وسلامہ۔"

زرقانی۔ خصائص کبریٰ :۔

○ — کسی عاشقِ رسولؐ نے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا" حضور! اس میں کیا مصلحت اور حکمت مضمر تھی کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ابھی شکمِ مادر ہی میں جلوہ فرما تھے کہ والد بزرگوار حضرت عبداللہ انتقال فرما گئے۔ اور جب آپ نے زندگی کی ساتویں منزل میں قدم رکھا تو والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہؓ رحلت فرما گئیں۔ پھر آٹھ سال کی عمر میں شفیق و غمخوار داداجان خواجہ عبدالمطلب بھی داغِ مفارقت دے گئے اور سرکار والا تبار یتیم ہو گئے؟" امام عالی مقامؓ نے فرمایا" اس میں حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم و رسولِ معظّم کو کسی کا بھی ممنونِ احسان نہیں بنانا چاہتے تھے۔ اور یک دم تمام دنیوی سہارے توڑ دیئے گئے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رفیع الشان سربلندیاں اور معجز نما کامیابیاں فلاں شخص کی سعی و کوشش اور تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہیں"

وہ لامکاں کی بھی وسعت میں آ نہیں سکتے
اگرچہ اُن کا نشیمن ہے پیکرِ خاکی
اُسی کے در سے ملے گا سکونِ دیدہ و دل
خطاب جس کا ہے یٰسین شانِ لولاکی

شبِ ولادتِ مُصطفیٰ

(صلّی اللہ علیہ وسلم)

دلائل النبوۃ۔ خصائص کبریٰ۔ زرقانی:۔

○۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارک کا وقت قریب آیا تو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا:۔

اِفْتَحُوْا اَبْوَابَ السَّمَاءِ وَ اَبْوَابَ الْجِنَانِ وَ اُلْبِسَتِ الشَّمْسُ یَوْمَئِذٍ نُوْرًا عَظِیْمًا وَ

"کہ آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں اور آفتاب کو نورانیت کا ایک نیا لباس پہنا دیا جائے۔"

تاریخ الخمیس۔ شواہد النبوۃ:۔

○۔ حضرت خواجہ عبدالمطلب فرماتے ہیں:۔

"میں حسبِ معمول شبِ ولادت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبۂ مکرّمہ میں تھا۔ اور میں نے سحر کے پُرنور وقت میں یہ تعجب انگیز اور حیران کن نظارہ دیکھا کہ بیت اللہ شریف نے مقام ابراہیمؑ کی طرف سجدہ کیا اور اس سے یہ آواز آئی۔ اللہ اکبر! اللہ بہت بڑا ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ آج مجھ کو مشرکوں اور بتوں کی نجاستوں سے پاک کرنے والا تشریف لے آیا۔ اور تمام بت جو کعبہ کے اندر اور باہر نصب تھے، یکدم اوندھے منہ گر گئے۔ جب سب سے بڑا بت ہبل منہ کے بل گرا تو اس کے اندر سے آواز آئی۔ آگاہ ہو جاؤ! آج ہادیٔ دوراں پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ اور ان کے نورِ پاک سے مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہو گئی" ؎

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

○ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدۂ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو اس وقت میں گھر میں تنہا تھی اور مجھے دردِ زہ شروع ہوا، اچانک میں نے ایک نہایت خوفناک آواز سنی، جس سے مجھ پر بے حد خوف اور ہیبت طاری ہو گئی۔

"ثُمَّ رَأَیْتُ کَأَنَّ جَنَاحَ طَیْرٍ اَبْیَضَ قَدْ مَسَحَ عَلٰی فُؤَادِیْ فَذَهَبَ عَنِّی الرُّعْبُ"۔

"پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا اور اس نے اپنا بازو میرے سینے پر پھیرا جس سے میرا تمام خوف اور درد آناً فاناً غائب ہو گیا"۔ پھر میں نے اپنے قریب دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ دیکھا، مجھے

پیاس محسوس ہو رہی تھی، میں نے دودھ پی لیا، جو شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر یکایک میرا چہرہ نور سے جگمگا اُٹھا۔ میں نے دیکھا کہ دراز قامت نہایت ہی خوبصورت عورتوں نے مجھے اپنے حلقہ میں لے رکھا ہے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں۔ میں نے پوچھا "تم کون ہو اور کس مقصد کے لئے میرے پاس آئی ہو؟" اُن میں سے ایک خاتون نے کہا "یہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہؑ کی والدہ حضرت ہاجرہؑ ہیں، اور یہ حضرت عیسیٰؑ روح اللہ کی ماں حضرت مریمؑ ہیں۔ میں آسیہؑ (فرعون کی بی بی) ہوں۔ اور ہمارے ساتھ یہ جنت کی حوریں ہیں۔ ہم اس لئے حاضر ہوئی ہیں تاکہ اس پریشانی اور تکلیف کے وقت آپ کی کوئی ادنیٰ خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل کریں۔"

مجھ پر ایک سرور آمیز غنودگی طاری تھی اور میں نے یہ حیرت افزا منظر دیکھا کہ زمین سے آسمان تک نور کا ایک شامیانہ تنا ہوا ہے اور مردوں کی ایک مقدس جماعت فضا میں کھڑی ہے اور اُن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے ہیں۔ پھر میں نے پرندوں کا ایک جھنڈ دیکھا، جن کی چونچیں سبز زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے۔ ان پرندوں نے میرے حجرے کو ڈھانک رکھا ہے۔

"فَكَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِيْ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا وَرَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا بِالْمَشْرِقِ وَعَلَمًا بِالْمَغْرِبِ وَعَلَمًا عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ۔"

"پھر مولیٰ کریم نے میری نگاہوں کے سامنے سے تمام پردے اٹھا دیئے اور میں نے مشرق و مغرب کی ہر ایک چیز کو دیکھ لیا۔ میں نے تین جھنڈے دیکھے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ مکرمہ کی چھت پر نصب ہے۔"

○ یہ ہو تاک آواز آسمان کے دروازوں کے کھلنے کی تھی، جو نورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش مبارک کے وقت فرشتوں کے حاضر ہونے کے لئے کھولے گئے تھے۔ مردوں کی صورت میں آفتابے ہاتھوں میں لئے فرشتوں کی جماعت تھی (جو بسلسلۂ ولادت شریف تعظیماً کھڑے تھے۔) جو آپ کو کوثر و سلسبیل سے غسل دینے کے لئے جنت الفردوس سے لے کر آئے تھے، اور سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ پرندوں کے جھنڈ بھی فرشتے ہی تھے، جو خلوت کدہ آمنہ رضی کو جنات اور شیاطین کی نظرِ بد اور ان کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے نگرانی کر رہے تھے۔ تین جھنڈوں کے نصب کرنے میں اس طرف لطیف اشارہ تھا کہ حضور پُر نور رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین مرکزِ اسلام کعبۂ معظمہ سے نکل کر مشرق و مغرب کے کناروں تک پھیل جائے گا۔

شبِ میلادِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

○ پروردگارِ عالم نے انسانوں کی رُشد و ہدایت اور قوموں کی رہنمائی و دستگیری کے لئے قرآن عزیز اور دو جہان کے والی نبیوں کے سرتاج حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مبعوث فرمایا۔

وہ مبارک شب، جس میں رُشد و ہدایت کے آخری صحیفے (قرآنِ عزیز) نے قلبِ نبوّت کو مُنوّر و مُشرّف فرمایا تھا۔ اُس قدر و منزلت والی رات کو "لیلۃ القدر" کے مبارک نام سے پکارا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک رات میں ایک بڑی قدر و منزلت والی کتاب، بڑی قدر و منزلت والی ہستی پر اور بڑی قدر و منزلت والی اُمّت کے لئے نازل فرمائی۔ اس کی فضیلت اور اہمّیت کو قرآن عزیز کی ایک پوری سورت میں یُوں بیان فرمایا گیا ہے کہ اِس ایک مبارک رات میں ہزار ماہ کی رحمتوں، برکتوں، عبادتوں اور سعادتوں کے بے شمار انوار جلوہ فرما ہیں۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ

"شبِ قدر کا عملِ خیر ہزار مہینوں کے عملِ خیر سے افضل و برتر ہے۔"

اور وہ رات خیر ہی خیر ہے اور ہر شر اور فتنے سے پاک، رات بھر فرشتوں کی آمد اور رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور امن و سلامتی کی بشارتیں دی جاتی ہیں۔"

پھر ہر سال جب قرآنِ عزیز کے نزول کی یہ مبارک رات آتی ہے تو وہ اپنے دامن میں پہلی رات کی سی برکتیں، رحمتیں اور بشارتیں لے کر جلوہ فگن ہوتی ہے اور خیر و برکت کا یہ روح پرور اور ایمان افروز سلسلہ صبح قیامت تک جاری رہے گا۔ جب اس رات کے انوار و برکات کا یہ بصیرت نواز حال ہے جس میں قرآنِ عزیز کے نزولِ اجلال کا آغاز ہوا تو اس متبرک رات کے امتیازی خصوصیات اور انفرادی انوار و تجلیات کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ جس میں محبوبِ کبریا، حاملِ قرآن، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے کائناتِ ارضی کو رشکِ طور بنا دیا ؎

مبارکباد دنیا میں وہ شاہِ مرسلیں آیا
کہ جس سے بڑھ کے پیغمبر نہیں آیا نہیں آیا

اِس مبارک رات میں ازل سے ابد تک تمام مقدس راتوں کے انوار و برکات جلوہ فرما ہیں۔ جب بھی سال گذرنے کے بعد یہ یادگار اور ایمان افروز رات ظہور پذیر ہوتی ہے تو پیکرانِ عشق و وفا شستگانِ تسلیم و رضا کے چہروں پر نکھار اور پژمردہ دلوں میں بہار آ جاتی ہے، اور وہ خدا پرستی اور نیک عملی کے پاک دلولوں اور عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والہانہ سرمستیوں سے سرشار ہو کر اس زندگی بخش رات کے خیر و حسنات سمیٹنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کی پاکیزہ محفلوں میں شب بھر حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

مناقبِ جلیلہ، اوصافِ جمیلہ کے نغمے اور درود وسلام کے ترانے بلند ہوتے رہتے ہیں۔

○ چنانچہ شبِ میلادِ مصطفٰے کی افضلیت اور اس کی جلالتِ شان بیان کرتے ہوئے علمائے امت اور صلحائے ملت رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے یہ صراحت فرمائی ہے کہ یہ رفیع الشان اور عظیم البرکت مبارک رات "لیلۃ القدر" کی محترم و معظم رات سے کئی ایک وجوہ کی بنا پر منفرد اور ممتاز حیثیت اور ارفع و اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔

امام المحدثین علامہ احمد بن محمد القسطلانی شافعی المصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"تین وجوہ کی بنا پر شبِ میلادِ مصطفٰے کو شب قدر سے افضل و اعلیٰ قرار دیا جا سکتا ہے :-

○ ۔۔۔ اِنَّ لَیْلَۃَ الْمَوْلِدِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ لِاَنَّ لَیْلَۃَ الْمَوْلِدِ لَیْلَۃُ ظُهُوْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَیْلَۃُ الْقَدْرِ مُعْطَاۃٌ لَّہٗ

"حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ولادت شریف کی مبارک رات شب قدر سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ ولادت مبارک کی رات خود حضور سید عالم رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور قدسی کی جلیل القدر رات ہے اور شب قدر کی حیثیت ایک تحفہ اور عطیہ کی ہے جو بارگاہِ الٰہی سے آپ کو عطا فرمایا گیا ہے۔"

اور یہ ایک ناقابلِ فراموش حقیقت ہے کہ جس مبارک رات کو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ انور و اقدس کی نسبت سے شرف و مجد کا لازوال اعزاز ملا ہے وہ اُس رات سے یقیناً افضل و اکرم ہے جو رات آپ کو انعام و اکرام کے طور پہ عطا فرمائی گئی ہے۔

○——— شبِ میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اشرف و افضل ہونے کی دُوسری وجہ یہ ہے کہ :-

اِنَّ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ شُرِّفَتْ بِنُزُوْلِ الْمَلَائِکَۃِ فِیْہَا وَلَیْلَۃُ الْمَوْلِدِ شُرِّفَتْ بِظُہُوْرِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

" شبِ قدر کے انوار و برکات مقدّس فرشتوں کے نزول کی وجہ سے ہیں۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْہَا فرشتے اور رُوح القدس اِس بابرکت رات میں اپنے رب کے اذن سے حکم لے کر اُترتے ہیں اور شبِ میلادِ پاک کی افضلیت اور شاہکارِ عظمت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس مقدّس رات میں محبوبِ ربّ العالمین، سیّد المرسلین رحمۃٌ للعالمین، خاتم النّبیّین، حضور محمّد پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی ذاتِ عالی کا ظہورِ قُدسی ہوا ہے۔ جن کی بارگاہِ اقدس کے یہ تمام بزرگ اور مقرّب فرشتے خادم و دربان ہیں " ؎

لولاک لما رُتبہ سرکارِ محمّد

جبریلِ امیں خادمِ دربارِ محمّد

○ شبِ میلادِ اقدس کے افضل و اشرف ہونے کی تیسری وجہ یہ ہے:-

"اِنَّ لَیْلَةَ الْقَدْرِ وَقَعَ فِیْهَا التَّفْضِیْلُ عَلٰی اُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ لَیْلَةُ الْمَوْلِدِ الشَّرِیْفِ وَقَعَ التَّفْضِیْلُ فِیْهَا عَلٰی سَائِرِ الْمَوْجُوْدَاتِ فَهُوَ الَّذِیْ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ فَعَمَّتْ بِهِ النِّعْمَةُ عَلٰی جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ فَکَانَتْ لَیْلَةُ الْمَوْلِدِ اَعَمَّ نَفْعًا فَکَانَتْ اَفْضَلُ۔"

• بے شک لیلۃ القدر کے انوار و برکات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمّت کے لئے مخصوص ہیں۔ اس مخصوص فضل و شرف میں کوئی دوسری اُمّت شریک نہیں لیکن شبِ ولادت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے غیر معمولی انوار و برکات کسی خاص قوم یا کسی خاص ملک کے لئے مخصوص نہیں بلکہ تمام موجوداتِ عالم کے لئے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی جامع الکمالات ذاتِ انور کے سبب ہی سے اللہ تعالیٰ نے ارض و سما کی تمام مخلوقات کو اپنی نعمتوں اور برکتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔" شبِ ولادتِ اقدس میں انوار و تجلیات کی جو موسلا دھار بارش ہوتی ہے اس کی وسعتوں کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ خود پروردگارِ عالم نے اپنے محبوبِ یکتا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شانِ اقدس میں ارشاد فرمایا ہے۔

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ"
"اے محبوب ہم نے تجھے سارے جہانوں کے لئے مجسّم رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

اسی لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمتیں اور نعمتیں تمام کائنات پر نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے اس حقیقت کو تسلیم ہی کرنا پڑتا ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ولادتِ پاک کی مبارک رات فیوض وکمالات اور انوار وبرکات کے لحاظ سے شب قدر سے بدرجہا افضل واعلیٰ ہے۔

اے ربیع الاوّل کے ماہِ نُور! تُو کس قدر افضل واکرم اور احسن واشرف ہے۔ اور تیری حُرمت وعظمت کتنی بلند وبرتر ہے کہ تُو پروردگارِ عالَم کے محبوبِ یکتا اور رسولِ مصطفٰے کی لازوال تجلّیاں لے کر جلوہ گر ہوا ہے۔

از ربیع اوّلیں سرسبز شد کشت دچمن
عندلیبِ خوش نوا برشاخ گل شد نغمہ زن
اندریں ماہِ مُبارک جلوہ گر آں بدر شد
کز فروغِ رُوئے اُو پُر نور شد ہر انجمن

ظہورِ قدسی ـــــ خورشیدِ رسالت کا طلوع

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دِل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

○ــ وہ نورِ مقدّس جس نے عرش و کرسی، ارض و سما، شمس و قمر، شجر و حجر، بحر و بر، حور و ملک، جن و انس کی پیدائش سے پہلے فضائے لامکان کو درخشاں و تابندہ کیا۔ اور جو اپنی رُوح افزا نکہتوں سے مشامِ ملائک کو معطّر اور عالم افروز نور بیزیوں سے فضائے کونین کو منوّر کرتا رہا۔ وہ نُور الانوار نُورِ خدا۔

○ــ صبح صادق کے سُہانے وقت، پیر کے مُبارک دن اور ربیع الاوّل کی 12 تاریخ کو تہذیب و تمدّن سے محروم، بن کھیتی کی سرزمین ام القریٰ (مکہ مکرّمہ) کے معزّز خاندان بنی ھاشم میں خواجہ عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانۂ اقدس میں سیّدہ طاھرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدّس گود میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی مبارک شکل میں جلوہ نما ہوا ؎

نظر آیا خدا کا نُور شکلِ مصطفےٰ ہو کر
مبارک ہو بشر آیا ہے محبوبِ خدا ہو کر

رسالت کو معزز کردیا اپنے تعلق سے
نبوّت کو شرف بخشا ہے ختم الانبیا ہو کر

○ کتنی سعادت افروز اور پُر نور تھی ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ اور دوشنبہ کا دن! جس کی رُوح پرور صبح صادق کو وہ ذات ستودہ صفات رونق افروز عالم ہوئی۔ جس پہ خود خالقِ ارض و سما دُرود و سلام بھیجتا ہے اور جو باعثِ تخلیقِ کائنات اور سرچشمۂ فیوض و برکات ہے۔ جس کا سراقدس وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کے تاج سے مزین ہے اور لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کہ جس کا طغرائے امتیاز اور بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ جس کا انفرادی نشان ہے۔ جس کا رُخِ زیبا آئینۂ جمال کبریا ہے۔ "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ" کے نور سے جس کا قلبِ اقدس منوّر ہے۔ "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" کے سرمہ سے جس کی آنکھیں روشن ہیں۔ "مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" جس کی شان ہے۔ "قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" جس کا مکان ہے۔ "عرشِ اعظم" جس کا ایوان ہے۔ اور "جبریلِ امین" جس کا دربان ہے۔ جس کی اطاعت۔ اطاعتِ یزداں ہے جس کا فعل۔ فعلِ سبحان ہے۔ جس کی بیعت۔ بیعت رحمان ہے۔ جس کا اُسوۂ حسنہ تفسیرِ قرآن ہے۔ جس کی محبت روحِ ایمان ہے اور جس کی عقیدت۔ عرفان کی جان ہے۔

مغزِ قرآں، رُوحِ ایماں، جانِ دیں
ہست حُبِّ رَحْمَةٌ لِلعالمین

صُبحِ سعادت:

○ — ۹ ربیع الاوّل، سوموار کی دلآویز صبح، وہ صُبح جاں نواز اور جہاں آرا تھی جس کی جستجو میں ماہ و خورشید نے کروڑوں برس صرف کر دیئے۔ آسمان کے اَن گِنت ستارے اس پُرعظمت دن کے لئے مدّت ہائے دراز سے چشم براہ تھے۔ اسی صبح سعادت نشان کے لئے عالمِ قُدس کے نقوشِ قدسیّہ ازل سے بے تاب چلے آ رہے تھے آج وہ عظیم المرتبت نورِ خدا اِس ظلمت کدۂ عالم میں جلوہ گر ہوا جس کی خاطر خالقِ کائنات نے بزمِ ہستی کو سنوارا تھا۔ کارکنانِ قضا و قدر کی بزم آرائیاں، حُسن کی رعنائیاں، عشق کی جدّت طرازیاں، بہار کی دلفریبیاں، ابر و باد کی ترنّم خیزیاں، شبنم کی اشک ریزیاں، بادِ شمیم کی عطر بیزیاں، آفتاب کی شعلہ باریاں، مہتاب کی نور افروزیاں، کہکشاں کی ضیاء پاشیاں، فرشتوں کی کرشمہ سازیاں، حُوروں کی عشوہ فرمائیاں، پھولوں کی عطر افشانیاں، بُلبل کی آہ و زاریاں، مرغانِ سحر کی زمزمہ سنجیاں، خلافتِ آدمؑ، شجاعتِ نوحؑ، خلّتِ ابراہیمؑ فصاحتِ اسمٰعیلؑ، بشارتِ یعقوبؑ، جمالِ یوسفؑ، جلالِ موسٰیؑ لحنِ داؤدؑ، سطوتِ سلیمانؑ، صبرِ ایّوبؑ، عصمتِ یحییٰؑ اور اعجازِ عیسیٰ علیہم السلام۔ یہ سب نقش و نگار اور متاع ہائے گراں قدر

اس لئے تھے کہ یہ ایک دن شہنشاہِ عرب و عجم، سیدِ ولدِ آدم، رسولِ اعظم، نبی اکرم، نورِ مجسم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں کام آئیں گے۔ کائناتِ عالم کی تمام رعنائیاں، رنگینیاں اور دلفریبیاں انہی کے رخِ انور کا شاہکار ہیں ؎

نگاہوں میں دلوں میں لالہ زاروں میں ستاروں میں
تمہی تم ہو، تمہی تم ہو، تمہی تم ہو، تمہی تم ہو

یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایک ہی امید کی خاطر   یہ ساری کاوشیں تھیں ایک صبحِ عید کی خاطر

مشیت تھی کہ یہ سب کچھ تہِ افلاک ہونا تھا
کہ سب کچھ ایک دن نذرِ شہِ لولاک ہونا تھا

ہاں! آج وہ روح پرور اور روح افزا عیدِ میلاد النبی تھی جب ؎
بصد اندازِ یکتائی، بغایت شانِ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہؓ کی گود میں آئی

○

نوعِ انساں کو ملی آج سے ملی راہِ نجات
عیدِ میلاد کی خوشیاں ہوں مبارک سب کو

ہو مبارک کہ شہِ ارض و سما آئے ہیں   شاہِ دیں آئے ہیں محبوبِ خدا آئے ہیں
مرحبا پیکرِ تسلیم و رضا آئے ہیں   حبذا محرمِ اسرارِ دنیٰ آئے ہیں
کالی کملی میں چھپائے ہوئے انوارِ سحر   لیکے آنکھوں میں رسالت کی ضیا آئے ہیں

لب پہ جاری ہے ملائک کے درود و سلام
حور و غلماں نے کہا صلِ علیٰ آئے ہیں

○ — آج کائنات کا وہ رہبرِ معظّم اور مصلحِ اعظم جلوہ گر ہوا، جس کے میلاد شریف کے ساتھ ہی ہر قسم کی مقامی نبوتوں اور ہر نوع کی ہدایتوں کا بالکلیہ خاتمہ ہوگیا۔ آج وہ بے مثل ہستی رونق افروزِ عالم ہوئی جس کی تعلیماتِ مقدسہ اور سیرتِ طیّبہ سے دنیا کی قسمت بدل جائے گی۔ اور جس کی بدولت بُرے، اچھے۔ بد، نیک اور اشرار اخیار بن جائیں گے۔ جو سرکشوں اور باغیوں کی گردنیں جھکانے، گرے ہوؤں کو سہارا دینے، روندی ہوئی انسانیت کو سنوارنے، غریبوں کی دستگیری کرنے، بیواؤں اور مظلوموں کے آنسو پونچھنے، بھٹکے ہوئے انسانوں کو سیدھا راستہ دکھانے، غلاموں اور یتیموں کی فریاد رسی کرنے کے لئے اس آب و گل کی دنیا میں تشریف فرما ہوئی ۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا	مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا	وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

عجائباتِ ولادت کا ظہور:

○ — موسمِ بہار کے کیف بار دن، صبح صادق کے جاں نواز لمحات ۹ ربیع الاوّل کی سہانی گھڑی میں اُس نبیٔ اکرم، نورِ مجسّم، محسنِ اعظم، خیرِ مجسّم، پیکرِ عظمت، سراپا شرافت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے وجودِ مسعود سے کائناتِ عالم کو نوازا۔ جس کا ثانی نہ ازل میں تھا

نہ ابد تک ہوگا ؎

پیر کے دن جہانوں کا پیر آ گیا
بے مثال آ گیا بے نظیر آ گیا
باکمال آ گیا، اور بشیر آ گیا
دونوں عالم کا بدرِ منیر آ گیا

محمد حبیبِ خدا آ گیا
مصطفےٰ آ گیا، مجتبےٰ آ گیا

○ جس کی تشریف آوری کے ساتھ محفلِ کائنات میں ایسے عظیم الشان عجائباتِ قدرت کا ظہور ہوا کہ کبھی دنیا میں ایسے انوکھے اور تابناک عجائبات دیکھنے میں نہیں آئے ؎

خدا کی شانِ رحمت کے فرشتے صف بصف آئے
پرے باندھے ہوئے سب ہی دنیا کے طرف آئے
سحابِ نور آکر چھا گیا مکے کی بستی پر
ہوئی پھولوں کی بارش ہر بلندی اور پستی پر

در و دیوار استادہ ہوئے تعظیم کی خاطر
زمیں کیا، آسماں بھی جھک گیا تسلیم کی خاطر

○ کائناتِ ارض و سما کا ذرّہ ذرّہ بقعۂ نور بن گیا۔ کعبۂ معظّمہ نے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانۂ اقدس کی طرف سجدہ کیا۔ بے زبان جانور انسانی زبان میں آپ کی آمد کی خوشخبری سنانے لگے۔ پرندے تہنیت کے گیت گانے لگے۔ مکہ کے سوکھے درختوں میں جانِ بہار آ گئی۔ آسمان کے تارے زمین پر جھک گئے۔ بہشتی حوروں نے اس کے تلووں کو چوما اور قدسیوں نے اس کی تعظیم و تقدیس کے نغمے گائے ؎

خدا نے کتنا بلند آپ کا مقام کیا
جبین کعبہ جھکی عرش سے سلام آیا

بیت اللہ اور صنم خانوں کے تمام بت سرنگوں ہو گئے۔ ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدۂ فارس (جو متواتر ایک ہزار سال سے روشن تھا) بجھ گیا۔ شیاطین کا آسمانوں پر آنا جانا بند ہو گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ ولادت کے وقت ایک عظیم نور چمکا۔ جس نے مشرق و مغرب کی تمام فضا کو تابندہ اور روشن کر دیا۔ آتشکدۂ کفر اور آذرکدۂ شرک کے کھولتے دوزخ سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانے لرز اٹھے۔ شر و فساد کے دفتر الٹ گئے۔ شکوہ عجم، صولتِ روم اور سطوتِ ایران خاک میں مل گئی۔ چھ سو برس کے طویل عرصہ کے بعد چمنستانِ دنیا پر نورِ ہدایت اور بارانِ رحمت کا نزول ہوا۔ توحیدؔ رسالت کا اجڑا ہوا چمن مسکرایا۔ انسانیت و اخلاق اور روحانیت و سعادت کے گلشن میں روح پرور بہاریں آگئیں۔ ضلالت و سفاہت اور جہالت و بربریت کا شیرازہ بکھر گیا۔ ریاضِ کونین میں خلوص، محبت، وفا اور علم و دانش کے غنچے مسکرانے لگے۔ گل کدۂ رحمت کا وہ گلِ رنگین کھلا۔ جس کی روح افزا نکہت سے نیکی اور حق پرستی کی ساری فضا مہک اٹھی۔ شرافت و سعادت اور سیادت و نجابت کی تجلیاں ہر طرف پھیل گئیں۔ مظلوم اور دکھی دنیا کے مردہ جسموں میں جان آگئی۔ ظالم اور خونریز انسانوں کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ

گئی۔ فردوسی خوشبوؤں نے درود و سلام کے پھول پیش کئے، اور پیغامِ مسرت و شادمانی سنایا کہ اے اہلِ عالم! حق و صداقت کا علمبردارِ معظم، علم و عرفان کا معلمِ اعظم، اتفاق و اتحاد کا پیکرِ مجسم اور عدل و انصاف اور مساوات و اخوت کا قائدِ مکرم، دُرِّ یتیم عبداللہؓ اور جگرگوشۂ آمنہؓ عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف فرما ہوا۔

مبارک ہو کہ وہ نورِ فلک نورِ زمیں آیا
کہ ثانی جس کا دنیا میں نہیں آیا نہیں آیا

○ کارکنانِ قضا و قدر کو بارگاہِ ربّ العزت سے فرمان الاشان ہوا

ندا آئی دریچے کھول دو ایوانِ قدرت کے
نظارے خود کریں گی آج قدرت ان قدرت کے

صدا ہاتف نے دی اے ساکنانِ خطۂ ہستی
ہوئی جاتی ہے پھر آباد یہ اُجڑی ہوئی بستی

مبارک باد بیواؤں کی حسرت زا نگاہوں کو
اثر بخشا گیا نالوں کو فریادوں کو آہوں کو

ضعیفوں بیکسوں آفت نصیبوں کو مبارک ہو
یتیموں کو غلاموں کو غریبوں کو مبارک ہو

مبارک ہو کہ دورِ راحت و آرام آ پہنچا
نجاتِ دائمی کی شکل میں اسلام آ پہنچا

مبارک ہو کہ ختم المرسلیں تشریف لے آئے
جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

کتاب الشفا۔ زرقانی۔ خصائص کبریٰ:

○ جناب سیدہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

وَلَدْتُہٗ نَظِیْفًا مَا بِہٖ قَذَرٌ

ولادت کے وقت آپ نہایت ہی صاف ستھرے اور طیب و طاہر تھے۔

اور جسمِ اقدس پر کسی قسم کی کوئی نجاست اور آلودگی نہ تھی جسمِ انور سے نہایت ہی پاکیزہ اور شاندار خوشبو نکل رہی تھی۔ سارا گھر معطر و معنبر ہو گیا۔

اُنھیں کی بُو مایۂ سمن ہے اُنہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
اُنہیں سے گلشن مہک رہے ہیں اُنھیں کی رنگت گلاب میں ہے

○ خَرَجَ مَعَہٗ نُوْرٌ اَضَاءَ لَہٗ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَرَاَیتُ قُصُوْرَ الشَّامِ وَالْبَصْرٰی فِیْہِ۔

"آپ کی ولادت مبارک کے وقت آپ کے ساتھ ایسا عظیم الشان نُور نکلا جس سے مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہو گئی اور اس روشنی میں مجھے مملکت شام و بصریٰ کے محلات نظر آنے لگے۔"

زرقانی۔ انوارِ محمدیہ۔ مدارج النبوت

○ ثُمَّ وَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ مُعْتَمِدًا عَلٰی یَدَیْہِ ثُمَّ اٰخَذَ قَبْضَۃً مِنَ التُّرَابِ فَقَبَضَھَا وَرَفَعَ رَاسَہٗ اِلَی السَّمَاءِ۔

"پھر جب آپ زمین پر جلوہ افروز ہوئے تو دونوں ہاتھوں پر سہارا لئے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور سر مبارک آسمان کی جانب بلند فرمایا۔"

خصائص کبریٰ۔ شواہد النبوۃ؛

○ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے۔ حضرت آمنہ طاہرہ فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ سجدے میں تشریف رکھتے ہیں۔ پھر

سجدے سے سرِ اقدس اٹھا کر شہادت کی انگلی آسمان کی طرف بلند کر کے نہایت فصیح زبان سے فرمایا: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ "نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ اور میں اللہ کا رسول ہوں"۔

○— امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سب سے پہلے جو کلام مبارک فرمایا تھا وہ " اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا " ہے۔ (خصائص کبریٰ)

○— حضرت علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیرتِ حلبیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جب حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی، آپ کے ہونٹ مبارک ہل رہے تھے اور آپ پڑھ رہے تھے: " اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔

○— پھر میں نے ایک بہت بڑے نورانی ابر کو آسمان کی طرف سے آتا ہوا دیکھا۔ جس میں گھوڑوں کے ہنہنانے، پرندوں کے بازوؤں کے پھڑپھڑانے اور انسانوں کی باتوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ یہاں کہ اس نورانی بادل نے آپ کو ڈھانپ لیا اور آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر اس وقت میں نے ایک منادی کو اعلان کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا، " محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ملکوں ملکوں پھراؤ، مشارق و مغارب کا طواف کراؤ۔ سات سمندروں کی تہوں میں لے جاؤ۔ جن و انس چرند پرند

اور ملائکہ کو زیارت کراؤ۔ تاکہ تمام مخلوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلعتِ اقدس سے متعارف ہو جائے، اور حضورؐ کے اسمِ گرامی، اور حضورؐ کی بے مثل ذات اور کمالات سے واقف ہو جائے۔ آپؐ کو حضرت آدمؑ کا اخلاق، حضرت شیثؑ کی معرفت، حضرت نوحؑ کی شجاعت، حضرت ابراہیمؑ کی دوستی، حضرت اسمٰعیلؑ کی زبان، حضرت اسحاقؑ کی رضا، حضرت صالحؑ کی فصاحت، حضرت لوطؑ کی حکمت، حضرت یعقوبؑ کی بشارت، حضرت موسیٰؑ کی قوت، حضرت ایوبؑ کا صبر، حضرت یونسؑ کی اطاعت، حضرت یوشعؑ کا جہاد، حضرت داؤدؑ کی آواز، حضرت دانیالؑ کی محبت، حضرت الیاسؑ کا وقار، حضرت یحییٰؑ کی پاکدامنی، حضرت عیسیٰؑ کا زہد و تقویٰ کی صفات سے آراستہ کردو، اور تمام پیغمبروں کے مبارک اور برگزیدہ اخلاق میں آپؐ کو رنگ دو۔ تاکہ جملہ انبیاء و رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات اور فیوض و کمالات آپ کی ذاتِ اقدس میں جمع ہو جائیں۔

حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مُہرِ نبوت:

○— سیّدہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:-
تھوڑی دیر کے بعد وہ نوری بادل چھٹ گیا میں نے اپنے لختِ جگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا تو وہ چودہویں کے چاند کی طرح

چمک رہا تھا۔ اور جسمِ اقدس سے نہایت پاکیزہ اور نیز کستوری کی سی خوشبو مہک رہی تھی۔ میں نے تین آدمی اس حال میں دیکھے کہ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم کا ٹکڑا تھا۔ پھر اس نے اس ریشمی کپڑے میں سے ایک مہر نکالی جس کا نور اتنا درخشاں تاباں کہ آنکھوں کو اس کے دیکھنے کی تاب نہیں تھی۔ پھر انہوں نے آپ کو لوٹے کے پانی سے سات بار غسل دیا اور اسی مہر سے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی اور آپ کو حریر میں لپیٹ کر میرے سپرد کیا اور خود غائب ہو گئے۔

تاریخِ ولادت کی تحقیق

○ــــ حضور نبی اکرم نیّرِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کس سال، کس ماہ، کس تاریخ اور کس دن میں ہوئی۔ اس میں اہلِ سیر و تاریخ کے درمیان کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ البتہ جمہور مشاہیر علمائے کرام کا تین باتوں پر مکمل اتفاق ہے۔ ایک یہ کہ آپ کی ولادت مبارک ربیع الاوّل میں اُس سال ہوئی، جب حاکمِ یمن ابرہہ اشرم نے کعبہ ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کے لشکر سے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی۔

چنانچہ سیرت و مغازی کا مشہور امام محمد بن اسحاق اور جلیل القدر محدث و مؤرخ حافظ ابن کثیر و جمہور علمائے کرام کی یہی رائے نقل کرتے ہیں:۔

"وَالْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ اَنَّ عَلَيْهِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ وُلِدَ عَامَ الْفِيْلِ"
"یعنی اس بات پر سب متفق ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عام الفیل میں پیدا ہوئے"

دوسری اور تیسری بات یہ ہے کہ آپ کی ولادت سراپا البشارت ربیع الاوّل شریف کے مہینہ دوشنبہ کے مبارک دن سپیدہ سحر کے جاں نواز لمحات میں ہوئی۔

○ وَهٰكَذَا مَا لَا خِلَافَ فِيْهِ اَنَّهُ وُلِدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ثُمَّ الْجُمْهُوْرُ عَلٰى اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِىْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ - (ابن کثیر)

اور اس پر کلی اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔ پھر جمہور مشاہیر علمائے کرام کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔

○ علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهُ وُلِدَ فِىْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَنَقَلَ ابْنُ الْجَوْزِىِّ الْاِتِّفَاقَ (زرقانی)

اور مشہور یہی ہے کہ آپ ماہ ربیع الاوّل میں پیدا ہوئے اور یہی جمہور علمائے کرام کا قول ہے۔ اور محدث ابن جوزی نے بھی اسی کو متفق علیہ قرار دیا ہے۔

○ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

ایک اعرابی نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا، یارسُولَ اللہ! حضور پیر کے دن کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ "آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ وہ (مقدس) دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی، اور اسی دن مجھ پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی۔" (مسلم شریف)

○ سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مبارک زندگی میں دوشنبہ کا مبارک دن ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت باسعادت، اعلانِ نبوت، ہجرت قبا میں داخلہ اور وفات شریف کا سانحہ سب اہم امور اسی مبارک دن میں وقوع پذیر ہوئے۔

○ حضرت جبیر بن معطم، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ (مسند احمد۔ زرقانی)	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پیر کے دن پیدا ہوئے

○ لیکن تاریخ ولادت کے تعیّن کے بارے میں اہلِ سیر و تاریخ کے متعدد اقوال مذکور ہیں:۔

طبری اور ابن خلدون نے ۱۲ ربیع الاوّل اور ابوالفداء نے ۱۰ ربیع الاوّل کی تاریخ لکھی ہے اور عوام میں بھی مشہور یہی بات ہے کہ بارہ ربیع الاوّل تھی۔ اور بعض کمزور روایات اس کی پشت پناہی

لیکن صحیح اور مستند قول یہ ہے کہ ۹، ربیع الاوّل تاریخ ولادت ہے اور مشاہیر علمائے تاریخ و حدیث، جلیل القدر ائمہ دین اور سیرت نگاروں کی بڑی اکثریت اسی تاریخ کو صحیح اور اثبت کہتی ہے۔ چنانچہ سب محدثین اور مؤرخین کا اس پہ اتفاق ہے کہ دوشنبہ کا دن ۹۔ ربیع الاوّل کے سوا کسی اور تاریخ سے مطابقت نہیں کھاتا۔ اس لئے ۹۔ تاریخ ہی صحیح معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ قطب الدین قسطلانی۔ حمیدی الازدی۔ عقیل۔ یونس بن یزید۔ ابن عبداللہ۔ حافظ ابن حزم۔ محمد بن موسیٰ۔ خوارزمی۔ ابوالخطاب ابن دحیہ۔ ابن تیمیہ۔ ابن قیم۔ ابن کثیر۔ ابن حجر عسقلانی۔ شیخ بدرالدین عینی۔ محمد طلعت۔ بکنۃ العرب جیسے مقتدر علمائے کرام کا یہی قول مختار ہے۔ محمود پاشا فلکی نے (جو قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم گذرا ہے) دلائل ریاضی سے پوری تحقیق کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ کسی حساب سے بھی دوشنبہ (پیر) کا دن ۱۲، ربیع الاوّل کو نہیں آتا بلکہ ۹ ربیع الاوّل کو ہی آتا ہے۔ اس لئے بلحاظِ قوت و صحت روایات اور باعتبارِ حساب ہیئت و نجوم ولادت مبارک کی مستند تاریخ ۹، ربیع الاوّل ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد سے اُجالا کر دے

محفلِ پاکِ شہِ لولاک
(صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)

برس رہی ہے خدا کی رحمت نہ عطا و کرم کھلا ہے
زمیں پہ عرشِ بریں کی صورت قیامِ بزمِ شہِ ہدا ہے

ماہِ ربیع الاوّل کی آمد، مسلمانانِ عالم کے لئے جشن و مسرت کا ایک عالمگیر پیغام ہے۔ اسی مبارک مہینہ کی ایک روح پرور اور جاں نواز سحر کو خداوند قدوس کی رحمتِ عامہ اور نعمتِ تامہ کا دنیا میں نزولِ اجلال ہوا۔ طریقِ حق کے داعی کی تشریف آوری سے عالمِ انسانیت کی روحانی غمگینیاں اور اخلاقی پستیاں ختم ہوگئیں ؎

تیرے آنے سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہوگیا پھر فضلِ ربّانی

اس مبارک ماہ میں اہلِ ایمان خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے مخمور ہوجاتے ہیں۔ اُن کے اندر خدا کے رسولِ برحق کی محبت و شیفتگی کا والہانہ جوش اور جذبہ بڑھ جاتا ہے۔ تمام مسلمانانِ عالم انتہائی تزک و احتشام اور عقیدت و احترام سے جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں۔ ذکر و فکر کی مقدس محفلیں منعقد کی جاتی ہیں اور انتہائی جوش و خروش سے جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے

تمام فضا حمد و نعت کے مبارک ترانوں اور درود و سلام کے مقدس نغموں سے گونج اٹھتی ہے۔ ہر مسلمان اپنا زیادہ سے زیادہ وقت حضور نبیٔ اکرم، رسولِ معظم، نورِ مجسم، واقفِ اسرارِ لوح و قلم، جانِ دو عالم سیدنا و مولانا محمدِ مجتبیٰ احمدِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی یاد میں، حضور انور کے ذکر و فکر میں اور حضور انور کے عشق و شیفتگی کے کیف و سرور میں بسر کرنا چاہتا ہے۔ کائناتِ ہستی کی تمام پاک روحیں اور سعید ہستیاں اس مبارک ماہ کے انوار و برکات سے فیضیاب ہونے کو انسانیت کی معراج، ایمان کا کمال سمجھتی ہیں۔ ذکرِ رسول ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پہچان اور حُبِّ رسول ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کا ایمان ہے۔ بلا شبہ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک ولولے، اور یہ مخلصانہ ذوق و شوق ایمان والوں کی زندگی کی سب سے قیمتی متاع اور انسانی سعادت کا غیر فانی سرمایہ ہے ؎

مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی، تمام بولہبی است

پیغمبرِ اسلام، پیکرِ اعجاز، سیدالمرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور قدسی خالقِ کائنات کی عظیم ترین نعمت ہے۔ فیضانِ الٰہی کا تذکرہ، نعمت و رحمت سے نوازنے پر اُس کا شکریہ ادا کرنا، اُس کی یادگار قائم کرنا اور [illegible] مسرت و انبساط کا اظہار کرنا۔

فرمانِ الٰہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا۔

" اے محبوب! فرما دیجئے اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت کے ملنے پر لوگوں کو چاہیئے کہ خوشیوں کا اظہار کریں"۔

لاریب، حضور پُرنور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم اور رحمتِ عمیم ہے اس لئے جس مبارک دن کو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑی رحمت کی تشریف آوری ہوئی، اُس دن خوشی کرنا یقیناً ارشادِ خداوندی کی تعمیل اور شریعتِ محمدیہ کا نہایت پسندیدہ اور محمود فعل ہے۔ اور زمانہ نبوت سے لے کر آج تک اہلِ عشق و محبت کا یہی محبوب طریقہ رہا ہے۔ چنانچہ علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

" وَلَا زَالُ یَحْتَفِلُوْنَ بِشَھْرِ مَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سراپا بشارت کے مبارک مہینے میں اہلِ اسلام ہمیشہ سے میلادِ پاک کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں"۔

○ — شیخ المحدثین حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :۔

" یَسْتَحِبُّ لَنَا اِظْھَارُ الشُّکْرِ لِمَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ "

" ہم غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادتِ باسعادت پر شکر کا اظہار ازبس ضروری ہے"۔

اسلئے ہر دور میں عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماہ ربیع الاوّل میں بڑے ذوق و شوق سے میلادِ مصطفیٰ کی محفلوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ مدح و نعت کے ترانوں، در و دیوار کی آرائشوں، اور روشنی کے فانوسوں کا اہتمام کر کے عشقِ محمدی اور محبتِ نبوی کے والہانہ جذبات کا اظہار کرتے رہتے ہیں ؎

آؤ کہ ذکرِ حسنِ شہِ بحر و بر کریں
عشقِ نبی کی آگ کو کچھ تیز تر کریں

○

پرتوِ جمال

کون و مکاں میں دھوم ہے جن کے جمال کی
لاؤں مثال کیسے میں اس بے مثال کی

ہے والضحیٰ میں وصفِ رخِ پاک کا بیاں
واللیل میں قسم ہے اسی زلفِ دلِ کی

مظہر ہیں آپ رحمتِ حق کے ظہور کا
قدرت ہے آپ ہی سے عیاں لایزال کی

جس کی تجلیاں ہیں سرِ عرش جلوہ ریز
تعریف کون کر سکے اس کے کمال کی

آقا کے فیض سے حبشی کا ہے یہ مقام
حوروں کو ہے عزیز سیاہی بلال کی

باطل سے رزمگاہ میں ٹکرا گئے حسینؓ
عظمت تو دیکھئے گا ذرا ان کے لال کی

مسرور جب ہے عشقِ محمد ہوا عطا
حاجت نہیں رہی مجھے اب جاہ و مال کی

انوارِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

صحابۂ کرام کے ارشاداتِ قدسیہ کی روشنی میں

قرآن و سنّت کے بعد تیسرے درجے میں مسائلِ شرعیہ اور احکامِ دینیہ میں اہم ترین حیثیّت تربیّت یافتگانِ نبوّت حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ارشاداتِ گرامایہ کی ہے۔ یاذوق اہلِ دل حضرات کی ضیافتِ قلب و نظر کے لئے چند صحیح ترین ارشاداتِ عالیہ پیشِ خدمت ہیں:۔

مواہب اللدنیہ۔ ابن سعد۔ خصائص کبریٰ:۔

○ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اِنَّ آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ قَالَتْ لَمَّا فَصَلَ مِنِّيْ خَرَجَ مَعَهُ نُوْرٌ اَضَاءَ لَهُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ"

"کہ حضور ہادیٔ اعظم نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی والدۂ ماجدہ سیّدہ آمنہؓ بیان فرماتی ہیں کہ "حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادتِ مبارک کے وقت ایک ایسا نورِ عظیم ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب

کی ساری فضا روشن ہوگئی اور اس تیز روشنی میں مجھے سرزمین شام کے شاہی محلات نظر آنے لگے۔"

بیہقی۔ مواہب اللدنیہ۔ زرقانی۔ طبرانی:

○ — حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

"لَمَّا حَضَرَتْ وِلَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَأَیْتُ الْبَیْتَ حِیْنَ وَقَعَ قَدِ امْتَلَأَ نُوْرًا وَ رَأَیْتُ النُّجُوْمَ تَدْنُوْ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّھَا سَتَقَعُ عَلَیَّ۔"

"جس وقت حضور رسول اعظم نبی اکرم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی میں آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر تھی۔ مجھے سیدہ آمنہؓ کے کاشانۂ اقدس میں سوائے نور کے کچھ نظر نہ آتا تھا اور میں نے یہ عجیب منظر بھی دیکھا کہ آسمان کے ستارے حجرۂ مبارک کے اس قدر قریب آگئے کہ مجھ کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ ستارے مجھ پر نہ گر جائیں۔"

ابونعیم۔ مواہب اللدنیہ۔ مدارج النبوۃ؛

○ — حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا (جو آپ کی دایہ تھی) بیان کرتی ہیں۔

"لَمَّا وَلَدَتْ آمِنَةُ وَقَعَ عَلٰی یَدَیَّ وَاسْتَهَلَّ سَمِعْتُ قَائِلاً رَحِمَكَ اللّٰہ وَ اَضَاءَلِیْ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی قُصُوْرِ الرُّوْمِ۔"

کہ "جب نبیٔ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے تو میں نے اُن کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھایا پھر آپ کو چھینک آئی اور رو پڑے اس وقت میں نے کسی کہنے والے کی آواز کو سُنا جو کہہ رہا تھا یَرْحَمُكَ اللّٰہُ (اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو) اور میں نے اس نیر روشنی میں شام کے شاہی محلات کو دیکھ لیا۔"

شواہد النبوۃ:

○ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سراپا سعادت کے وقت میں سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ اقدس میں حاضر تھی۔ میں نے ایسے عجیب نشانات قدرت دیکھے جن کا اس سے قبل کبھی بھی دنیا میں ظہور نہیں ہوا ○ میں نے دیکھا کہ پیدائش کے بعد آپ نے سب سے پہلے سجدہ کیا ○ سجدے سے سر اُٹھا کر فصیح و بلیغ زبان میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ارشاد فرمایا ○ آپ کے چہرۂ انور کی ضیاپاشیوں سے کاشانۂ آمنہ روشن و منور ہوگیا ○ حسب دستور جب میں نے غسل دینے کا

ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی۔ "اے صفیہ! تو غسل دینے کی کوشش نہ کر۔ کیونکہ ہم نے اپنے محبوب یکتا صلی اللہ علیہ وسلم کو پاک وصاف پیدا کیا ہے ○ جب میں نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پیدا ہونے والا نورانی بچہ لڑکا ہے یا لڑکی تو میں نے دیکھا کہ آپ مختنہ شدہ اور ناف بریدہ تھے ○ جب میں نے یہ ارادہ کیا کہ آپ کو قمیص پہناؤں تو میں نے آپ کی پشت مبارک پر دونوں شانوں کے درمیان ایک گول نشان دیکھا جس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا۔

خاتم النّبیّین

مسند احمد۔ بیہقی۔ الطبرانی۔ الحاکم

○ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:۔ ایک بار حضور رسول اعظم، نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ابتدائی زندگی کی ایمان افروز جاں بخش روئداد یوں بیان فرمائی:۔

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ وَسَاُنَبِّئُکُمْ بِاَوَّلِ ذٰلِکَ دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ وَبِشَارَۃُ عِیْسٰی قَوْمَہٗ وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَ

مِنْهُ تُصُوْرُ الشَّامِ وَکَذٰلِکَ اُمَّھَاتُ الْاَنْبِیَاءِ یَرَیْنَ۔

" بیشک میں اللہ تعالیٰ کے حضور اُس وقت خاتم النّبیین لکھا جاچکا تھا جبکہ سیّدنا حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ابھی آب و گل ہی کی حالت میں تھے اور مجھے ختم نبوّت کا خصوصی اعزاز مل چکا تھا۔ یعنی میں اُس وقت منصبِ نبوّت پر فائز تھا۔ جب نہ زمانہ تھا نہ مکان نہ جہت، نہ زمین نہ آسمان۔ لو تم کو اپنی حقیقت کی خبر دیتا ہوں کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی (پیاری) دُعا ہوں اور حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کی (دل خوش کن) بشارت کا مصداق ہوں اور اپنی والدۂ ماجدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا وہ (دلنواز) معائنہ ہوں، جو اُنہوں نے میری ولادت (سراپا بشارت) کے وقت یوں مشاہدہ کیا تھا کہ اُن سے ایک نُور (عظیم) ظاہر ہوا۔ جس کی تیز روشنی سے اُن کے لئے شام کے شاہی محلات روشن ہوگئے۔ اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی (مبارک) مائیں بھی دیکھا کرتی تھیں۔"

○ سُبحان اللہ العظیم! حضور نُورِ مجسّم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا نُور ہونا خود بیان فرمایا، اور نُور بھی ایسا رفیع الشان کہ اگر وہ کسی چار دیواری کے اندر چمکے تو بھی کوئی دیوار، پہاڑ اور حجاب حائل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ نے مکہ مکرمہ میں اپنے کاشانۂ اقدس کے اندر بیٹھ کر سرزمینِ شام

کے مکانوں کا نظارہ دیکھا۔

انتباہ ! اس ارشادِ نبوت میں لفظ رؤیا سے خواب مراد نہیں، بلکہ بیداری میں ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کو بھی رؤیا کہا جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ محقق حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اِس ارشادِ گرامی کی شرح میں رقمطراز ہیں:۔

"گفتہ اند کہ ایں در بیداری می بود پس مراد بر رؤیا رؤیائے عینی است"

○ — حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ :۔

" ایک بار حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک جماعت نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں اپنی زندگی کی ابتدائی کیفیات سے مطلع فرمائیں ؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ " میں اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں (جس کا ذکر باری تعالیٰ جلّ شانہٗ نے قرآنِ عزیز میں اِس طرح کیا ہے :۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرہ)

" اے ہمارے پروردگار ! ان اہلِ عرب ہی میں سے ایک عظیم الشان رسول بھیج جو اُن پر تیری آیات پڑھے اور اُن کو

کتاب وحکمت سکھائے اور ان کو ہر قسم کی برائیوں سے پاک کرے بے شبہ تو (غالب اور حکمت والا ہے)"۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں (بشارت مسیح علیہ السلام کا ذکر سورۂ صف میں اس طرح منقول ہے:۔

"وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔

" اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے کہا، اے بنی اسرائیل! میں تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو میرے سامنے موجود ہے، اور بشارت دینے والا ہوں ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد آئیگا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ پس جب اُن کے پاس وہ (خدا کا پیغمبر) دلائل لے کر آیا تو یہ کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے"۔

○ــــ نیز میری والدۂ ماجدہؓ نے (جب میں ان کے شکم مبارک میں جلوہ افروز تھا) دیکھا کہ اُن کے جسم سے ایک نور خارج ہوا جس سے سرزمین شام وبصریٰ کے محلات تک نظر آنے لگے۔

○ــــ میں نے قبیلہ بنی سعد بن بکر میں دودھ پیا۔ یہ اُنہی دنوں کا

واقعہ ہے کہ ایک روز میں اپنے رضاعی بھائی کے ہمراہ جنگل میں تھا کہ دو شخص نمودار ہوئے۔ جنہوں نے بہت ہی سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ان کے پاس سونے کا ایک طشت تھا جو برف کی طرح ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے سینے سے تہ معدہ تک میرا پیٹ چاک کیا، دل باہر نکالا اور پھر اسے شگاف دیا اور اس سے خون کا ایک لوتھڑا نکال کر پھینک دیا۔ پھر میرے دل اور پیٹ کو اس برف کی طرح کے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک نے کوئی چیز پکڑی، میں نے دیکھا کہ وہ نور کی ایک مہر تھی جو نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ انہوں نے میرے دل پر رحمت کی یہ مہر لگائی۔ پھر دل کو اپنے مقام پر رکھ دیا۔ اس کے بعد دوسرے آدمی نے اپنا ہاتھ میرے چیرے ہوئے سینے پر پھیرا تو وہ بالکل درست ہو گیا۔ اس تمام کارروائی کے دوران نہ مجھے کوئی تکلیف محسوس ہوئی اور نہ میرے جسم سے کوئی خون کا قطرہ نکلا۔"

○ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے شق صدر مبارک کے بعد قلب اطہر کو جب زمزم کے پانی سے دھویا تو فرمانے لگے: قَلْبٌ سَدِيْدٌ فِيْهِ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ۔ "قلب انور بڑا مضبوط، پاک اور بے عیب ہے۔ اس میں دو آنکھیں ہیں جو کائنات کا مشاہدہ کرتی ہیں اور دو کان

ہیں جو ہر آواز کو سماعت فرماتے ہیں۔ (فتح الباری)

پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ "ان کی اُمّت کے دس آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو"۔ جب ایسا کیا گیا تو میں بھاری رہا۔ پھر کہا ایک ہزار کے ساتھ وزن کرو"۔ جب بھی میں ہی بھاری ثابت ہوا۔ آخر میں اُس نے اپنے ساتھی سے کہا "چھوڑیئے۔ اگر ساری اُمّت کے ساتھ ان کا وزن کیا گیا تو بھی بھاری یہی رہیں گے۔"

شمائل ترمذی۔ مشکوٰۃ شریف۔ دارمی۔ طبرانی

○ ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ ـ

"حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دونوں مبارک دانتوں میں کشادگی تھی جب حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو سامنے والے دانتوں سے نور نکلتا نظر آتا تھا۔"

○ ـــ حضور حبیبِ کردگار مدنی تاجدار نورالانوار صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نور مجسم تھے ازفرق تا بقدم نور ہی نور تھے۔ اس لئے دوران گفتگو سامنے کے دونوں دانتوں سے حسّی نور ظاہر ہوتا تھا جو ظاہری آنکھوں سے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت علامہ شیخ ابراہیم البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر

فرماتے ہیں یعنی یہ نورِ مبارک جو اس وقت ظاہر ہوتا تھا۔ آنکھوں سے نظر آتا تھا وَیَکُوْنُ الْخَارِجُ حِیْنَئِذٍ نُوْرًا حِسِّیًا مُعْجِزَۃً لَّہٗ

اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ تھا۔ (المواہب اللدنیہ)

مشکوٰۃ۔ ترمذی۔ حجۃ اللہ علی العالمین؛

○— سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدِ ولدِ آدم رحمتِ عالم نورِ مجسم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ باکمال اور حسنِ لازوال سے متاثر ہو کر اپنا تاثر یوں بیان فرماتے ہیں:۔

- مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ

"میں نے کوئی چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ خوبصورت اور حسین نہیں دیکھی یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے چہرۂ اقدس میں آفتاب جہاں تاب رواں دواں ہے۔

کیا شان ہے جنابِ رسالتمآب کی
نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی

شمائل ترمذی:

○— حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:۔
مَا رَأَیْتُ شَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْہُ۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز سے بڑھ چڑھ کر حسین و خوبصورت پایا۔
آپ سب لوگوں سے بڑھ کر خوب رُو اور خوش خلق تھے۔

○— سُبْحَانَ اللّٰہِ! حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

جاں نثارانِ نبوت کی والہانہ محبت، شیفتگی اور عقیدت کا کیا عالم ہے کہ کائناتِ خداوندی میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نورانی وجودِ مبارک سے بڑھ کر کوئی حسین و خوبصورت چیز نظر ہی نہیں آتی۔ نعم ما قال ؎

محمد مصطفےٰ کہیئے امامِ مرسلاں کہیئے	نہیں ہے ان کا ثانی انکو شاہِ کون و مکاں کہیئے
مقام ان کا یہی ہے محفلِ ایجادِ عالم میں	حبیبِ کبریا کہیئے شہِ کون و مکاں کہیئے

ترمذی۔ دارمی۔ مشکوٰۃ:

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃٍ اِضْحِیَانٍ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْہِ وَاِلَی الْقَمَرِ فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔

" حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک روشن ترین راتوں میں سے ایک روشن رات کو حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ جوڑا زیب تن فرمائے دیکھا۔ چاند بھی اس رات پوری تابانی پر تھا۔ میں بڑی دیر تک آفتابِ رسالت اور بدرِ کامل میں موازنہ کرتا رہا۔ بالآخر میرے دل کو فیصلہ کرنا پڑا، اور میری نگاہیں زبان بن کر پکار اٹھیں کہ حضور سراپا حسن و جمال (صلی اللہ علیہ وسلم)، چاند سے بدرجہا زیادہ حسین اور خوبصورت ہیں اور یہ گھٹنے بڑھنے والا بدرِ منیر میرے آقا و مولا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے

حسنِ فراواں کی کسی طرح برابری نہیں کر سکتا ہے

فلک یہ تو ہی بتا دے کہ حسن و خوبی میں

زیادہ تر ہے تیرا چاند یا ہمارا چاند

○ — حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ" کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "حضور علیہ السلام چاند سے زیادہ حسین و جمیل ہیں۔ کیونکہ آپ کا نورِ آفاق اور انفس دونوں میں ظاہر ہے اور آپ خَلْقًا وَّ خُلُقًا سیرۃً و صورۃً دونوں قسم کے کمالات کے جامع ہیں۔ بلکہ حقیقت نفس الامری یہی ہے کہ کائنات کی ہر چیز حضور علیہ السلام کے نور سے پیدا ہوئی ہے اسی لئے آیت کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کی تفسیر نورِ محمدی کے ساتھ کی گئی ہے۔ پس حضور نبی کریم علیہ السلام کا نورِ پاک ذاتی ہے جو رات دن میں کسی وقت آپ سے جدا نہیں ہوتا اور چاند کا نور (سورج سے) حاصل کردہ اور مستعار ہے۔ جو کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ گہن لگنے سے کم ہو جاتا ہے اور دن کی روشنی میں ماند پڑ جاتا ہے۔

مواہب اللدنیہ؛

○ — خلیفۂ رسول اکرم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

"جنابِ رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور روشنی

اور گولائی میں بدر کامل کی مانند تھا۔ یعنی نورانیت میں بدرجہ نمایت درخشندہ و تابندہ تھا۔

نہایہ ابن اثیر۔ مواہب۔ زرقانی

○— اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کَانَ وَجْھُہٗ المِرْاۃُ یُرٰی شَخْصُ الجُدُرِ فِیْ وَجْھِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور آئینہ کی مانند تھا۔ دیواروں کا عکس روئے انور میں نظر آتا تھا۔

زرقانی۔ استیعاب؛

○— دربارِ رسالت کے سحر بیان شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُس کی بشارتیں اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں) ممدوح کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گلہائے عقیدت نچھاور کرتے ہوئے اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

نُوْرًا اَضَاءَ لَہٗ عَلَی الْبَرِیَّۃِ کُلِّھَا
مَنْ یَّھْدِ بِالنُّوْرِ الْمُبَارَکِ یَھْتَدِیْ

"آپ کے نور نے تمام کائنات کو روشن کر دیا۔ جو اس نور سے مستفیر ہوا وہی ہدایت یافتہ تھا۔"

مشکوٰۃ۔ دارمی؛

○— حضرت ابوعبیدہ نے حضرت رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

عرض کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیہ مبارک بیان کیجئے کہ جناب کیسے تھے؟ قَالَتْ يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً ۔" فرمایا اے بیٹا! اگر تو اُن کے جمالِ جہاں آرا کو دیکھتا تو دیکھتے ہی پکار اُٹھتا کہ (گویا ابھی مشرق سے) آفتاب طلوع ہو رہا ہے"۔

صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ۔

○ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کسی نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی مانند تھا۔ آپ نے فرمایا: لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ۔" ہرگز نہیں میرے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور آفتاب و ماہتاب کی مثل نورانی تھا"۔

حضرت مُلّا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ اَیْ فِیْ قُوَّةِ الضِّيَاءِ وَكَثْرَةِ النُّوْرِ یعنی روشنی کی تیزی اور نور کی کثرت میں سورج اور چاند کی مانند تھا"

زرقانی۔ مواہب اللدنیہ۔ انوارِ محمدیہ۔ استیعاب۔

○ (حضرت) کعب بن زہیر ایک شیریں بیان اور فصیح اللسان نابغۂ جاہلیت کا ممتاز شاعر تھا۔ اپنے علاقہ میں عزت و شرف کا ایک خاص مقام رکھتا تھا۔ عام شعراء کی طرح اس نے بھی کچھ اشعار لکھے۔ جن میں شانِ رسالت کی ہجو و تنقیص تھی۔ جب تک اس کے وہ دلخراش اشعار بارگاہِ رسالت میں پڑھے گئے

تو وہ اشعار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت قلبی اذیت اور روحانی کوفت کا باعث ہوتے۔ قلبِ اطہر کی اس تکلیف کے آثار چہرۂ انور سے نمایاں ہو رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے جاں نثاروں کو حکم دیا۔ مَنْ لَقِیَ مِنْکُمْ کَعْبَ بِنْ زُہَیْرٍ فَلْیَقْتُلْہُ۔

میرے ساتھیو! شانِ رسالت میں نازیبا اشعار کہنے والا یہ گستاخ شاعر تم کو جہاں کہیں ملے اُسے قتل کر دو۔ (حضرت) کعب کا بھائی جو حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکا تھا اور مجمع میں حاضر تھا جب اُس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس تہدیدی فرمان کو سُنا تو اسے بھائی کی جان خطرہ میں محسوس ہوئی کہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے اب کعب کے لئے تنگ ہو گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجلس نبوّت کی پوری روداد سے کعب کو مطلع کیا اور لکھا کہ اگر تم اپنی جانِ عزیز کی بقا چاہتے ہو تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ مدینہ طیّبہ سے چلے آؤ اور دامنِ نبوّت سے وابستہ ہو جاؤ۔ رحمۃً للعالمین کی عالم پناہ بارگاہِ اقدس کے سوا اب پوری دنیا میں تمہارے لئے کوئی جائے پناہ باقی نہیں ہے۔ سچ ہے ؎

نہ جہاں میں کہیں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

(حضرت) کعب، مشفق بھائی کا ناصحانہ پیام سُن کر عازمِ مدینہ منوّرہ ہوئے۔ راتوں چلتے دنوں چھپتے بالآخر بارگاہِ رسالت میں شرف

باریابی حاصل کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض پرداز ہوئے۔ یارسُولَ اللہؐ! کیا آپ کی رحمت و رافت کی پاکیزہ چھینٹوں سے کعب بن زُہیر جیسا اشتہاری مُجرم بھی سیراب ہوسکتا ہے؟ اگر وہ مسلمان ہوجائے تو کیا اس ناقابلِ بخشش مُجرم کی گذشتہ کوتاہیاں، نافرمانیاں اور بے ادبیاں معاف ہوسکتی ہیں؟ حضور پُرنور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں۔ اسلام کا آبِ رحمت نوش کرنے کے بعد زندگی کی تمام تاریکیاں اور کثافتیں دُور ہوجاتی ہیں۔ زبانِ نبوّت کے یہ الفاظ (حضرت) کعب کے لئے آبِ حیات ثابت ہوئے۔ چہرہ پر مسرّت و نشاط کی روشنی پھیل گئی اور وہ بے اختیار پکار اُٹھے: "اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَعْبُ بْنُ زُھَیْرٍ یارسُول اللہ! میں ہی وہ بدبخت کعب بن زُہیر ہوں جس نے آپ کی ہجو میں اشعار لکھے۔ میں اپنی گستاخانہ حرکتوں پر سخت نادم اور شرمندہ ہوں، اور جناب کی بارگاہِ رحمت میں معافی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے عفو و کرم سے حضرت کعب کو دوبارہ زندگی نصیب ہوئی اور اُن کو جنّت کی بشارت سنائی گئی۔ جب خوش بخت کعب اسلام کی سعادتوں اور جنّت کی بشارتوں سے نوازے گئے تو اُنھوں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! مجھے اجازت فرمایئے کہ میں نے جس زبان سے جناب والا کی ہجو لکھی تھی آج اُسی زبان سے حضور کی مدح و ثنا اور تعریف توصیف بیان کروں، تاکہ

میرا یہ نعتیہ کلام میرے گذشتہ گناہوں کا کفارہ بن سکے۔ حضرت کعب کو بارگاہ رسالت میں نعت شریف عرض کرنے کی اجازت بخشی گئی۔

حضرت کعب اُٹھے۔ اس وقت حضرت کعب پر ایک عجیب رُوحانی جذب و مستی کی کیفیت طاری تھی۔ وہ اپنی عزت افزائی پر جھوم رہے تھے۔ تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا رونق افروزِ محفل ہونا، صحابۂ کرام کا مجمع، حضرت کعب جیسے شعلہ نوا شاعر کا نعتیہ کلام اور مسجدِ نبوی کا قُدسی ماحول، ایک جنت نگاہ سماں تھا جس کا کیف سرور لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ایک مصرع پر ہر طرف سے تحسین و آفریں کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ حضرت کعب بارگاہِ رسالت میں عقیدت و محبت کا نذرانہ پیش کر رہے تھے اور نعتِ مصطفےٰ کا وجد آفریں نغمہ مسجدِ نبوی کی فضاؤں میں گونج رہا تھا، جب حضرت کعب نے اپنے قصیدے کا یہ شعر بصد خلوص و محبت بارگاہِ رسالت میں پڑھا تو خود حضور مہبطِ وحی و الہام صلی اللہ علیہ وسلم جھوم گئے۔ رُخِ زیبا آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشن و تابندہ ہوگیا اور آپ نے فرطِ مسرت سے حضرت کعب کے کندھوں پر اپنا دوشالہ ڈالتے ہوئے اپنے عاشقِ صادق کی پذیرائی فرمائی۔

واہ! واہ! خوش نصیب کعب ابن زُہیر تیری قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا۔ اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی و رضا

کے سدا بہار پھول حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ وجہا فرین آور شعر جس پر حضرت کعب نے بارگاہ رسالت سے انعام پایا یہ ہے:۔

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ
مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ مَسْلُولُ

"یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نور خدا ہیں جس سے تمام کائنات عالم روشنی حاصل کرتی ہے اور آپ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھچی ہوئی تیز تلوار ہیں"۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى نُورٍ کزو شد نورہا پیدا

ودی الحاکم اَنَّ کَعْبًا اَنْشَدَ کَامِنْ سُيُوفِ الْهِنْدِ مَسْلُولٌ
فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سُيُوفِ اللهِ ۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت کعبؓ نے یہ مصرعہ یوں پڑھا تھا: مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ الْهِنْدِ مَسْلُولٌ تو حضور نے اس کی یوں اصلاح فرمائی: مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ مَسْلُولٌ" جس سے شعر معنوی لحاظ سے فرش زمیں سے عرش بریں پر پہنچ گیا۔

حضرت کعبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا اور بارگاہ رسالت سے انعام واکرام سے سرفراز ہوئے۔ اگر حضور نور نہ تھے اور حضور کو نور کہنا حقیقت کے خلاف اور کفر وشرک ہوتا تو حضور اس کی تردید فرما دیتے اور اس کی اصلاح فرماتے۔ جس طرح کہ آپ نے دوسرے مصرعے کی اصلاح فرمائی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ حضرت

کعب کے نعتیہ قصیدہ میں سب سے زیادہ جو شعر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آیا وہ یہی شعر تھا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "نورانیت" کا اظہار کرنے والے شاعر کو انعام سے نواز کر اُس کے اس بیان پر مُہر تصدیق ثبت فرمادی کہ آپ بلاشبہ نور ملکہ نورٌ علیٰ نور اور نور الانوار ہیں ۔

اُنہیں سے نور کے جلوے مکاں سے لامکاں تک ہیں
وہ ہیں نورِ ازل اُن کو خدا کا راز داں کہیئے

سُبحان اللہ! ایک وہ بابرکت زمانہ تھا جب کوئی شخص حضور کی شانِ نورانیت و قدوسیت کو بیان کرتا تو رسولِ خدا کی طرف سے انعام واکرام سے نوازا جاتا اور صحابۂ کرام رضی اس کے بیان کو محبت کے دلوں، عقیدت کے کانوں سے سُنتے اور داد دیتے تھے اور بے پناہ روحانی لذت محسوس کرتے تھے۔ اور آج یہ بدعقیدگی اور الحاد کا زمانہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نورانیت و قدوسیت کے بیان کرنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے چسپاں کرنے میں قطعاً جھجک محسوس نہیں کرتے ۔

ازل سے تا ابد سب کچھ ہے اُن کے نور کا صدقہ
خدا کی ذاتِ اقدس کا اُنہیں روشن نشاں کہیئے

نسیم الرّیاض:

○ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ العلیا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا جوڑا مبارک گانٹھتے دیکھا۔ آپ کی پیشانی مبارک میں پسینہ کے قطرے جھلک رہے تھے اور اُن قطروں سے نور اُبل رہا تھا۔ میں حیرت و استعجاب سے اس کیف بار منظر کو دیکھ رہی تھی۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ! کیا ہے تو حیران و پریشان کیوں ہو رہی ہے؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کو دیکھ رہی ہوں۔ جس سے دلآویز خوشبو کے ساتھ ساتھ نوری شعاعیں نکل رہی ہیں۔ اگر آج جناب کے رُخِ زیبا کو ابو کثیر ہذلی دیکھتا تو پکار اُٹھتا کہ میرے اس پیارے شعر کا صحیح مصداق صرف اور صرف حضور والاشان کی ذات گرامی ہے ؎

وَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ
بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

"میں نے جب محبوب کے چہرے کی لکیریں دیکھیں تو یوں چمکتی تھیں جیسا دل بادل سے بجلی کوندتی ہے"

رُخ تھا اُن کا بہارِ سحر گاہِ عید کا
جیسے ورق کھلا ہو کلامِ مجید کا

نسیم الریاض۔ زرقانی۔ ابن عساکر،

○ عرب میں خشک سالی ہوئی۔ فصلیں تباہ ہونے لگیں۔ اہلِ مکہ اپنے سردار (حضرت) ابوطالب کے پاس آئے کہ حلوت کعبہ سے بارش طلب کیجیں۔ فَخَرَجَ اَبُوطَالِبٍ مَعَہٗ غُلَامٌ کَاَنَّہٗ شَمْسُ دَجْنٍ۔ حضرت ابوطالب کعبہ میں آئے۔ آپ ابھی کمسن تھے (حضرت) ابوطالب نے آپ کو کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ آپ اس قدر حسین وجمیل تھے جیسے بادل کا سورج (حضرت) ابوطالب نے ساقی کوثر کی پشت کعبہ معظمہ سے لگائی اور آپ نے انگلی سے اشارہ کیا۔ آسمان پر بدلی کا نشان تک نہ تھا۔ دفعتہً آسمان پر ابر اٹھا اور اس شدت کی بارش ہوئی کہ جل تھل ہو گیا۔ (حضرت) ابوطالب اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے اور ان کی نگاہیں زبان بن کر پکار اٹھیں ؎

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ

ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ

"وہ نورانی مکھڑے والا جس کے روئے زیبا کے واسطہ سے ابرِ رحمت مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کا نگہبان۔"

علامہ زرقانیؒ کَاَنَّہٗ شَمْسُ دَجْنٍ کی شرح میں لکھتے ہیں: فَاِنَّ الشَّمْسَ یَوْمَ الْغَیْمِ حِیْنَ یَتَجَلّٰی سَحَابُہَا الرَّقِیْقُ تَکُوْنُ مُضِیْئَۃً مُشْرِقَۃً مَقْبُوْلَۃً لِلنَّاسِ لَیْسَتْ بِمُحْرِقَۃٍ۔ شمس دجن یایں وجہ کہا کہ ابر کے دن رقیق

بادل پھٹنے پر آفتاب جب چمکتا ہے تو تمازت اور سوزش نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگوں میں نہایت مرغوب و محبوب ہوتا ہے"۔

○ — حضرت مُلّا علی قاری جمع الوسائل بشرح الشمائل میں ارقام فرماتے ہیں:۔

تَشْبِیْهُ بَعْضِ صِفَاتِهٖ بِنَحْوِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ اِنَّمَا جَرٰی عَلٰی عَادَةِ الشُّعَرَاءِ وَالْعَرَبِ وَاِلَّا فَلَا شَیْئَ یُعَادِلُ شَیْئًا مِنْ اَوْصَافِهٖ اِذْ هِیَ اَعْلٰی وَاَجَلُّ مِنْ کُلِّ مَخْلُوْقٍ اِتِّبَاعًا۔ "سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات کو شمس و قمر سے تشبیہ دینا شاعروں اور عربی ادیبوں کی عام عادت ہے۔ ورنہ حضور علیہ السلام کی کسی بھی صفت سے کوئی شے برابری نہیں کر سکتی کیونکہ آپ کی ہر صفت تمام مخلوق سے بلند و بالا اور افضل و اکمل ہے"۔

کون و مکاں میں دھوم ہے جن کے جمال کی — لاؤں مثال کیسے میں اس بے مثال کی

مدینہ منوّرہ میں ورودِ مسعود

چودہ دن کے قیام کے بعد جب انسانِ کامل، محسنِ انسانیت آفتابِ رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا شریف سے عظیم المرتبت مقدس و متبرک شہر مدینۂ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو جمعۃ المبارک کا ذیشان دن تھا۔ قبا شریف سے مدینہ طیبہ تک راستے کے دونوں جانب شمعِ رسالت کے جاں نثار

پروانے اور عشق نبوی کے سرشار دیوانے زیارت سے فیضیاب ہونے کے لئے صف بستہ کھڑے تھے۔ آج مدینہ منورہ کا ہر باشندہ دیدہ و دل فرش راہ کئے چہرۂ نبوت کی ایک جھلک دیکھنے کو سراپا چشم بنا ہوا تھا۔ انصار کے تمام جوان و پیر، صغیر و کبیر ہتھیار سجا سجا کر بے تابانہ گھروں سے نکل آئے تھے۔ تاکہ رحمت کائنات، فخر موجودات، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایان شان استقبال کا فخر و شرف حاصل کر سکیں۔ عقیدت و نیازمندی کے پاکیزہ جذبات سے سرشار انصار مدینہ نے جس عدیم النظیر استقبال اور فقید المثال جلوس کے ساتھ حبیب کبریا، سرتاج انبیاء شہ دوسرا حضرت محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کو خوش آمدید کہا۔ انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جوش و خروش اور سرور و مستی کا عجیب پرکیف منظر تھا۔ تمام شہر توحید و رسالت کے روح پرور نعروں اور درود و سلام کے مبارک ترانوں سے گونج رہا تھا۔ مدینہ طیبہ کے کوٹھوں پر پردہ نشین خواتین اور معصوم لڑکیاں فرط انبساط کے عالم میں نہایت پیارے لہجے میں پاک زبانوں سے یہ ایمان افروز اور جاں نواز گیت گا رہی تھیں ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا — مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا — مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

" وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں رات کا بدر منیر طلوع ہوا ہے

جب تک دعا کرنے والے دعا مانگیں، ان کا شکریہ ادا کرنا ہم پر واجب ہے۔" (اُن کی بارگاہِ نبوت میں ہدیہ درود و سلام پیش کیا جائے)

○۔ قبیلہ بنو نجّار کی ننھی ننھی پیاری بچیوں نے دف بجا بجا کر خیر مقدم کا یہ دلکش ترانہ گایا ؎

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِیْ نَجَّار
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَار

"ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں واہ واہ! محمدؐ کیسے نیک اور پسندیدہ ہمسائے ہیں"

کہیں معصوم ننھی بچیاں تھیں دف بجاتی تھیں   رسول پاک کی جانب اشارہ کرکے گاتی تھیں
کہ ہم ہیں بچیاں نجّار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہؓ کے لال کے تشریف لانے کی

بچیوں کے لہجے میں بے پناہ مسرت اور عقیدت تھی۔ وہ زمین پر گا رہی تھیں مگر آسمان پر جنت کی حوریں جھوم رہی تھیں۔ خیر مقدم کے جوش و خروش اور جلوس کے پُرشکوہ منظر کو دیکھ کر اہلِ کتاب کے رہنما بھی پکار اُٹھے کہ بیشک حضرت حیقوق نبی کی دل آویز پیشین گوئی آج منکشف ہوئی، اور اس کی عملی تفسیر آج ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

"اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہِ فاران سے آیا، اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہو گئی"

ہر قبیلہ دل و جان سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہو رہا تھا۔ ہر ایک اس بات کا خواہش مند تھا کہ فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا لازوال شرف اُنہیں نصیب ہو۔ چنانچہ ہر عقیدت مند خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوتا اور عرض کرتا میرے محبوب آقا! میرے ماں باپ قربان! یہ گھر، یہ مال، یہ جان سب کچھ حاضر ہے بندہ نوازی فرمائیے، اپنے انوار و برکات سے ہمارے گھروں کو سرفراز فرمائیے۔ مگر حضور رسول کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے سینۂ اقدس میں سب سے زیادہ شفیق اور مہربان دل رکھتے تھے۔ اس لئے آپ کسی کی پیشکش کو ٹھکرا کر رنجیدہ خاطر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے آپ ہر ایک کو دعائے خیر و برکت سے نوازتے اور ارشاد فرماتے۔ "میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہی ہے۔ جہاں اسے حکمِ خداوندی ہوگا وہاں بیٹھ جائے گی اور وہی میری قیام گاہ ہوگی۔" آخرکار ناقۂ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم موجودہ مسجد نبوی کے دروازے کی جگہ پر بیٹھ گئی اور اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ اس مقام کے قریب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کو میزبانی کا شرف بخشا اور یوں یہ انمول اور گرانمایہ نعمت حضرت ابو ایوب انصاری کے حصہ میں آئی۔ اللہ اکبر! خورشیدِ رسالت کے لازوال جلوؤں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے غریب خانے کو رشکِ طور بنا دیا۔ کلاہ گوشۂ دہقاں بہ آفتاب رسید

مشکوٰۃ۔ ابن ماجہ۔ طبقات ابن سعد،

○ — جب شہنشاہ کونین رحمتِ دارین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراجاً منیراً بن کر اپنی عالمگیر ضیا پاشیوں کے ساتھ اُفقِ مدینہ پر جلوہ گر ہُوا تو مدینہ منورہ کا ہر ذرہ رشکِ طور بن گیا اور کوہ و صحرا کی فضائیں معطر و منور ہو گئیں سے

ہر اک ذرہ چمک اُٹھا ہے مہتابِ ضیا بن کر
فضا کو جگمگایا آپ نے شمس الضحیٰ بن کر

○ — چنانچہ خادم کاشانۂ نبوت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس دن حضور نبی اکرم نیرِ اعظم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا سے مدینہ طیبہ کی ہر ایک چیز روشن ہو گئی۔"

○ — شرح شمائل میں حضرت مُلّا علی قاری اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ اى تنوّرَ جميعُ أجزاءِ المدينةِ نوراً حسيّاً أنّ كلَّ شيءٍ في العالَمِ كأنّه اقتبسَ النورَ من المدينةِ في ذالكَ اليومِ۔ "مدینہ منورہ کے تمام حصے حقیقتاً روشن ہو گئے اور یہ نور حسی طور پر محسوس ہوا، اور اس دن کائنات کا ذرہ ذرہ مدینہ طیبہ کے انوار و تجلیات سے مالا مال ہو گیا۔"

○ ـ حضرت امام مناوی نے اِس حدیث کی وضاحت یوں فرمائی ہے۔
اِنَّ الْمُرَادَ بِہٖ اَنَّ کُلَّ جُزْءٍ مِنْ اَجْزَاءِ الْمَدِیْنَۃِ اَضَاءَ ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَقِیْقَۃً وَکَیْفَ لَا یُضِیْئُ لَہٗ ذٰلِکَ وَقَدْ کَانَتْ ذَاتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھَا نُوْرًا وَسَمَّاہُ اللّٰہُ نُوْرًا وَکَانَ کُلُّ شَیْءٍ فِی الْعَالَمِ اقْتَبَسَ النُّوْرَ وَاَخَذَہٗ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ (شرح شمائل)

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مدینہ منورہ کا ہر جُز (حصّہ) اُس دن حقیقی طور پر نورانی ہو گیا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ جبکہ نبی کریم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سراسر پیکرِ نُور تھی۔ خداوندِ عالم نے آپ کا اسمِ گرامی نُور رکھا۔ عالمِ رنگ و بو کی ہر چیز نے اپنی اپنی حیثیت اور استعداد کے مطابق اُس دن مدینہ منورہ کے نُور سے حصّہ پایا۔

شمائل ترمذی :

○ ـ حضرت سیّدنا امام حسن علیہ وعلیٰ آبا راالکرام علیہم السلام فرماتے ہیں کہ میرے ماموں جناب ہند بن ابی ہالہ رضی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت اوراوصاف شریفہ بیان کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ایک بار میں نے اُن سے عرض کیا۔ ماموں جان! ناما پاک سیّد لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حُلیہ مبارک بیان فرمائیے تاکہ میں اس لطف اندوز ہو سکوں اور اُس مرکزِ انوار و تجلیات کے وجودِ مسعود کے

ساتھ رابطہ اور تعلق پیدا کر دوں تاکہ حضور کے فیوضات و برکات سے ہمیشہ مستفیض و مستنیر ہوتا رہوں۔

فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا یَتَلَأْلَأُ وَجْہُہٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ

تو انہوں نے فرمایا کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس عظیم شان والے اور بلند مرتبہ والے تھے۔ دوسروں کی نظروں میں بھی معظّم و محترم تھے۔ آپ کا چہرۂ انور ایسا روشن اور تاباں تھا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا اور روشنی دیتا ہے۔"

وَمَعْنٰی یَتَلَأْلَأُ یَلْمَعُ وَ یُشْرِقُ کَاللُّؤْلُؤِ قَوْلُہٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ ای مِثْلَ تَلَأْلُؤِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔

یَتَلَأْلَأُ کے معنی روشن ہونے اور چمکنے کے ہیں جیسے موتی چمکتا ہے۔

یَتَلَأْلَأُ تجدّد اور استمرار کے معنی پر دلالت کرتا ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ آں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا دمکتا تھا یعنی ہر وقت ہر آن درخشندہ و تابندہ رہتا تھا۔

مواہب اللدنیہ۔ رواہ البزار والبیہقی؛

○ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرورِ دو عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبسّم کی کیفیت ان روشن الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

وَ اِذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَلَاْلَأُ فِی الْجُدُرِ۔" جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تبسّم فرماتے تو حضورؐ کا نور دیواروں پر چمکتا تھا۔

○— امام قسطلانی شارح صحیح بخاری۔ حدیث کے معنی بیان فرماتے ہیں: ای یُضِیْئُ فِی الْجُدُرِ بِضَمِّ الْجِیْمِ وَالدَّالِ جَمْعُ جِدَارٍ وَھُوَ الْحَائِطُ ای یَشْرُقُ نُوْرُہٗ عَلَیْہِمَا اِشْرَاقًا کَاِشْرَاقِ الشَّمْسِ عَلَیْہِمَا۔

" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور دیواروں پر ایسا چمکتا اور روشن ہوتا تھا جیسے سورج کی روشنی دیواروں پر پڑتی ہے اور چمکتی ہوئی نظر آتی ہیں۔"

○— مُلّا علی قاری شرح شمائل میں لکھتے ہیں: اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا ضَحِكَ یَتَلَاْلَأُ فِی الْجُدُرِ ای یَبْرُقُ نُوْرُہٗ عَلَیْہِ اِشْرَاقًا کَاِشْرَاقِ الشَّمْسِ عَلَیْہَا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب مسکراتے تو دیواریں چمک جاتیں۔ جیسا کہ سورج کی روشنی سے دیواریں روشن اور چمکدار ہو جاتی ہیں۔"

مواہب اللدنیہ:

○— قبیلہ بنی سعد کی عورتوں کی ایک جماعت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئی جس میں حضرت حلیمہؓ بھی شامل تھیں۔ جب وہ آفتاب رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے کے لئے

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانۂ اقدس میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے وہاں جو جنت نگاہ نظارہ دیکھا تھا اس کو انہی کے الفاظ میں سنیئے۔

فَاَشْفَقْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ مِنْ نَوْمِهٖ لِحُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ قَدْ نَوَتُ مِنْهُ رُوَيْدًا فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى صَدْرِهٖ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا وَفَتَحَ عَيْنَيْهِ لِيَنْظُرَ اِلَيَّ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ نُوْرٌ حَتّٰى دَخَلَ خِلَالَ السَّمَاءِ۔

"میں نے دیکھا کہ حضورؐ آرام فرما ہیں۔ آپ کے بے پناہ حسن و جمال کو دیکھ کر میں حیرت زدہ ہو کر رک گئی اور حضور کو نیند سے بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ پھر میں آہستگی سے حضورؐ کے قریب آئی اور حضورؐ کے سینۂ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا۔ پس آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنی محبت آفریں نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے اور میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار یہ حیرت افزا منظر دیکھا کہ آپ کی حسین و جمیل نگاہوں سے نور نکل نکل کر آسمانی فضاؤں میں داخل ہو رہا ہے۔"

تفسیر مظہری:

○ — حضرت مائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس نورِ مجسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اپنی کفالت میں لیا تو ان کے حالاتِ زندگی میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔ ان کا غریب خانہ

انوار و برکات کا گہوارہ بن گیا۔ اُن کی وہ سواری جو لاغر تھی فربہ ہوگئی اور تیز روی میں تمام سواریوں سے آگے نکل جاتی تھی اور ان کی لاغر اور کمزور بکریاں شیر دار اور موٹی تازہ ہو گئیں۔ تمام قبیلے کے لوگ حسد کرتے اور آپ کے گھر میں تمام رات روشنی ہی روشنی ہوتی۔ جب قبیلے والوں نے طنزاً کہا اب تو غریب حلیمہؓ امیر کبیر بن گئی ہے ساری رات اس کے گھر میں چراغ روشن رہتا ہے۔ قوم کی اس طنز کو سن کر حضرت حلیمہؓ نے فرمایا مَا كُنَّا نَحْتَاجُ اِلَى السِّرَاجِ مِنْ يَوْمِ اَخَذْنَاهُ لِاَنَّ نُوْرَ وَجْهِهٖ كَانَ اَنْوَرَ مِنَ السِّرَاجِ فَاِذَا اِحْتَجْنَا اِلَى السِّرَاجِ فِيْ مَكَانٍ جِئْنَا بِهٖ فَتَنَوَّرَتِ الْاَمْكِنَةُ بِبَرَكَتِهٖ۔ "کہ جب سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نور نظر اور جگر گوشہ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوئے ہیں ہمیں کبھی چراغ روشن کرنے کی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوئی کیونکہ آپ کے چہرہ انور کی نورانیت چراغ سے زیادہ تھی۔ جب کسی جگہ چراغ کی ضرورت محسوس ہوتی ہم آپ کو وہاں لے جاتے تو آپ کے نور و ضیاء سے وہ جگہ روشن ہو جاتی۔" ؎

دیئے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت
عجب روشنی تو نے پائی حلیمہؓ

مدارج النبوۃ ۔ انوار محمدیہ ؛

○ ــــ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ العلیا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فرماتی ہیں :-

كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ۔ "حضور نبی کریم رسولِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسرور ہوتے اور آپ پر کیف و سرور کی کیفیت طاری ہوتی تو حضورؐ کے رخساروں کی لکیریں چمک اٹھتیں اور حضور کا پُر نور چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔"

صحیح بخاری و مسلم ؛

○— حضرت کعب بن مالک خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بارگاہِ رسالت میں سلام و نیاز عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپؐ کے چہرہ اقدس کی لکیریں فرحت و مسرت سے بجلی کی طرح چمک رہی تھیں وکان رسول اللّٰهِ إِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَأَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ۔ "صرف آج ہی نہیں بلکہ ہمیشہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر سرور و انبساط کے آثار طاری ہوتے تو آپؐ کا چہرۂ زیبا چاند کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔"

خورشید تھا کس نور پہ کیا بڑھ کے چمکتا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بخاری شریف ؛

○— محبوبۂ مصطفیٰؐ حضرت عائشہ صدیقہ العُلیا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فرماتی ہیں۔ ایک بار حضور سیدِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے مسرورًا تبرق اسارِیرُ وَجْھِہٖ ۔" میں نے دیکھا کہ آپ پر کیف و سرور کی کیفیت طاری تھی اور آپ کے چہرۂ اقدس کی لکیریں بجلی کی طرح چمک رہی تھیں۔

○— پیکرِ حسن و جمال مظہرِ جمالِ لایزال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و تابندگی کے متعلق اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ العلیا اپنے ایک دلآویز، ایمان نواز شعر میں فرماتی ہیں ؎

مَتیٰ یَبْدُ فِی اللَّیْلِ الْبَھِیْمِ جَبِیْنُہٗ
یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجیٰ الْمُتَوَقِّدِ

" جب سخت اندھیری رات میں اُن کی پیشانی مبارک ظاہر ہوتی ہے۔ تو وہ اندھیری رات کے روشن چراغ کی طرح روشنی دیتی ہے ؎

مظہرِ شانِ الٰہی ہے محمد کی جبیں
ہو گئے نورِ جبیں سے منور شش جہات

زرقانی۔ استیعاب؛

○— دربارِ رسالت کے محمود و محبوب شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ کی بشارتیں دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں) نورِ ہدایت کے آفتاب عالمتاب

صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا کے متعلق اپنی عقیدت و محبت کا اظہار اپنے جاں نواز اشعار میں اس طرح فرماتے ہیں ؎

اَغَرُّ عَلَیْہِ لِلنُّبُوَّۃِ خَاتَمٌ

آپ وہ ہیں جن پر مہرِ نبوت چمک رہی ہے

مِنَ اللّٰہِ مَشْہُوْدٌ یَلُوْحُ وَیُشْہَدُ

اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چمکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے

فَاَمْسٰی سِرَاجًا مُسْتَنِیْرًا وَّھَادِیًا

یہ نبی آئے اور روشنی والے چراغ اور رہنما ہو گئے

یَلُوْحُ کَمَا لَاحَ الصَّقِیْلُ الْمُھَنَّدُ

وہ اس طرح چمکے جیسے صیقل کی ہوئی ہندی تلوار چمکتی ہے

اک حُسن کا دریا ہے اک نور کا طوفاں ہے   اس پیکرِ خاکی میں یہ کون خراماں ہے

جواہر البحار :

○ — دربارِ نبوت کے یہی محبوب نعت خواں حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

لَمَّا نَظَرْتُ اِلٰی اَنْوَارِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعْتُ کَفِّیْ عَلٰی عَیْنِیْ خَوْفًا مِّنْ ذِھَابِ بَصَرِہٖ

" جب میں آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے انوار کی طرف نظر کرتا تو اپنی آنکھوں پر اپنی ہتھیلی رکھ دیتا اس خوف سے کہ کہیں میری بینائی ہی زائل نہ ہو جائے "

اے جلوۂ نورِ خدا، اے نورِ ذاتِ کبریا
ہے نور سے تیرے بجا ماہِ منوّر کی ضیا
یہ جلوہ یہ تابندگی، یہ نور یہ رخشندگی
مہرِ درخشاں میں نہ تھی گر تو نہ ہوتا جلوہ نما

کتاب الشفا:

○ جامع بن شداد کا بیان ہے کہ ہمارے قافلے میں طارق نامی ایک شخص تھا۔ اس نے بیان کیا کہ جب ہم نے مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو آپ نے دریافت فرمایا "تمہارے پاس فروخت کی کوئی چیز ہو تو دکھاؤ۔" ہم نے عرض کیا کہ ہمارے پاس یہ سرخ اونٹ ہے جس کو ہم فروخت کرنا چاہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے وہ اونٹ کھجوروں کی ایک مقررہ مقدار کے عوض خرید لیا۔ حضور اونٹ لے کر اپنے کاشانۂ اقدس کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد قافلے والے سخت پریشان اور نادم ہو گئے کہ یہ ہم نے کیا کیا۔ جس شخص کے ہاتھ ہم نے اونٹ فروخت کیا ہے، ہمارا اس سے کوئی تعارف نہیں۔ ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کی سکونت کہاں ہے۔ اس تجارت میں ہم نے سخت نقصان پایا۔

اس سفر میں ہمارے ساتھ ایک شتر سوار، تجربہ کار اور زیرک عورت بھی تھی۔ اُس نے ہمیں اس قدر سراسیمہ اور مضطرب دیکھا تو اُس نے کہا۔
اَنَا ضَامِنَۃٌ لِثَمَنِ الْبَعِیْرِ رَاَیْتُ وَجْہَ رَجُلٍ

مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔

"اے قافلہ والو! تم بے فکر ہو جاؤ تمہارے اُونٹ کی قیمت کی میں ضامن ہوں۔ میں نے اُس آدمی کا چہرۂ انور دیکھا ہے جو چودھویں رات کے چاند کی طرح دمکتا تھا۔ ایسا وجیہہ نورانی چہرے والا شخص تمہارے ساتھ ہرگز بے وفائی اور بدعہدی نہیں کر سکتا۔"

الغرض قافلہ والوں نے رات آنکھوں میں کاٹی۔ سپیدۂ سحر مژدۂ جاں فزا لے کر طلوع ہوا۔ ایک شخص بلند آواز سے کہہ رہا تھا، "قافلے والو! میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں یہ لو کھجوریں پہلے ان کو تناول کرو۔ یہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ تمہاری مہمانی ہے اور پھر اپنے اُونٹ کی قیمت کی کھجوریں وزن کر کے پوری کر لو ؎

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

استیعاب :

○ — حضرت عمرو بن سالم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربارِ رسالت میں ایک نعتیہ قصیدہ پیش کیا جس کا ایک شعر یہ بھی تھا ؎

فِيهِمْ رَسُولُ اللهِ قَدْ تَجَرَّدَا
اَبْيَضُ مِثْلَ الْبَدْرِ يَسْمُو صُعُدَا

حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عینی ہوئی

جماعت میں اللہ تعالیٰ کا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہے۔ چودھویں رات کے چاند کی مانند جن کا نورانی چہرہ چمکتا ہے۔ اور ہر آن جن کا نور ترقی پذیر ہے۔

مواہب اللدنیہ معہ زرقانی :

○ بارگاہِ رسالت کے فیض یافتہ حضرت عبداللہ ابن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و برکات کے متعلق بہ ایمان افروز اشعار ارشاد فرماتے ہیں ؎

بِہٖ اَجَابَ اللّٰہُ اِذْ دَعَا   وَنَجّٰی فِیْ بَطْنِ السَّفِیْنَۃِ نُوْحٌ

وَمَاضَرَّتِ النَّارُ الْخَلِیْلَ لِنُوْرِہٖ   وَمِنْ اَجْلِہٖ نَالَ الْفِدَاءُ ذَبِیْحٌ

پروردگارِ عالم نے اس نوری چہرے والے حبیب کے طفیل حضرت آدم علیہ السلام کی دُعا منظور فرمائی اور حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اسی کے طفیل کشتی میں طوفانوں سے نجات پائی اور اسی نور کے طفیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتشِ نمرود گلزار بن گئی۔ اور اسی نورِ عظیم کے طفیل حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے قربانی کا ذبیحہ لایا گیا ؎

اگر نامِ محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا   (جامیؒ)

زرقانی :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ لَمَّا نُفِخَ فِیْ اٰدَمَ الرُّوْحُ

صَارَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْمَعُ فِیْ جَبْھَتِہٖ کَالشَّمْسِ مُشْرِقَۃً"

"رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام کے جسم اقدس میں روح پھونکی گئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ان کی پیشانی میں آفتاب کی طرح چمکتا تھا۔"

ابن عساکر۔ خصائص الکبریٰ

○ — محبوبۂ مصطفےٰ حضرت عائشہ صدیقۃ الکبریٰ فرماتی ہیں:۔ میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی۔ اتفاقاً سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی اور چراغ بھی بجھ گیا۔ میں نے ہر چند تلاش کی مگر اندھیرے کی وجہ سے سوئی نہ مل سکی۔ اتنے میں ہدایت کے روشن چراغ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشانۂ اقدس میں تشریف لائے۔ فَتَبَیَّنَتِ الْاِبْرَۃُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْھِہٖ پس دفعۃً آپ کے چہرۂ مبارک کی کرنوں سے حجرۂ مبارک جگمگا اٹھا۔ کاشانۂ نبوت کی ہر چیز نمایاں و درخشاں ہو گئی اور میں نے زمین پر گری ہوئی سوئی اٹھا لی۔ ؎

سوزنِ گم گشتہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

اِسی دلآویز اور جنت نگاہ منظر کو جناب سیدہ صدیقۃ العلیا رضی اللہ

تعالیٰ عنہا نے اپنے ان اشعار میں بیان فرمایا ہے ؎

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْآفَاقِ شَمْسٌ   وَشَمْسِیْ فَوْقَ مِنْ شَمْسِ السَّمَائِیْ
وَشَمْسُ النَّاسِ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ   وَشَمْسِیْ تَطْلَعُ بَعْدَ الْعِشَائِیْ

"ایک ہمارا آفتاب (نبوت) ہے اور ایک کائنات کا آفتاب ہے لیکن آسمان کے آفتاب سے ہمارا آفتاب جہاں تاب کہیں زیادہ بلند و برتر اور افضل و اعلیٰ ہے۔ انسانوں کا آفتاب صبح کو مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور ہمارا یہ تابندہ آفتاب رات کو بھی ہر طرف اپنے انوار بکھیرتا ہے"

نسیم الریاض:

○ — یہی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ العلیا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سید الانبیاء حبیب خدا حضور محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے نور افشاں چہرۂ اقدس کی نورانیت اور درخشندگی کے متعلق ارشاد فرماتی ہیں:۔

"كُنْتُ اُدْخِلُ الْخَيْطَ فِى الْاِبْرَةِ حَالَ الظُّلْمَةِ لِبَيَاضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

"حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اس درجہ روشن اور تابناک تھی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی تیز روشنی سے اندھیری راتوں میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی ؎

ایسی جبیں کہ نور کا دریا کہیں اسے
ایسی جبیں کہ صبح تمنا کہیں اسے
ایسی جبیں کہ نورِ تجلی کہیں اسے
دیکھیں کہیں تو عرشِ معلی کہیں اسے
پھر اس پہ ابروؤں کے جو قوسین مل گئے
معراجِ نور ہو گئی کونین مل گئے

سراجِ منیر

○ — ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ۔ العلیا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور افروز چہرہ اقدس کے متعلق یوں نغمہ سرا ہیں۔ ان اشعار کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے:۔

" اگر آپ کے چہرۂ مبارک کے بے نظیر و بے مثال حسن و جمال کو مصر والے دیکھ لیتے تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے اتنی کثیر دولت نہ لٹاتے !!

" زلیخا کو ملامت کرنے والیاں اگر میرے مخدوم و مقدس محبوب کی پر نور پیشانی کی ایک جھلک دیکھ لیتیں تو اپنا شعور کھو بیٹھتیں اور عالم بے خودی میں بجائے ہاتھوں اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں "

" بیشک حسنِ یوسفی سے مرعوب ہو کر زنانِ مصر نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ مگر یہاں جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظارہ کا یہ عالم ہے کہ صرف صنفِ نازک ہی سے نہیں بلکہ مردانِ عرب اپنے سروں کا نذرانہ بارگاہِ رسالت میں پیش کرنے میں

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

استیعاب :

○ — حضرت عبداللہ ابن الزبعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :-
وَ عَلَیْكَ مِنْ سِمَةِ الْمَلِیْكِ عَلَامَةٌ نُوْرٌ اَغَرُّ وَخَاتَمٌ مَخْتُوْمٌ

" یا رسول اللہ ! حضور کے نوری پیکر میں دیگر دلائل نبوت کا ظہور نہ بھی ہوتا ، تب بھی آپ کے وجودِ گرامی میں آپ کی نبوت و صداقت کی دو روشن اور مضبوط ترین نشانیاں ہیں - ایک حضور کا چہرہ انور اور ——— دوسری مہرِ نبوت "

فتح الباری شرح صحیح بخاری :

○ — ایک معزز ہمدانی خاتون (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج اکبر کی سعادت حاصل کرتی ہے - جب وہ سعادت مند خاتون اپنے وطن مالوف میں واپس تشریف لائیں تو حضرت ابو اسحاق نے اُس خاتون سے نبیٔ پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا تو اس خاتون نے کہا ؎

کون و مکاں میں دھوم ہے جن کے جمال کی
لاؤں مثال کیسے میں اُس بے مثال کی

البتہ سید الانبیاء حبیب خدا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے

رُخِ انور کی کیفیت میں یوں بیان کر سکتی ہوں:
كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ
"حضور صلی اللہ علیہ وسلّم چودھویں رات کے بدرِ مُنیر تھے میں نے اس سے پہلے نہ اُن کے بعد آج تک اُن کی مثل کسی کا نُورانی اور درخشاں چہرہ نہیں دیکھا"

مثل تو در جہاں نگارے
یزداں دگرے نہ آفریدہ

زرقانی - انوارِ محمدیہ:

○ — جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اور آپ کا اسمِ گرامی آدم اور کنیت ابو محمدؐ مقرر فرمائی تو حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا بار الٰہا! میری کنیت ابو محمدؐ کیوں رکھی گئی۔ حکم ہوا:۔

"يَا آدَمُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَرَئِيَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُرَادِقِ الْعَرْشِ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا النُّوْرُ؟ قَالَ هٰذَا نُوْرُ نَبِيٍّ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ۔ اِسْمُهُ فِي السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَفِي الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ۔ لَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُكَ لَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَّلَا اَرْضًا۔

"اے آدم! اپنا سر اُٹھا۔ جب آدم علیہ السلام نے اپنا سر اُٹھایا تو عرش کے پردوں سے نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو چمکتا ہوا دیکھا۔ کہا

الٰہی، یہ نور کس کا ہے؟ ارشاد ہوا۔ یہ نور (عظیم) میرے ایک پیغمبر کا ہے جو تیری اولاد سے ہوگا۔ آسمان والے اسے احمد کے نام سے پکاریں گے اور زمین والے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام سے یاد کریں گے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو تجھے (اے آدم) پیدا نہ کرتا۔ اور نہ آسمان کو اور نہ زمین کو پیدا کرتا ؎

محمدؐ نہ ہوتے تو پھر بندہ پرور
خدا خود ہی ہوتا خدائی نہ ہوتی

علامہ ملا علی قاری ؒ۔

○ موضوعاتِ کبیر میں لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں:۔
لٰكِنَّ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ۔ فَقَدْ رُوِيَ مَرْفُوْعًا قَالَ (عَلَيْهِ السَّلَام) اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ۔ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا لیکن اس حدیث کے معنی صحیح ہیں۔ مرفوع روایت میں ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے پاس جبریلؑ آئے اور کہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تو نہ ہوتا تو میں جنت اور دوزخ پیدا نہ کرتا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔"

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

زرقانی۔ سیرت حلبیہ۔ خصائص الکبریٰ۔

○— حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ نبوت میں عرض کرتے ہیں:۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اسلام قبول کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ واقعہ بھی ہے کہ جب آپ مہد میں تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے لئے چاند اُتر آیا، آپ اس سے کچھ باتیں کرتے ہیں۔ نیز آپ اپنی اُنگلی مبارک سے جدھر اشارہ فرماتے تھے چاند ادھر جھک جاتا۔ یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے نہ دیتا تھا بلکہ مجھے اپنی طرف مشغول رکھتا تھا"۔

چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ اطہر کو سب سے اوّل مخلوق فرمایا۔ پھر اسی نور کو اصلابِ طاہرہ اور ارحامِ طیبہ میں پھرایا۔ اور پھر وہ نور بشکلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں صلبِ حضرت عبداللہ اور بطنِ جنابِ آمنہ سے ظہور پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نورِ منوّر کو بشکلِ انسانی اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ جملہ انسان آپ کی ذاتِ گرامی سے مستفیض ہو سکیں۔ چنانچہ اسی حقیقت کو حضرت عبداللہ بن عباس "تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلابِ طاہرہ اور ارحامِ طیبہ سے پیدا فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بے مثال اعزاز و کمال کو حضرت شیخ محقق عبدالحق دہلوی یوں فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود کہ دیدۂ حیرت در جمالِ باکمالِ وے خیرہ می شد مثل ماہ و آفتاب تاباں و روشن بود۔ و گر نہ نقاب بشریت پوشیدہ بودے ہیچ کس را مجال نظر و ادراک حسن او ممکن نبودے ہمیشہ جوہر وے بود کہ انتقال کرد از اصلاب آباء و ارحام امہات از زمن آدم تا انتقال بہ صلب عبداللہ و رحم آمنہ سلام اللہ علیہم اجمعین۔

(ترجمہ) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر سے پاؤں تک نور تھے کہ دیدۂ حیرت اُن کے جمالِ باکمال میں خیرہ ہوتی ہے۔ آپ چاند اور سورج کی طرح روشن و تاباں تھے۔ اگر بشریت کے لباس میں ملبوس نہ ہوتے تو کسی آدمی کو اُن کے دید کی تاب نہ ہوتی۔ اُن کا جوہر (ذات مقدسہ) ہمیشہ نورانی تھا۔ جو طیب و طاہر پشتوں اور رحموں کی طرف حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہؓ کی پشت اور حضرت آمنہؓ کی رحم تک جلوہ نما رہا۔ پنجابی قلندر ڈاکٹر اقبالؒ کے اس مستانہ نعرہ کی داد دیجئے ؎

اقبال تیری دید بھی اب دید ہوگئی
جب سے سنا ہے یارؐ لباس بشر میں ہے

بات تمام دلائل و براہین کو نظر انداز کر کے یہ کہہ دینا کہ قرآن و سنت میں اور محققین و محدثین کے قول دار شادات میں جو حضور صلی علیہ وسلم کو نور کہا گیا ہے

اس سے مراد نور ہدایت ہے اور آپ محض بشر اور ہادی تھے۔ یہ بالکل کج فہمی کامل بے انصافی، سراسر حق ناشناسی اور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے شپرہ چشمی ہے۔

کیا آپ کے والدین، ماجدین، مغفورین کے اصلاب وارحام میں محض ہدایت پھرتی رہی؟

کیا حضرت خواجہ عبدالمطلب کی پیشانی پر "محمود ہاتھی" نے ہدایت دیکھی تھی کہ وہ سجدے میں گر گیا۔

کیا ابرہہ صرف ہدایت دیکھ کر خواجہ عبدالمطلب کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا تھا؟

کیا وہ ہدایت ہی تھی کہ اس کی محرومی سے معزز خاندانوں کی دو سَو شریف عورتوں نے اپنی جانیں ہلاک کر دیں؟

کیا قتادہ بن نعمان، عباد بن بشر اور اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی لاٹھیوں میں ہدایت نے چمک اور روشنی پیدا کی تھی؟

کیا حمزہ اسلمی اور طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی انگلیوں اور پیشانی میں ہدایت نے نورانیت اور درخشانی پیدا کی تھی؟

کیا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانۂ اقدس کو ہدایت نے بقعۂ نور بنایا تھا؟

کیا قرآن مجید اور اسلام بھی اسی طرح اندھیروں میں حسّی طور پر روشنی پیدا کرتے ہیں؟

ہیں دونوں جہاں روشن انوارِ نبوت سے — انساں کو نوازا ہے الطاف و صداقت سے